مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

عبدیت کی ذمہ داریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ کئی دفعہ وہ حدیث سُنا چکا ہوں کہ اس مجلس میں شریک ہونے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالےٰ سب کو بخش دیتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک نیت سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کی مغفرت فرما دے ۔ آمین !

اصل مضمون

شروع کرنے سے پہلے بدعت اور سنت میں کیا فرق ہے ، عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ سنت وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو سکھائی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام خود کیا یا صحابہ کرامؓ کو سکھایا ۔ وہ ساری اُمت کے ذمہ ضروری ہے ۔ اور یہ سنت ہے ۔ بدعت یہ ہے ۔ کہ ایک نئی چیز ایجاد کر کے اس کو جزوِ دین بنایا جائے ۔ مثلاً ہمارے ہاں مجلس ذکر میں شامل نہ ہونے والوں پر ہم طعن نہیں کرتے کہ فلاں کیوں شریک نہیں ہوتا ۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ مجلس ذکر میں ضرور شامل ہو ۔ خود بخود اتفاق سے کوئی آ کر بیٹھ جائے تو اس کو بدعت نہیں کہتے ۔ بدعت تب بنتی ہے کہ نئی چیز ایجاد کی جائے اور ساری اُمت کے لئے لازمی قرار دیا جائے اور جو نہ کرے اس پر طعن کیا جائے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں دین مکمل ہو چکا ہے ۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے :-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (سورۃ مائدہ رکوع ۱ پارہ ۶) ۔

ترجمہ :- آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا ۔

صوفیائے کرام کے چاروں طریقے نقشبندی ۔ سہروردی ۔ چشتی ۔ قادری نئے ہیں ۔ لیکن بدعت نہیں ہیں ۔ ہماری مجلس میں کوئی آ کر شامل ہو یا نہ ہو ۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے ۔

آج

کا اصل مضمون یہ ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ (سورۃ الحجر پ ۱۴) ۔

ترجمہ :- اپنے رب کی عبادت کر تا آنکہ تجھے موت آ جائے ۔

عبادت کے کئی درجے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ... شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ علیہ ۔

ترجمہ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے ۔

۱ :- اس امر کی گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور محمدؐ خدا کے بندے اور رسول ہیں ۔

۲ :- نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) اور رمضان شریف کے روزے رکھنا ۔

یہ تو ہر کہ ومہ پر لازم ہیں ۔ ان کے علاوہ عبادت کے دوسرے درجے یعنی فرائض عبدیت بھی ہیں ۔ مثلاً ایک عالم علم پڑھ کر آیا ہے ۔ جب دیکھتا ہے کہ لوگ جہالت میں پھنس کر گناہ کر رہے ہیں ۔ تو اس کو روکنا پڑتا ہے ۔ ایک آدمی شادی شدہ ہے تو بیوی کی ضروریات کی نگہداشت اس کے ذمہ ہے ۔ اگر بیوی دیندار نہیں ہے تو اس کو دین سکھانا فرض ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ۝ (پ ۲۸ سورۃ التحریم ۱۴) ۔

ترجمہ :- اے ایمان والو ! اپنے آپ کو

اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

اگر خود سکھا سکتے ہو تو دین خود سکھاؤ۔ ورنہ کسی عالم دین کے پاس لے جاکر دین سکھاؤ۔ اگر بیوی غلطی کرے گی تو یہ مجرم ہے اس کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو سمجھائے۔ اور خلاف شرع نہ کرنے دے۔

بیٹی کو تعلیم دینا

بھی باپ کا فرض ہے کہ اُسے صحیح ٹھکانے پر پہنچائے۔ بیوی پر تشدّد کرنا ظلم ہے۔ بعض آدمی خود تو ہوٹلوں میں کھانے اُڑاتے ہیں اور بیوی کو ایک آنہ دے کر کہتے ہیں کہ دال منگا کر کھا لینا۔ یہ ظلم ہے کمزوروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَ اَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ او كما قال۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رض کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہترین سلوک کرے اور میں اپنے اہل وعیال میں تم سب سے بہترین ہوں۔

مذکورہ ذمہ داریاں شادی شدہ کے لئے ہیں۔ جو شخص شادی شدہ نہیں ہے۔ اس کے ذمّہ یہ فرض نہیں ہے۔ تمہاری جان تب چھوٹے گی۔ جب بیٹے بھی دین کی تعلیم پائینگے۔ بیٹوں اور بیٹیوں کا حق ادا کرنا ہو گا۔ ورنہ قیامت کے دن بے دین اولاد ماں باپ پر لعنت کرے گی۔ کہے گی:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ٥ رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ٥ (سورۃ الاعراف ۶ ۸ پ ۲۲)۔

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب اُنہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

(یہاں بڑوں سے مراد ماں اور باپ ہیں) یعنی ہم نے ابا اور اماں کا کہا مانا۔ اور انہوں نے ہمیں دین سے بے بہرہ رکھا۔ انہیں ڈبل سزا دینا۔

عبدیت کے فرائض

اور ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کرنا ضروری ہے اگر ماں باپ زندہ ہیں تو اوّل ماں باپ کی اطاعت اور پھر بیوی۔ بچوں کی ضروریات نان نفقہ تعلیم و ترتیب کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ ایک شخص ماں کو ستاتا ہے اور باپ کو تنگ کرتا ہے تو یہ عبدیت کے فرائض ادا نہیں کرتا۔ قطع رحمی کرنا بھی حرام ہے۔ عبدیت کی جتنی ذمہ داریاں خدا تعالےٰ کی طرف سے عاید شدہ ہیں سب کو نبھانا ضروری ہے۔ فقط نماز پڑھنے سے آدمی چھوٹ نہیں سکتا۔ ماں باپ کو ستائے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ (والدین ہی تمہارے لئے جنّت یا دوزخ ہیں۔

والدین کی اطاعت

اور بال بچوں کی پرورش و تربیت بھی عبدیّت میں داخل ہے۔ خاوند بیوی کی تمام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے اور باپ بچوں کی ضروریات کا کفیل ہوتا ہے۔

انسان بننا آسان ہے

لیکن فرائض ادا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیٹی کے لئے دیندار داماد کا انتخاب کرنا۔ ورنہ بے دین داماد کا انجام بد بھی تمہارے ذمہ ہوگا۔ دنیا میں آکر انسان راحت نہیں پاتا۔ اگر احساس کرے تو شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے۔ نئی پود کو تو پتہ ہی نہیں کہ ماں باپ کے بھی حقوق ہیں۔ مائیں آکر شکایت کرتی ہیں کہ لڑکا کہا نہیں مانتا۔ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فی صدی قصور ماں باپ کا ہے۔ اولاد کی تربیت نہ کی۔ تو مجرم — ماں باپ کا حق ادا نہ کیا تو مجرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رض نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (یعنی اس میں دین حق کو قبول کرنے کی صلاحیّت ہوتی ہے۔) پس اس کے ماں باپ یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں۔ یا نصرانی اور یا مجوسی جس طرح ایک چوپایہ جانور کامل چوپایہ بچّہ دیتا ہے۔ کیا تم اس میں کوئی نقص پاتے ہو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ الخ سورہ روم ۲۱

ترجمہ:۔ خدا تعالےٰ کی فطرت یہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں یا مخلوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی (اور) یہی دین درُست اور حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

انگریزی تعلیم

میں والدین کی اطاعت کی ذمہ داری کا احساس تو ہے ہی نہیں۔ تم نے اولاد کو دین سکھایا ہی کب ہے ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ارشاد باری تعالےٰ ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ٥ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ٥ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ٥ (سورۃ الذّٰریٰت ۴ ۳ پ ۲۷)۔

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

ان کو عبادت سکھا دیجئے۔ بھوک لگیگی تو کچھ نہ کچھ محنت کر کے روٹی خود کما کر کھا لیں گے۔ اگر اولاد کو دین نہ سکھایا اور دُنیا کمانا سکھایا تو پھر یہ دین کبھی نہ سیکھیں گے اور دین کا پتہ قبر میں لگے گا۔ اللہ تعالےٰ آپ حضرات کو ذمّہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب احکام کی تعمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

الغرض

ماں باپ کو راضی رکھو۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ٥ (سورۃ الرحمٰن پ ۲۷ ع ۳)۔

(باقی صد ۱۲ پر)

حقوق بجا لاتا رہے۔

مگر آخرت کا بھی خیال رکھے۔ ان کاموں میں خرچ کرنے سے ہاتھ نہ روکے جن سے اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ بندے پر اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُسے مال و دولت کی نعمت سے نوازا۔ اب بندے پر واجب ہے کہ اسے نیک کاموں میں خرچ کرکے اس کی رضامندی حاصل کرے۔

(۳۲) آپس میں احسان کرنا نہ بھولو

وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۷-۳۱)۔

ترجمہ:۔ اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔

خاوند اگر اپنی منکوحہ کو ہاتھ لگانے سے قبل طلاق دے تو مقررہ مہر کا اُسے نصف ادا کرنا واجب ہے اور عورت اگر نصف بھی چھوڑ دے تو یہ ادا نہ کرنا ہوگا مگر تقویٰ یہ ہے کہ مرد نصف کو چھوڑانے کا انتظار ہی نہ کرے۔ اور خود نصف کے بجائے عورت کو پورا مہر ادا کر دے۔

یہ حکم بیان فرما کر آگے فرمایا۔

"آپس میں احسان کرنا نہ بھولو"

اس اصول کو اپنے ہر معاملہ میں مدِّنظر رکھو۔ دوسروں کے ساتھ رعایت اور احسان کرتے رہو۔ دوسروں کے حقوق اچھی طرح ادا کرو۔ گھر میں میاں بیوی ایک دوسرے کی رعایت کے اصول کو ہرگز نہ بھولیں۔ یہ ایک زرّیں اصول ہے۔

(۳۳) بلاتحقیق کسی بات پر عمل نہ کرو

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پُرس ہوگی۔

"یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اُس کی اندھا دُھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدرِ کفایت تحقیق کرکے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے۔ سُنی سُنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچّو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کرے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا۔ غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق باتیں سن کر

کسی کے درپے آزار ہونا، یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا، ان دیکھی یا ان سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا، غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا۔ کہ اُن کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟ (حضرت مولانا عثمانی رح)

(۳۴) زمین میں اِترا کر نہ چلو

وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۷)۔

ترجمہ:۔ اور زمین پر اِتراتا ہوا نہ چل۔ بے شک تو نہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا۔ اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچیگا۔

(۳۵) حقارت آمیز رویّہ اختیار نہ کرو

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۝ (سورہ لقمان آیت ۱۸)۔

ترجمہ:۔ اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر۔

"یعنی غرور سے مت دیکھ۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبّروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مِل۔" (حضرت مولٰینا عثمانیؒ)

(۳۶) خیانت نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الانفال آیت ۲۷)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں کی بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ مومن کو چاہیئے کہ سب حقوق اللہ بجا لاتا رہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیانت اس بات میں ہے کہ آپؐ کے احکام کی پیروی نہ کی جائے۔ سُنت پر عمل نہ کیا جائے۔

حقوق العباد کا بھی خیال رکھو۔ کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ دوسروں کی حقوق تلفی نہ کرو۔

(باقی آئندہ)

بقیّہ:

مجلسِ ذکر

(صـ۸ سے آگے)

ترجمہ:۔ (نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے) جس اُستاد سے تربیت پائی ہے اُس کے سامنے ادب سے بیٹھو۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کامل تھے اُن کے سامنے میں جب کبھی جاتا تو گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا تھا۔ دل میں احساس تھا۔ کہ اُن کی طبیعت میں ملال نہ آجائے۔ اور اس وجہ سے خدا تعالےٰ ناراض نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو فرائضِ عبدیت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ر رجب المرجب سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ر جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

خطرناک روحانی بیماریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

پہلی خوشخبری آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اور بارہا یہ حدیث عرض کر چکا ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے۔ جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ۔ (یعنی ذکر الٰہی کو سُننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں۔ اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنیوالوں کو ڈھانک لیتے ہیں۔ اور آسمانِ دُنیا تک پھیل جاتے ہیں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی۔ انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے۔ تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے۔ پھر خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنّت مانگتے ہیں۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنّت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں۔ خدا کی قسم انہوں نے جنّت کو نہیں دیکھا ہے۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے کہ اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنّت کو دیکھ لیتے تو جنّت کی خواہش اُن میں بڑھ جاتی۔ جنّت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی۔ اور جنّت کی طرف اُن کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر خدا تعالےٰ اُن سے پوچھتا ہے۔ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ کی آگ سے۔ خدا تعالےٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم اے پروردگار اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں۔ کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (یہ سُن کر) اُن میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے۔ ان لوگوں میں ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا، راہ چلتا کھڑا ہو گیا تھا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے لوگ) ایسے بیٹھنے والے ہیں۔ کہ نہیں محروم رکھا جاتا، ان کے پاس بیٹھنے والا۔ (بخاری)

اللہ تعالےٰ ہم سب کی بھی مغفرت فرما دے۔ آمین یا اللہ العٰلمین۔

جسمانی بیماریوں سے رُوحانی بیماریاں زیادہ خطرناک ہیں

اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی بیماریاں دُنیا میں ہی رفع فرمائیں۔ اگر دنیا میں ان روحانی امراض سے صحت نہ ہوئی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی۔ اور وہاں سزا بھگتنی پڑے گی۔

جب تک کوئی ہادی یا مُصلح مطلع نہ کرے۔ ان بیماریوں کا پتہ بھی نہیں چلتا!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

سب سے بڑا خطرہ ریاء

فرمایا ہے:۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ ۔

(رواہُ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں۔ وہ شرکِ اصغر (چھوٹا شرک) ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ شرکِ اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا۔ ریاء یعنی دکھلاوا۔ دیکھئے۔

لاہوری

بیاہ شادیوں میں روٹی عام کھلاتے ہیں۔ جہیز کی نمائش کرتے ہیں۔ یہ سب دکھلاوا ہے ریاء سے بچنے کے لئے کہا کرتا ہوں۔ اگر خدا سے اجر پانا ہے تو برتن بوری میں بند کر دیجئے۔ اور کپڑے صندوق میں ڈال کر چابی لڑکی کے حوالے کر دو۔ لڑکی گھر جا کر دیکھ لے گی۔ لڑکی کے دل سے دعا لینے کے لئے جہیز دیا کرو۔ نہ کہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے۔

لوگ کیا کرتے ہیں؟

دوپہر کو برات آتی ہے۔ لڑکی کی ماں کہتی ہے۔ شام کے بعد روانہ کروں گی۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ دفتروں والے اور ملازمت پیشہ سب گھروں کو آ جائیں گے۔ ایک ایک مزدور کے سر پر دو دو برتن قلعی شدہ رکھ دیتے ہیں اور گیس کی روشنی میں خوب نمائش کرتے ہیں۔ بیٹی کے کپڑے لوگوں کو دکھاتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ حتیٰ کہ پلنگ پر بستر بھی بچھا ہوتا ہے۔ یہ سب ریاء اور دکھلاوا ہے۔ اور شرک ہے۔ دل میں بڑے خوش ہیں کہ واہ واہ ہو رہی ہے۔ پتہ تب چلے گا۔ جب قبر میں جائیں گے نیکی کی۔ ریاء آیا۔ اور نیکی برباد ہو گئی۔

دوسری روحانی بیماری

کبر ہے

کبر کے معنیٰ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ۔ (سچی بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا)

کسی آدمی کو حقیر نہ سمجھیئے — !!

ممکن ہے کہ وہ غریب ہے۔ ہم میلے کپڑوں کی وجہ سے اُسے ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہو۔ خدا جانے تم ہی ذلیل ہو اور تمہارے سُتھرے کپڑے خدا تعالےٰ کے ہاں مردود ہوں۔

اللہ تعالےٰ پناہ دے۔ ریاء سے۔ عجب سے۔ خود پسندی سے۔ حسد سے۔ ان امراض روحانی کا احساس کیجئے اور اپنے آپ کو پاک کیجئے۔

خواہ مخواہ شیطان ہر کام میں ریاء لاتا ہے۔ مجھے احباب سے توقع ہے۔ کہ ان امراض سے تا دمِ زیست مجتنب ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ سب بیماریوں سے پاک کرکے دنیا سے اُٹھائے۔ ورنہ مرنے کے بعد قبر میں سزا بُھگتنی پڑے گی۔

حسد

یہی ایک بیماری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ:۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔

کسی کا لڑکا پاس ہو گیا۔ اور اِن کا بیٹا اپنی نالائقی کی وجہ سے فیل ہو گیا تو خواہ مخواہ اُن کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ کہ ممتحن کو کچھ دے دِلا کر لڑکے کو پاس کرا لیا ہے۔ یہ حسد ہے۔

پہلے نیت صاف کیجئے۔ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیجئے۔ غیر کی رضا مطلوب نہ ہو۔

ہادی کے سمجھانے سے یہ چیزیں آتی ہیں عام دُنیا داروں کو تو ان چیزوں کا پتہ بھی نہیں ہے۔ عقل سکھانے سے آتی ہے۔ کسی نے کہا۔ میاں عقل کرو۔ اُس نے کہا۔ عقل کسے کہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ مجھے معاف ہے! یہ حماقت ہے۔

کسی کو پلّے نہ باندھنا سب کو ذلیل سمجھنا عجب ہے۔ بُخل بھی ایک مرض ہے۔ کہ بر موقع خرچ نہ کرنا۔ اسراف ضرورت سے زیادہ اور بے محل خرچ کرنا بھی مرض ہے۔ اللہ تعالےٰ ان روحانی امراض سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

یہ مجلس اسی واسطے منعقد کی جاتی ہے کہ احباب کو حلقۂ ذکر کے بعد ان امراض سے متنبّہ کیا جائے۔

ایک نئی چیز

کسی اللہ والے نے کہا ہے:۔

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَ لَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

ترجمہ:۔ تم استقامت طلب کرو۔ کرامت طلب نہ کرو۔ دین پر جمے رہنا کرامت سے اعلیٰ درجہ ہے۔

کرامت اللہ تعالےٰ کا فیض ہے۔ جب چاہے کسی کو عطا فرمائے۔ اور کرامت اختیاری چیز نہیں ہے۔ لیکن استقامت اللہ تعالےٰ جن کو عطا فرماتا ہے تو وہ مرتے دم تک ساتھ رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ یہ نعمت اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ٥

اپنے غلاموں کو سزائیں مت دو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اپنے غلام کو ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ شعب الایمان للبیہقی

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۴ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل ارشادات فرمائے

اولاد کی تعلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

جو حضرات اس مجلس ذکر میں نیک نیتی سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے شامل ہوتے ہیں۔ اُن کو خوشخبری سُناتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کو بخش دیتا ہے۔ اور اس بارے میں حدیث شریف کئی مرتبہ سُنا چکا ہوں۔ خوش نصیب ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس میں شامل ہوں۔ اور مغفرت بھی حاصل کر لیں۔ جو آئے گا خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ سب کی نیتوں کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک نیتی سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

انسان فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے ماں باپ جو چاہتے ہیں بنا دیتے ہیں۔ جیسے کمہار مٹی سے گھڑا بناتا ہے۔ ہانڈی، پرات، لوٹا وغیرہ مختلف برتن بنا لیتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے :۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَوْ یُنَصِّرَانِهٖ اَوْ یُمَجِّسَانِهٖ الخ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی اور یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

فطرتِ سلیمہ یعنی اچھائی اور بُرائی کی صلاحیت ہر بچہ میں ہوتی ہے۔ اصل میں بچے کو بنانا یا بگاڑنا ماں باپ پر موقوف ہے۔ ہر بچہ صحیح علم پڑھ کر اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کرنے کا جذبہ فطرۃً اس میں ہوتا ہے۔ بچے کو نماز یاد کرا دیجئے تو وہ نماز پڑھنے لگے گا۔ اگر نہ پڑھائی جائے تو نہ پڑھے گا۔ بچہ بگڑا تو ماں باپ پر الزام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن گرفت کرے گا۔ کہ تو نے بچے کو کیا بنایا۔

انگریز کی غلامی میں

ہندو سکھ مسلمان، عیسائی، اور پارسی پانچ قومیں تھیں۔ اُس نے سب کو راضی رکھنے اور ان کے اعتراضات سے بچنے کے لئے گول مول نصاب تعلیم تجویز کیا ہوا تھا۔ اور وہ اپنی حکومت کی مشینری چلانے کے لئے کل پرزے ڈھالتا تھا۔ آپ نے اس کو نہیں سمجھا۔ علماء نے اس کو خوب سمجھا ہے۔ اس کا نصب العین کچھ اور تھا۔

جو تعلیم اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ اولاد کو وہ تعلیم دینی چاہیئے۔ جو لوگ بے دین ہیں اور بگڑے ہوئے ہیں۔ ان کے ماں باپ پر اللہ تعالےٰ ناراض ہو گا۔ اور جب مخلوقات دوزخ میں جائے گی۔ تو اپنے ماں باپ کو کوسے گی۔ کہیگی :۔

وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ کُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ٥ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ٥ (سورۃ الاعراف ۸۶)

ترجمہ :۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب! انہیں دوگنا عذاب دے۔ اور اُن پر بڑی لعنت کر۔ (بڑوں سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں۔)

میں دوستوں سے کہا کرتا ہوں۔ کہ اولاد کو دنیا کمانا نہ سکھایئے۔ جب بھوک لگے گی۔ تو کچھ نہ کچھ پیشہ خود اختیار کر لیں گے۔ اور روٹی کما کر کھا لیں گے۔ لیکن اگر تم نے دین نہ سکھایا۔ تو اس کی ضرورت قبر میں جانے تک محسوس نہیں ہو گی۔ اور قبر میں جب سوال ہو گا۔ تب پتہ چلے گا۔

قبر میں سوال و جواب

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَأْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ وَ مَا یُدْرِیْكَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الاٰیة قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ اَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ افْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَ طِیْبِهَا وَ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَ اَمَّا الْکَافِرُ فَذَکَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَ یُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ وَ یَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ ..... فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ کَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ اَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ افْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی النَّارِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ حَرِّهَا وَ سَمُوْمِهَا قَالَ وَ یُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَهٗ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً یَسْمَعُهَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْهِ الرُّوْحُ۔

(رواہ احمد و ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت براء ابن عازبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پس بٹھاتے ہیں اس کو اور پوچھتے ہیں اس سے کہ تیرا رب کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر فرشتے پوچھتے

ہیں۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا وہ کون ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں۔ کس چیز نے تجھ کو یہ باتیں بتلائیں وہ کہتا ہے۔ میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہی معنی ہیں خدا کے اس قول کے :۔

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر ایک شخص آسمان سے پکار کر کہے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ پس اس کے لئے جنّت کا فرش بچھاؤ۔ اور اس کو جنّت کا لباس پہناؤ اور اس کے واسطے جنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس جنّت کی طرف دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جس سے ہوائیں اور خوشبوئیں آئیں گی۔ اور حدِ نظر تک اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ اب رہا کافر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا۔ اور اس کے بعد کہا۔ کہ پھر اس کی روح اس کے جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ وہ شخص کون ہے۔ جس کو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ ہائے ہائے۔ میں نہیں جانتا۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ۔ آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور لوئیں آتی ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لئے تنگ کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر نکل آتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے (ایسا گرز، کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے۔ تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ اس گرز سے اس کو مارتا ہے۔ جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سنتے اور اس ضرب سے اس کی مٹی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کے اندر روح ڈالی جاتی ہے۔

غرضیکہ دین کی ضرورت کا احساس قبر میں جا کر ہو گا۔ اور وہاں کچھ بن نہ پڑے گی۔ یہ سب جتنے بگڑے ہوئے ہیں سب کو ماں باپ نے بگاڑا ہے۔ قصور سراسر ماں باپ کا ہے۔ قرآن شریف پڑھیں تو سمجھیں۔

چند روز ہوئے میرے ایک دوست کا بیٹا مجھے ملنے آیا۔ میں نے پوچھا بیٹا کیا پڑھتے ہو؟ کہنے لگا۔ بی اے میں پڑھتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ کیا بی اے تک کلمہ طیبہ لا الٰہ الاّ اللہ بھی تمہارے نصاب تعلیم میں تھا۔

انگریز خود گمراہ تھا

تمہیں دین کیا سکھاتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۝

(سورہ المائدہ ع ۹ پ ۶ آیت ۷۲)

ترجمہ :۔ بے شک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا۔ اللہ وہی مسیح ہے مریمؑ کا بیٹا۔

اگر آپ کے ماں باپ نے غلطی کی ہے تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر ماں باپ نے دین نہیں سکھایا تو قرآن شریف کا ترجمہ سنا کیجئے۔ اس میں ذاتی تاثیر ہے۔ بار بار سننے سے طبیعت کا رُخ پھیر دیتا ہے۔

انگریز کی نہ صورت اسلام کی ہے نہ سیرت اسلام کی ہے اور اس کی صحبت اور تربیت سے مسلمان قوم اسلام سے دُور ہٹ گئی ہے۔ قرآن سے دُور ہٹ گئی ہے۔ دماغ میں یہ سما گیا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ اس واسطے عرض کر رہا ہوں کہ آپ اپنے فرض کو پہچانیں۔ اب بھی اپنے آپ کو سنبھالیں جب میں یہاں آیا تھا۔ تو ایک درس گریجوایٹوں کے لئے ہوتا تھا۔ وکلاء کے لئے الگ درس ہوتا تھا۔ اور علمأ کا الگ درس ہوتا تھا۔ وکلاء نے ایل ایل بی تو پڑھا ہے۔ لیکن قرآن نہیں پڑھا۔ ان کو بھی قرآن پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ماں باپ نے غفلت کی ہے تو آپ اپنے فرض کو پہچانئے اور مقصدِ زندگی کو اپنائیے۔

اللہ تعالےٰ کسی شخص کو اپنی اولاد کا محتاج نہ کرے۔ اولاد اس واسطے ہوتی ہے کہ جب بندہ مر جائے، تو بعد میں دعائے مغفرت کر سکے۔ نہ کہ قیامت میں دوگنے عذاب کا سبب بنے۔

ہمیں تو اسلام کی دولت مُفت ملی ہے۔ چونکہ ہمارے ماں باپ مسلمان تھے۔ اس لئے ہم بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ جب یہاں ہندو تھے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہو جاتا۔ تو سب دشمن ہو جاتے۔ ان کو اسلام مہنگا پڑتا تھا۔ اس لئے اسلام کی قدر ان کو تھی۔

اللہ تعالیٰ دیندار بننے اور اسلام کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ دین کے احکام کچھ مشکل نہیں ہیں۔

اپنی اولاد کو جمعہ کسی ایسی جگہ پڑھائیں۔ جہاں کوئی حق کہنے والا ہو۔ اور جہاں درس قرآن ہوتا ہو۔ وہاں درس میں بٹھایا کریں۔ روزانہ نہ ہو سکے تو کم ازکم ہر اتوار کو ہی درس میں لے آیا کریں۔

اللہ تعالےٰ اولاد کو ماں باپ کے لئے دعائے خیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد کی بد دعا سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات یکم شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

"استقامت کرامت سے کچھ کم نہیں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی امّا بعد:-

یہ مجلس ہفتہ میں ایک بار منعقد ہوتی ہے جو حضرات اس مجلس کی برکات و فیوض حاصل کرنے کی غرض سے اس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے اجر کو کبھی رائیگاں نہیں فرمائیگا۔

بڑے خوش قسمت ہیں وہ لوگ، جنہیں اس روحانی محفل کی کیفیتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے۔

میں پہلے بھی کئی بار عرض کرچکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ خلوص نیّت اور حسن اعتقاد کے ساتھ اس مجلس میں شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اور وہ یہاں سے کبھی محروم نہیں جائیں گے۔ شرط یہ ہے کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ اس میں شامل ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

(عملوں کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔)

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حسنِ نیّت اور خلوص کی دولت سے بہرہ ور فرمائے اور ہمیں نیک نیّتی کے ساتھ اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین۔

اعمالِ صالحہ میں سب سے زیادہ قابلِ قدر بات اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ انسان ان پر استقامت اختیار کرے۔

استقامت سے مراد ہے، پوری پابندی سے اور جم کر کسی کام کو کرنا۔ کسی کام کو اگر استقامت کے ساتھ سرانجام دیا جائے تو اللہ تعالےٰ کے حضور میں اس کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:-

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ۔

اللہ کے ہاں سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے۔ جو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ وہ عمل کتنا کم ہی کیوں نہ ہو۔

مقصد یہ کہ عمل خواہ تھوڑا ہو۔ لیکن اگر آدمی اسے ہمیشہ کرے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہے۔ تو یہی چیز اس کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اسی لیئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ:-

اُطْلُبِ الْاِسْتِقَامَۃَ وَلَا تَطْلُبِ الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ

استقامت طلب کرو۔ کرامت کے پیچھے مت پڑو۔ کیونکہ استقامت کا مرتبہ کرامت سے کہیں زیادہ ہے۔

میں بزرگوں کی عظمت اور ان کی بزرگی کا دل وجان سے معترف ہوں اور آجکل کے نام نہاد پیروں اور پیرزادوں سے زیادہ ان کی نیکی اور پارسائی کا معتقد ہوں۔

بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے اور ان کی نگاہ فیض کے اثر سے بحمد اللہ اتنی توفیق میسّر آگئی ہے کہ اب یہ بھی مجھ پر منکشف ہو جاتا ہے۔ کہ کون اپنی قبر میں کس حال میں ہے۔

ایک صاحب مولوی فتح محمد بہاولپور کے کسی مدرسہ کے سفیر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھ سے اپنے والدین کے بارے میں استفسار کیا کہ مرنے کے بعد اب ان کا کیا عالم ہے۔

میں نے دونوں کے نام دریافت کئے اور انہیں بتایا۔ کہ تمہارا باپ سخت تکلیف میں ہے۔ البتہ تمہاری والدہ راحت میں ہے۔

یہ سُن کر اس نے اعتراف کیا۔ کہ واقعی میرا والد مشرک تھا۔ اور اس کا عقیدہ اچھا نہیں تھا۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا۔ کہ مجھ سے زیادہ کون بزرگوں کا عقیدت مند ہو گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں خدائی کا درجہ دے دیا جائے۔

ان بزرگوں نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے اعمال صالحہ ہی کی بدولت کیا ہے اور

اعمال صالحہ میں بھی اصل مقصود استقامت ہے کہ اگر یہ میسّر نہ ہو تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا —!

قرآن پاک میں ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَ لَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝

ترجمہ:- تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے۔ پھر اُسی پہ ٹھہرے رہے۔ ان پر اُترتے ہیں فرشتے۔ کہ تم نہ ڈرو۔ نہ غم کھاؤ۔ اور خوشی سُنو اس بہشت کی۔ جس کا تم کو وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں۔ اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا۔ اور تم کو وہاں ہے جو منگواؤ۔ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے۔

ایک حدیث میں ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے درخواست کی۔ کہ حضورؐ! مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جو دنیا و عقبیٰ میں میرے لئے کافی ہو۔ ارشاد ہوا:-

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ

ترجمہ:- اقرار کر کہ میں اللہ پر ایمان لایا۔ اور پھر اس اقرار پر مضبوطی سے جم جا۔

استقامت بہت بڑی نعمت ہے۔ ہر دم یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال میں استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وقت چونکہ کم ہے۔ اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں نیکی راستبازی، حسن نیت اور استقامت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ صَحْبِہٖ

پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دینا

حضرت ابزی خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دن ارشاد فرمایا: کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے ان پڑوسیوں کو دین سکھانے اور ان میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، نہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں نہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اور کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی فکر نہیں کرتے نہ ان سے نصیحت لیتے ہیں۔ خدا کی قسم! لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وعظ و نصیحت کریں اور انہیں نیک کاموں کی تاکید اور برے کاموں سے منع کریں اور اسی طرح ان کے ناواقف اور پسماندہ پڑوسیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم و فہم حاصل کریں اور ان سے نصیحت لیں ورنہ میں ان کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا۔ مسند اسحاق بن راہویہ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

حصولِ رضاءِ الٰہی مسلمان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد:

کسی خدا شناس بزرگ کا ارشاد ہے:

ہر چند کہ تا سودہ نہ گردی بہ رتہ سنگ
ہرگز بہ کف پائے نگارے نہ رسی

مقصد یہ کہ جس طرح مہندی، چکی کے دو پاٹوں میں پسنے کے بعد اس قابل ہو پاتی ہے کہ کسی محبوب کے ہاتھوں میں رچائی جائے۔ یہی حال انسان کا ہے، جب تک اس کی انانیت پس نہیں جاتی اور اس کی خودی اور خود نمائی مٹتی نہیں ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں قبولیت سے نوازا نہیں جاتا اور کمال کا کوئی مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا اللہ والوں کے نزدیک، کسی انسان کو یہ مقام تب حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان اپنی خواہشات کو خدا کی مرضی کے تابع کردے اور راضی بہ رضاء الٰہی ہو جائے۔ اپنی رضا کو خدا کی رضا کے تابع کردینا ہی ہے اصل میں اسلام کا مقصود ہے۔ اور ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد اور نصب العین صرف یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ہر کام میں خدا کی رضا کو مقدم رکھے۔

جب تک انانیت اور خودی اور خود نمائی کے جذبات ختم نہیں ہوتے اور آدمی میں تواضع اور عجز و انکسار پیدا نہیں ہوتا اس کے اندر خدا کی رضا پر راضی رہنے کا جذبہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔

دیکھا جائے تو سارے فساد کی جڑ یہی جذبہ انانیت ہے جو انسان میں بہت سی برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ اور بہت سی خرابیوں کا موجب بنتا ہے۔

تواضع اور عجز و انکسار

کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اپنے سے طاقتور یا اپنے برابر کی حیثیت کے آدمی کے سامنے اس کا مظاہرہ کیا جائے۔ بلکہ تواضع یہ ہے کہ انسان مسکینوں، غریبوں، فقیروں محتاجوں اور اپنے زیردستوں یا اپنے سے کم تر لوگوں کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے عارف شیراز شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

یعنی جو لوگ بلند مرتبہ ہیں اگر وہ تواضع اختیار کریں تو یہ خوبی کی بات ہے۔ کم درجہ کے لوگ اگر تواضع کا اظہار کریں تو یہ کوئی کمال نہیں ہے۔

لیکن ہماری حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ پنجابی میں ایک کہاوت ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ:

غریب سے میرا غصہ ٹلتا نہیں اور امیر پر مجھے غصہ آتا نہیں"

تو اس کا نام تواضع نہیں ہے۔

حدیث پاک ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ

جو شخص محض اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے درجات کو بلند فرما دیتا ہے۔ یہاں پھر وہی پہلے والی بات آ گئی کہ تواضع سے مقصود رضاء الٰہی کا حصول ہے اس سے کوئی ذاتی غرض وابستہ نہیں ہونی چاہیئے۔

اور حق تو یہ ہے کہ جب انسان اپنی ہستی کو رضاء الٰہی میں گم کر دیتا ہے اور فنا فی الرضا ہو جاتا ہے۔ تب وہ سچا مسلمان بنتا ہے۔ لیکن یہ مقام آسان نہیں ہے۔ اس کے لئے بڑے لمبے عرصہ کی ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ تب کہیں جا کر یہ خوبی انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی رضا پر راضی ہونے کا جذبہ بخشے آمین یا ربّ العالمین۔

رضاءِ الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جس کی انسان کو آرزو ہونی چاہیے۔ اگر اس میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو سمجھو کہ بیڑا پار ہے۔ ورنہ کوئی سرمایہ بھی کام نہیں آئیگا اور رضا الٰہی کے حصول کا طریقہ بتا دیا گیا ہے کہ اپنی انا کو مارو اپنی انانیت کو مٹا دو اور تواضع اور انکسار کو اختیار کرو۔ کسی پر ظلم مت کرو کسی کی حق تلفی نہ کرو اور کسی کا دل نہ دکھاؤ اور ہر ایک کے ساتھ عاجزی سے پیش آؤ۔ شاعر کہتا ہے ع

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

یاد رکھو نیکی کا کوئی عمل اس وقت تک بارگاہ خداوندی میں مقبول نہیں ہوگا۔ جب تک اس کے پیچھے رضاءِ الٰہی کے حصول کا جذبہ کارفرما نہیں ہوگا۔ یہی وہ کلید ہے۔ جو بہشت کا دروازہ کھولتی ہے۔ خدا کے ذکر سے غافل ہو کر اور اس کی رضا کو نظر انداز کر کے جو کام بھی کرو گے۔ بالآخر اس میں خسارہ اٹھاؤ گے۔ ہر معاملے میں اللہ پر نظر رکھو۔ اس پر اعتماد کرو۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ
بیشک تیرا رب گھات میں ہے۔

جس طرح شکاری اپنے شکار کو قابو میں لانے کے لیے گھات لگاتا ہے اور جب اس کا شکار اس کی زد پر آتا ہے۔ وہ اسے پچھاڑ دیتا ہے۔ بس اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی بندوں کی گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گے اس لئے اسی کی طرف رجوع کرو گے۔ تو کامیاب ہو سکو گے اور اس کے دروازے سے ہٹ کر جہاں بھی جاؤ گے۔ ناکام و نامراد رہو گے۔

تم انگریزی تعلیم کو زندگی کا نصب العین بناتے ہو۔ لیکن انگریز کی پیروی سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ الّا یہ کہ جسطرح وہ خود گمراہ تھا تمہیں بھی گمراہ بنا دے گا

ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اسلام کی پیروی کرنے سے دنیا بھی سنورتی ہے۔ اور آخرت بھی اور اس سے منہ موڑ کے تو نہ دنیا کے رہو گے نہ دین کے۔

خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ۔ ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ" گنوائی دنیا اور آخرت یہی ہے۔ خسارہ کھلا"

مومن اور کافر میں یہی تو فرق ہے کہ مومن کی نظر ہمیشہ خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی پر رہتی ہے۔ اور کافر اسباب پر بھروسا کرتا ہے۔ حالانکہ بھروسہ کے قابل صرف

ایک خدا کی ذات ہے اور اسی پر نظر رکھنی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص محض رضا الٰہی کی خاطر اپنی بیوی، اپنے بچوں اپنے ملازموں اور ماتحتوں اور سب سے بڑھ کر اپنے ماں باپ کے ساتھ تواضع سے پیش آتا ہے تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کا اجر محفوظ ہے۔ کئی لوگ جن میں اکثریت عورتوں کی ہوتی ہے مجھ سے آکر یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان کی اولاد بے ادب ہے بد اخلاق ہے، گستاخ ہے اور ان کی کوئی خدمت اس بڑھاپے میں نہیں کرتی۔ لیکن ماں باپ یہ بھول جاتے ہیں کہ اولاد کی اس بد چلنی کی بڑی بھاری ذمہ داری خود ان کے سروں پر ہے۔ نہ انہوں نے اپنی اولاد کو مذہبی تعلیم دلوائی نہ وہ اس قابل ہوئے کہ آداب و حقوق سے پوری طرح واقف ہو سکیں۔

بچپن ہی سے انہیں انگریزی تعلیم کے سپرد کر دیا اس کا نتیجہ یہی ہونا تھا کہ اولاد بے ادب اور گستاخ ہوتی۔ جب تک دلوں میں خدا کا خوف موجود نہ ہو، نیکی کی توقع کیونکر کی جا سکتی ہے۔ خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ قرآن پڑھنے سے دینی تعلیم سے لیکن آپ نے اولاد کو تو اس سے محروم رکھا۔ اور اب اس کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ خدمت گزار نہیں ہے۔ لڑکے کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ بی اے پاس کر لیتے ہیں۔ ایم۔ اے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ناظرہ قرآن پڑھنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی انگریزی تعلیم انہیں اس لئے دلوائی تھی کہ کوئی اچھی سی نوکری مل جائے گی۔ اور پڑھ لکھ کر بیٹا کمائی کرنے لگے گا۔ مگر یہ بات فراموش کر دی کہ انگریزی تعلیم خدا کے خوف کو دل سے نکال باہر کرتی ہے اور جس دل میں خدا کا خوف نہ رہا وہاں، ماں باپ کا لحاظ کیسے باقی رہے گا؟ انگریز کم بخت خود بھی خدا کے خوف سے بے پروا تھا۔ اب جو اس کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ ان کا بھی وہی حال ہوگا۔ ایک عربی شاعر نے بڑی پتہ کی بات کہی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ؎

إِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيلَ قَوْمٍ
سَيَهْدِيهِمْ إِلَى دَارِ الْكِلَابِ

"کوّا جب کسی قوم کا رہنما بن جائے تو وہ انہیں کتوں کے ڈیرے تک پہنچا کر دم لے گا۔ تم انگریز کی اتباع کو کامیابی کا ذریعہ قرار دے رہے ہو۔ جس کے تمدّن کی بنیاد ہی خدا سے بے تعلقی اور بے نیازی پر رکھی گئی ہے اور جنہیں کھلے لفظوں میں قرآن پاک نے کافر کہا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔

"یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) ہی خدا ہے۔"

کیا انگریز اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ پھر ان کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لو کہ ان کا انجام کیا ہو گا۔

تم نے اولاد کو روزی کی خاطر انگریزی تعلیم دلوائی تاکہ بی۔ اے پاس ہو کر بیٹا کسی اچھی سی ملازمت پر لگ جائے۔ اور چار پیسے کمانے کے قابل ہو جائے لیکن یہ نہ سوچا کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ گویا تم نے دنیا کو پیش نظر رکھا اور یہ بات بھول گئے کہ رزق بی۔ اے کر لینے سے یا مولوی فاضل اور منشی فاضل ہو جانے سے نہیں ملتا۔ رزق کی ذمہ داری تو خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے۔ جس کی ایک صفت رزّاق بھی ہے اور جس کا فرمان ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ زمین پر بسنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمہ نہ ہو۔

ایسے واضح اور صاف ارشاد کے باوجود اولاد کو دین کی تعلیم سے محض اس لئے محروم رکھا کہ بی اے پاس کر لینے سے چند ٹکے ملنے لگیں گے۔

میں کہا کرتا ہوں کہ اگر تم کچھ بھی نہ کرو اور صرف خدا کے دربار میں آ کر جھک جاؤ اور اس کے آستانے پر سر رکھ دو اور اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لو تو دیکھو خدا کیسے رزق دیتا ہے۔ رزق کا دارو مدار اسباب پر نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی ذمہ داری خود اللہ تعالےٰ نے لے رکھی ہے۔

بحمد اللہ، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے آج ۴۴ برس سے قرآن کی تفسیر بیان کر رہا ہوں۔ نہ کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا نہ کسی سے کبھی کچھ مانگا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ رزق عطا فرما رہا ہے۔

میں نے اپنی اولاد کو بھی دینی تعلیم دلوائی ہے۔ ماشاء اللہ میرے تین بچے ہیں۔ تینوں عالم اور قرآن کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔ ہمیں تو کبھی خیال نہیں آیا کہ بچوں کہ انگریزی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے روزی کا کیا بندوبست ہو گا۔ روزی اللہ تعالےٰ نے دینی ہے انگریزی پڑھ لینے سے کیا ہوتا ہے اور جنہوں نے انگریزی تعلیم نہیں حاصل کی وہ بھوکے تو نہیں مر رہے ہیں۔ ہمارا کام تو عبادت کرنا ہے رزق دینا اللہ کا کام ہے۔ ہمیں اس نے پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

رہا روزی دینے کا معاملہ تو یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی ذمہ داری ہے۔ جسے وہ ہمیشہ سے پورا کرتا چلا آیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ۔

اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور آپ قائم رہ اس پر۔ ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور آخر بھلا ہے۔ پرہیزگاری کا۔

دعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ ہمیں حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلائے اور انجام بد سے بچائے۔ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

مجلسِ ذکر کے آداب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ ہم سب کو اس بابرکت مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اس مجلس میں لاہور اور اس کے آس پاس کے علاقوں کے لوگ آ کر شریک ہوتے ہیں۔ جو شخص جس قدر زیادہ طویل مسافت طے کر کے آتا ہے۔ اتنا ہی اس کو ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔ جتنا زیادہ کرایہ خرچ کرتا ہے اور جتنی زیادہ مشقت برداشت کرتا ہے، اللہ تعالےٰ کے ہاں اتنا ہی زیادہ اس کا اجر لکھا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ اصل چیز خلوص نیت اور حسن اعتقاد ہے۔ کہ اس کے بغیر اچھے سے اچھا عمل بھی قابلِ قبول نہیں۔

نیک نیتی کے ساتھ اصلاح نفس اور تزکیۂ باطن کی غرض سے جو لوگ اس مجلس میں شامل ہوتے ہیں۔ میں اُن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اور انہیں آخرت میں درجاتِ عالیہ نصیب ہوں گے۔

کئی ایک نئے حضرات بھی اس مجلس میں آتے رہتے ہیں۔ جو اس مجلس کے آداب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ بسا اوقات بہت بلند آواز سے ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ جو مستحسن نہیں ہے۔

یاد رکھیئے!

ذکر جہر سے مقصود اپنے خیالات کو محدود کرنا اور ان میں یکسوئی پیدا کرنا ہے۔ اور تمام خیالات سے ہٹ کر ایک اللہ رب العزت کی جانب توجہ کو مرکوز کرنا اصل مقصد ہے۔ اور یہ چیز تبھی حاصل ہو سکتی ہے جب آہستہ آواز سے ذکر الہٰی بجا لایا جائے۔

بدعت کا مفہوم

بعض لوگ اس مجلسِ ذکر کو بھی بدعت سمجھنے لگے ہیں۔ یہ لوگ بدعت کے مفہوم سے نا آشنا ہیں۔

ہر نیک کام کو جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو بدعت کہہ دینا درست نہیں ہے۔

بدعت کی تعریف

یہ ہے کہ وہ عمل حضورؐ سے ثابت نہ ہو اور اسے تمام امّت کے لئے لازمی قرار دے دیا جائے۔

میں جب حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ شریف گیا۔ تو ہوائی سفر میں راستہ میں کچھ دیر کے لئے ظہران میں رُکنا پڑا۔ میں جس مسجد میں نماز پڑھتا تھا اس کے امام سے میں نے ایک روز دریافت کیا۔ گفتگو عربی میں ہو رہی تھی۔ میں نے کہا۔

مَا مَعْنَى الْبِدْعَةِ عِنْدَكُمْ

تمہارے نزدیک بدعت کا کیا مفہوم ہے؟

اس نے جواب دیا۔

مَا لَمْ يُنقل عن النبيّ صلّى الله عليه وسلّم فهو بدعة۔

جو چیز حضورؐ سے ثابت نہ ہو۔ وہ بدعت ہو گی۔

میں نے اس سے پوچھا۔

اَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ اَحَدًا يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ اَلْفَ مَرَّةٍ هَلْ هُوَ مُبْتَدِعٌ۔

ذرا یہ تو بتاؤ۔ اگر کوئی شخص روزانہ ایک لاکھ مرتبہ حضورؐ پر درود وسلام بھیجتا ہو۔ آیا وہ بدعتی شمار ہو گا؟

اُس نے نفی میں جواب دیا۔

تب میں نے اس کو بدعت کے معنی سمجھائے۔ کہ بدعت سے مراد ہر وہ عمل ہے جو حضورؐ سے ثابت نہ ہو اور جسے پوری امت پر واجب کر دیا جائے۔

ظاہر ہے

کہ میں لوگوں کو اس مجلس میں شریک ہونے پر مجبور نہیں کرتا اور نہ اس میں شرکت کو ہر مسلمان کے لئے واجب قرار دیتا ہوں۔ البتہ اپنی جماعت کے لوگوں سے جو مجھ سے بیعت و ارادت کا تعلق رکھتے ہیں یہ کہا کرتا ہوں کہ مجلس ذکر میں شرکت سے بہت سے روحانی فائدے حاصل ہوں گے۔ اور یہ بات میں سراسر ان ہی کی خیر خواہی کے لئے کہا کرتا ہوں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:-

اَلدِّيْنُ اَلنَّصِيْحَةُ۔

دین خیر خواہی کا نام ہے۔

میرا جی چاہتا ہے کہ جو لوگ مجھ سے بیعت کی نسبت رکھتے ہیں۔ وہ جنت میں جائیں اور جہنم سے بچیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔

اگر مریدین کی جماعت کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی اس میں شریک ہوں۔ تو یہ اُن کے لئے بھی سعادت کا باعث ہو گا اور اُن کے درجات بلند ہوں گے۔ اور میں اُن لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو کہ محض رضائے الہٰی کے حصول کے لئے اس میں شریک ہوں۔

بہر حال میں اس مبارک مجلس میں شرکت کو کسی پر لازم نہیں کرتا۔ اگر وہ لوگ آئیں تو "چشم ما روشن دِل ما شاد"۔

دعا کرتا ہوں۔ اللہ رب العزت مجھے اور آپ لوگوں کو نفس کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کی عاقبت بخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

خدا کی یاد کی محفل جتنی زیادہ آباد ہو گی اتنا ہی زیادہ فرشتے اس میں کثرت سے آئیں گے۔ اور جس قدر زیادہ فرشتوں کی تعداد شامل ہو گی۔ اُسی قدر ہماری نیکی کی شہادت مضبوط ہو جائیگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کے کاموں میں استقامت نصیب فرمائے کہ استقامت ہی اصل کار ہے۔

ذکرِ الٰہی کی برکات

ذکر کی برکت سے انسان گناہوں سے

بیوہ کے نفقہ کے لیے خرچ کرنے والا جہاد کرنے والے کی طرح ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: کسی بے چاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجر و ثواب میں) راہ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے مثل ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو اور اس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

کنارہ کش ہو جاتا ہے اور خدا کا خوف اس کے دل و دماغ پر چھایا رہتا ہے۔ اور اعضاء و جوارح پر اس کا بڑا اچھا اثر مرتب ہوتا ہے۔ اور اس طرح وہ ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

ذکر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان کا تعلق خدا سے قریب تر ہو جاتا ہے قرآن مقدس میں ہے:-

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۝ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝

"اور جب تم سے پوچھیں بندے میرے مجھ کو تو میں نزدیک ہوں۔ پہنچتا ہوں پکارنے والے کی پکار کو جس وقت مجھ کو پکارتا ہے تو چاہیئے کہ حکم مانیں میرا اور یقین لاویں مجھ پر شاید نیک راہ پر آویں۔"

ذکر الٰہی میں مشغول ہونے کا یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ کہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے سے قریب اور حاضر سمجھنے لگتا ہے۔ اور جب وہ خود کو اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب محسوس کرتا ہے۔ تو اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری کا جذبہ اور زیادہ ابھرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جسے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:-

اُعْبُدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو۔ یا کم از کم یہ تصور ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آج چوالیس برس سے خدا کی یاد کو اپنی زندگی کا مقصد و منشا بنایا ہوا ہے۔ اور اس کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ اور اب آپ کو بھی اس چیز کا سبق دیتا ہوں۔ یہ راستہ بڑا کٹھن اور دشوار گزار ہے۔ اور بزرگوں کی صحبت کے بغیر اس راستہ پر چلنا بہت مشکل ہے اس لئے جب تک کسی اللہ والے کی صحبت میں نہیں بیٹھو گے اس وقت تک نفس و باطن کی اصلاح ناتمام رہیگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شر نفس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوْبُ اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ فروری ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:-

پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ مجلس ذکر میں محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے شامل ہوتے ہیں انکو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

وہ حدیث میں کئی مرتبہ پیش کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے گلیوں بازاروں میں پھرتے ہیں۔ جہاں ذاکر آدمی جمع ہوتے ہیں وہاں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمانِ دُنیا تک پھیل جاتے ہیں۔

حلقۂ ذکر جتنا بڑا ہوتا ہے اسی قدر ملائکہ عظام زیادہ تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نیک نیت سے حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو نیک نیتی سے آنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت عطا فرمائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:-

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ بِضْعًا وَّ سَبْعِیْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا فِرْقَةً وَّاحِدَةً قِیْلَ مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ۔

(الحدیث)

ارشاد نبوی ہے کہ "میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں داخل ہوں گے اور ایک فرقہ جنت میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ! وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ کہ جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

اب جب بہتر فرقے گمراہ ہوئے اور اہل حق کا صرف ایک فرقہ ہوا تو یقیناً صدائے حق گمراہ فرقوں کیلئے موجب اضطراب ہو گی۔ وہ غضبناک ہوکر اہلِ حق کی مخالفت کریں گے۔ عرفی کا شعر ہے ؎

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

گداگر گلی کوچوں میں صدا لگاتا پھریگا کتے بھونکتے رہیں گے۔ مگر گداگر کو خیر مل ہی جائے گا۔

میرا مسلک یہ ہے کہ اوّلاً حکم کتاب اللہ میں تلاش کیا جائے۔ اس میں نہ ملے تو کتاب اللہ کی شرح احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں۔ اگر حدیث سے حکم نہ مل سکے۔ تو پھر امام ابوحنیفہؒ کے قول کا اتباع کیا جائے۔ کیونکہ میں حنفی ہوں۔ امام کا اتباع بایں معنی ہے۔ کہ حضرت امام صاحبؒ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہؐ سمجھنے میں اور اس سے احکام نکالنے میں ہمارے مقتداء ہیں۔ ہم امام صاحبؒ کو معصوم نہیں سمجھتے اور نہ ہی تقلید شخصی کو فرض سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو شخص امام صاحبؒ کا اتباع نہ کرے اسے کافر نہیں کہتا۔

الغرض میرا مسلک یہ ہے کہ میں کسی کو بُرا نہیں کہتا۔ اس لئے ہر مکتبِ فکر کے لوگ مجھ سے ملتے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ چنانچہ مسٹر قزلباش وزیر اعلےٰ نے جب علماء کا اجتماع طلب کیا تھا۔ تو اس میں اتحاد پر دو تقریریں ہوئیں تو آخر میں مَیں نے اجازت لے کر عرض کیا۔ کہ دیکھئے۔ میں کسی کو بُرا نہیں کہتا۔ سب کی عزّت کرتا ہوں۔ سب میرا احترام کرتے ہیں۔ چنانچہ میرے مترجم قرآن مجید پر دیوبندی۔ بریلوی۔ اہلحدیث اور شیعہ سب علماء کے دستخط موجود ہیں۔ کہ کتاب اللہ کا جو ترجمہ میں نے کیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ اس لئے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ تو سب ایک دوسرے کا احترام کریں۔ کسی کو بُرا نہ کہیں۔ تو یہ سب اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

الغرض بیان یہ ہو رہا تھا۔ کہ اہلِ حق کی مخالفت ضرور ہو گی۔ تو علمبردارانِ حق کو ہر کسی سے لڑنا نہ چاہیئے۔ استقامت کے ساتھ حق کی اشاعت کی جائے۔ انشاء اللہ اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَ لَا یُعْلٰی...... کے مطابق حق غالب رہے گا۔ وہ مغلوب نہیں ہو گا۔

میں لاہور میں ۴۴ سال سے توحید و سنّت کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔

مجھے پکارو۔ تمہاری دعا قبول کرونگا۔

دوسری آیت میں ہے:-

لَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔

اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

اب جو لوگ یا غوث الاعظم دستگیر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ" کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ شرک ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ ہمیں حضرت غوث الاعظم کا احترام ہے۔ کیونکہ میں خود قادری ہوں۔ اور میرے ہاں ہر جمعرات کو مجلسِ ذکر ہوتی ہے۔ مگر میرے بزرگوں کے ہاں ہر شب مجلس ذکر منعقد ہوتی تھی۔ اور ہم اس میں گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر حضرت غوث الاعظمؒ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت غوث الاعظمؒ کو ہم مانتے ہیں۔ البتہ انہیں مدد کے لئے نہیں پکارتے۔ کیوں کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔ حتیٰ کہ ہم قبر پر جب السلام علیکم یا اہل القبور کہتے ہیں۔ تو اہلِ قبر ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس لئے

کہ جواب سلام دعا ہے اور اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ مرنے کے بعد عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کے لئے دعا مانگنی چاہیئے۔ ان کو پکارنا نہ چاہیئے۔ میں جب یہ مسئلہ حق بیان کرتا ہوں۔ تو لوگ مجھے وہابی کہتے ہیں۔ میں ان سے لڑتا نہیں۔

میں ـــــ ایک مرتبہ حج پر گیا تو مدینہ منورّہ کے کتب فروشوں سے وہابی کی تاریخ پوچھی۔ مجھے نہ ملی۔ اور نہ ہی مکہ معظمہ کے کتب فروشوں سے ملی۔!

جبلِ ابی قبیس پر مسجد بلالؓ ہے۔ جہاں شق القمر کا معجزہ ہُوا تھا۔ اس کو حکومتِ سعودیہ نے بند کر دیا ہے۔ مگر لوگ پولیس کو رشوت دے کر اب بھی گھس جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملک میں بھی اردلیوں کو رشوت دے کر کام نکالا جاتا ہے۔

لیکن بات یہ کہہ رہا تھا کہ اب جو بھی حق کی آواز بلند کرے اسے وہابی کہا جاتا ہے۔ مگر میں اپنی جماعت سے خصوصًا اور علمبردارانِ حق سے عمومًا کہتا ہوں کہ ان مخالفین کی پرواہ مت کریں۔ استقامت کے ساتھ اپنا کام کئے جائیں انشاء اللہ کامیابی حق کو نصیب ہو گی۔ جس پر میں اپنی مثال پیش کرتا ہوں۔ کہ عہدِ انگریز میں ریشمی خطوط کی تحریک کے سلسلہ میں انگریزوں کو مجھ پر شبہ ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ تم دہلی میں نہیں رہ سکتے اور سندھ میں بھی تمہاری کافی جان پہچان ہے۔ کیونکہ عرصہ پچیس سال میں سندھ میں رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے دہلی سے گرفتار کر کے لاہور بھیج دیا۔ اس نے یہ سمجھا کہ میں لاہور کی گلیوں میں پریشان ہو کر مر جاؤں گا۔ مگر ماشاء اللہ انگریز خود نکل گیا ہے اس کے حامی ذلیل و خوار ہوئے ہیں بحمد اللہ کامیاب ہوں۔ آج میری اپنی جماعت ہے۔ جمعۃ الوداع پر قریبًا بائیس تئیس ہزار آدمی میری اقتدار میں نماز ادا کرتے ہیں۔ روزانہ درسِ قرآن مجید ہوتا ہے۔ مرد اور عورتیں مستفید ہوتی ہیں تربیت حاصل کرنے والے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا پودا لگا دیا ہے۔

الحاصل حق بات استقامت کے ساتھ کہنی چاہیئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت بخشے بزرگوں نے فرمایا ہے:۔

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَۃَ وَ لَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَۃَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَۃَ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ۔

ترجمہ:۔ استقامت طلب کرو۔ کرامت کے پیچھے نہ پڑو۔ کیونکہ استقامت کا مرتبہ کرامت سے کہیں زیادہ ہے۔

ارشاد ربّانی ہے:۔

لَوْ لَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَ اَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ ان غلط کار لوگوں کو ان کے "رَبّ والوں" (جنہیں پنجابی میں سائیں لوگ کہتے ہیں) نے اور علماء نے گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہ روکا۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔

الحاصل۔ آج جاہل پیر اور علماءِ سوء حق بات کہنے والوں کو بدنام کرتے ہیں۔ ہمیں اُن کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ؎

عرفی تو میندیش زِ غوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

کے مصداق گداگر کو اپنی صدا لگانی چاہیئے خیر ضرور مل کر رہیگی۔ کتّے بھونکتے رہیں گے۔ حق کا انشاء اللہ غلبہ ہو گا۔ باطل مِٹ جائے گا۔ میرا تجربہ آپ کے سامنے ہے۔ چوالیس برس سے یہاں تبلیغ کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباعِ کتاب اللہ و اتباعِ سنّتِ رسول اللہؐ کی توفیق بخشے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم

فلسفۂ روزہ

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ط (سورۃ البقرۃ ع ۲۳)-

ترجمہ :- مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں نازل ہوا قرآن۔ ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی۔ اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ پس جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینے کو۔ تو ضرور روزے رکھے اس کے۔ اور جو کوئی ہو بیمار یا مُسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری۔ اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تا کہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر، کہ تم کو ہدایت کی اور تا کہ تم احسان مانو۔

قرآنِ حکیم کی سالگرہ

لوحِ محفوظ سے قرآن حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا ہے۔ سارا قرآنِ حکیم ایک ہی مرتبہ آسمانِ دُنیا پر نازل ہوا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔

ہر قوم میں یہ قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو۔ اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے سالگرہ مناتے ہیں۔ مثلاً یہود میں عاشوراء کا روزہ۔ عیسائیوں میں نزولِ مائدہ آسمانی کا دن۔ مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ اس لئے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآن حکیم سنتے ہیں۔ علاوہ اس کے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکرِ نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ اُمتوں میں رائج تھا۔ جس طرح یہود میں عاشوراء کا روزہ اسی لئے رائج تھا۔ کہ اُس دن فرعون غرق ہوا۔ اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام اُمتوں میں روزہ

قرآن حکیم میں ارشاد ہے :-

كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳)-

ترجمہ :- تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلی اُمتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے انبیاءُ علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا۔ کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا۔ چنانچہ ابتداءً میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا۔ اور اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا۔ تو اہلِ کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا۔ کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پا لیتے۔ سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا۔ کچھ عرصے کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کر دیا۔

اوقاتِ روزہ میں اختلاف

البتہ علمِ تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ روزے کے اوقات ہر اُمت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السّلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے۔ اور یہود پر عاشوراء اور ہر سینچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

نصاریٰ پر در اصل رمضان کے روزے فرض تھے۔ لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دِقّت محسوس ہوئی۔ تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزے کی صُورت بغیر رُوح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی کام کرتا ہے۔ اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے۔ وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہوتا ہے۔

اس طرح روزے کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اس کی روح۔ صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے۔ تو وہ بے کار ہے۔

چنانچہ دربار نبوّت سے ارشاد ہوتا ہے :-

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ-

ترجمہ :- جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

(یعنی روزے سے قرب الٰہی اور حصول رضاء مولیٰ کا جو نتیجہ مرتّب ہونا چاہیئے۔ وہ نہیں ہو گا-)

اور دوسری روایت میں مروی ہے۔

اَلْغِیْبَةُ تُفْطِرُ الصَّآئِمَ-

ترجمہ :- غیبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (انتہٰی)

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں۔ اسی طرح کسی کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ روزے کا

مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے ؎

رُوحِ روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے۔ کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں۔ وہ صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بد اخلاقی سے اُسے نفرت ہو۔ خواہشات نفسانی پر قابو پائے۔ ضبطِ نفس اور تحمّل کا خوگر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے۔ اِن تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے۔ کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔

قوّت حیوانی کی شدّت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں اگر قوّتِ حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو انسان یقیناً بہت سی بُرائیوں سے رُک جائے گا۔

چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے۔ کہ نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی اُمت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے ؎

احادیثِ نبویہؐ اور اُن کی حکمتیں

پہلی حدیث

قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم: فَلَا یَرْفَثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ۔

ترجمہ:۔ روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے۔ (تو خود اس کے مقابلہ میں کچھ نہ کرے) اتنا کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔

شرح حدیث

ترکِ رفث۔ میں اقوال و افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔

ترکِ صخب:۔ میں درندوں کی طرح شور و غل کرنے سے روکنا مطلوب ہے۔

ترکِ سب:۔ میں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے۔

ترکِ قتل:۔ سے مراد مطلق افعال قبیحہ سے ممانعت ہے۔

اِنِّیْ صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بیہودہ گو ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہہ دے۔ (بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت میں ریا نہ آ جائے۔) کہ مجھے روزہ ہے۔ اس لئے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں۔

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلہ سے باز رہے۔

دُوسری حدیث

قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم:۔ اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ۔

ترجمہ:۔ روزہ ڈھال ہے۔

ڈھال کے ذریعے سے انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے۔ پہلی حدیث شریف میں جو بیان ہوا ہے۔ کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے۔ (کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزے کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی۔)

حاصل یہ نکلا۔ کہ اس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گزشتہ احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبطِ نفس اور تحمّل اس میں آئے گا۔ اپنے آپ کو شرارت اور فتنے سے بچائیگا دنیا میں اعلے درجے کا امن پسند اور مرنجان مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کی معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ جب ہر ایک مسلمان اِن اوصافِ حمیدہ سے مزیّن ہو گا۔ تو معاشرتی تعلّقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہر سال ماہِ رمضان میں روزہ رکھوانے کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدہ

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزّت سے زندہ رہ سکتی ہے۔ جس کے پاس حیات قومی کے اعلیٰ اصول ہوں۔ اور وہ اُن کی پابندی کے لئے ہر مصیبت کو جھیلے۔ اور ہر مشقّت کے سامنے سینہ سپر ہو۔ روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیس گھنٹے بے آب و دانہ رہے۔ خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی۔ مگر روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ دن کے کاروبار کا حرج بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن کاشتکار، ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں۔ بلکہ دن کو یہ مشقّت اور رات کو بیدار رہنا اور کافی وقت کھڑا ہو کر نماز تراویح ادا کرنا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا۔ کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے۔ بسکٹ اور کیک سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے۔ پانی پیئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آ جائے۔ تو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے۔ اور اس بات کا بھی عادی ہے۔ کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا۔ بلکہ اُسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔

چنانچہ فتوحاتِ اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ کہ مسلسل چوبیس گھنٹے لڑائی جاری رہی۔ دُشمنانِ اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے۔ جب تک کہ میدان جیت نہیں لیا۔

پیغام فتح اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو۔ اور وہ اِن اصولوں کی

پابند ہو جائے۔ جو ارکانِ اسلام کے اندر انہیں سکھائے گئے ہیں۔ اور پھر فیصلہ کرے۔ کہ یا تخت یا تختہ۔ وہ قوم کبھی مِٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہے گی۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ اس کی پشت پناہی فرمائے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لئے وقف ہو جائیں گی۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ الآیۃ۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

روزے کے اُخروی فائدے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے جس شخص نے روزہ رکھا۔ درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا۔ اس کے سارے پہلے گناہ بخشے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے درآنحالیکہ ایماندار ہو اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کو قیام کیا۔ درآنحالیکہ ایماندار ہو اور اللہ تعالےٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حکمتِ مغفرت

روزے کے باعث سابقہ سارے گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اے اللہ! میں نے کھانے پینے اور خواہشاتِ نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اُٹھایا ہے اس سے باز آتا ہوں۔ اور تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سب کو چھوڑتا ہوں۔ اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں۔ کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا۔ تیری مرضی کے خلاف خواہشاتِ نفسانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا۔ اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے۔ کہ اے اللہ! تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہُوا ہے کہ میں ہر نیکی کا دس گُنا کم ازکم اجر دُوں گا۔ لہذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم ازکم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ تو گویا میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا۔

علیٰ ہذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے کہ اے اللہ! میں نے تیرے قرآنِ حکیم سے جو اعراض کیا ہے۔ اس سے تائب ہو کر تمسّک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں۔ (گویا نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے۔) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسّک بالقرآن آیندہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔

عَنْ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (قال اللہ تعالیٰ) اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَ طَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَ فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَ لَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم ازکم دس درجے پاتی ہے۔ اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں۔ (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و للہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ سوائے روزے کے۔ کیونکہ وہ میرا ہے۔ اور میں ہی اس کا بدلہ دُوں گا۔ (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔)... روزہ دار اپنی خواہشاتِ نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہو گی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کیلئے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے۔ تو کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہیٰ۔

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزاء ذات حق جل و علیٰ خود دیتا ہے۔ (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضا الٰہی کے لئے چھوڑ دیا۔ جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ تو گویا اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہُوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے۔ کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں۔ کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ یَا رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوٰتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَ یَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا۔ لہذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے۔ اور قرآن کہیگا۔ میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا۔ لہذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقتِ شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اُسے عالمِ ناسُوت کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں۔ عالم ملکوت عالم جبروت، عالم لاہوت۔ عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں۔ عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے۔ بلکہ وہاں اُن چیزوں کا بھی وجود ہے جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ قرآن وغیرہ لہذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود میں مجسّم ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو گا۔ اور روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا۔ اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالمِ مثال) میں روزہ دار کی حمایت کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا وَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو عریانی کی حالت میں کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز جوڑے عطا فرمائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں اپنی (یا کوئی مشروب) پلائے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس (جنت کی) شراب طہور پلائے گا، جس پر غیبی مہر لگی ہو گی۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی بھوکوں کو کھانا کھلاؤ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی خبر لو (اور دیکھ بھال کرو) اور اسیروں قیدیوں کو رہائی دلانے کی کوشش کرو۔ صحیح بخاری

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۶ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ر مارچ ۱۹۶۱ء

اچھی اور بری صحبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

۲۲ر مارچ بدھ کو صبح ۹ بجے حضرت شیخ التفسیر مدظلہم بذریعہ طیارہ راولپنڈی تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ حضرو اور نوشہرہ ہوتے ہوئے جمعہ کی شب کو ۸ بجے طیارہ سے لاہور پہنچے اس وجہ سے خود حضرت اقدس مجلس ذکر میں تشریف نہ لا سکے حضرت کی عدم موجودگی میں حلقۂ ذکر کے بعد حضرت اقدس کی ایک پرانی تقریر احقر نے پڑھ کر سنائی جو شریک اشاعت کی جا رہی ہے۔

عرض یہ ہے کہ ذکر جمعرات کو ایک ہی دفعہ ہوتا ہے احباب دور دور سے تشریف لاتے ہیں۔ میرے ذمے اللہ تعالیٰ نے ان کی تربیت کا فرض عائد کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں میں جو کچھ اُن کی تربیت کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اس کو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرا کام ہے۔ آپ کی رہنمائی کرنا اور آپ کے ذمے ہے۔ کہ جو میں عرض کروں اُس کو غور سے سننا دل پر لکھ کر لے جانا۔ اور عمل کرنا۔ انشا اللہ نجات ہو جائے گی۔

صحبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اچھی اور دوسری بری اچھی صحبت اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔ اس سے اخلاق سنور جاتے ہیں۔ اور مستقبل درست ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ایسی صحبت نصیب کرے۔ جس سے یہ نتائج پیدا ہوں۔ بری صحبت میں عاقبت برباد ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال میں اچھی اور بری صحبت کے نتائج کو واضح فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اچھی صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے عطر فروش کی دکان ہو جو شخص اس دکان میں جائے گا۔ تو وہ اگر عطر نہ بھی خریدے گا۔ تو کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بری صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی ہے۔ ایسی دکان میں جانے والا اگر کچھ لے گا نہیں۔ تو کپڑے ضرور جلا کر آئے گا۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں۔ صحبت نیکاں؟

نیکی و صحبت بداں بد از بدی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نیکوں کی صحبت میں پہنچائے اولیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہوتے ہیں۔ اُن کی دو قسمیں (۱) علمائے کرام (۲) صوفیائے عظام علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کتاب کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔ صوفیائے عظام تزکیہ کا فرض ادا کرتے ہیں وہ قرآن کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ خِیَارُ عِبَادَ اللّٰہِ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ خدا کے نیک بندے وہ ہیں۔ کہ جب انہیں دیکھا جائے۔ تو خدا یاد آئے۔ اس قسم کے اللہ کے بندوں کے کمالات کا عکس پڑتا ہے۔ اُن کی صحبت میں جانے سے دل چاہتا ہے۔ کہ اللہ اللہ کریں۔ دل دنیا سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ اس چیز کو ساڑھے تیرہ سو سال پیچھے جائیے۔ اور اندازہ کیجئے۔ کہ حضورؐ کی صحبت بابرکت میں کتنا اثر پڑتا ہوگا آپ کی صحبت میں سب کچھ وہبی طور پر حاصل ہو جاتا تھا۔ اب سب کچھ کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے نیکوں کی صحبت بے حد ضروری ہے۔ بدوں کی صحبت میں جا کر اور کچھ نہیں تو بری باتیں ہی سنے گا۔

نیکی اور بدی کی سمجھ بھی سیکھے بغیر نہیں آتی۔ ہمارے ہاں عام طور پر نیک کی تعریف یہ ہے۔ کہ لٹیں ٹبری ہوئی ہوں اور گیروی رنگ کے کپڑے زیب تن ہوں۔ ایسے شخص کو نیک کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سراپا شیطان ہو۔ میاں محمد عیسیٰ صاحب ساکن میاں علی جو اس مجلس میں موجود ہیں۔ وہ تبلیغ کے سلسلے میں ایک گاؤں گئے۔ جس شخص کے گھر میں مہمان تھے اُس کے ہمسایوں میں ایک پیر آیا ہوا تھا۔ اُس ہمسائی نے ان کو بتلایا کہ میرا پیر اناج نہیں کھاتا۔ صبح سے دو مرغ پکوا کر کھا بیٹھا ہے۔ زبردستی حلوا بھی پکوا کر کھا چکا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ بارہ روپے نذرانہ دو گی۔ تو جاؤں گا۔ میں ایک دفعہ سندھ گیا۔ تو ایک دوست نے وہاں کے پیر کا قصہ سنایا۔ پیر صاحب کے مریدوں میں عام طور پر یہ مشہور تھا۔ کہ ہمارے پیر صاحب کی کرامت یہ ہے۔ کہ پاخانہ نہیں کرتے۔ اُس شخص کا بیان ہے۔ کہ میں نے پیر صاحب کو رات کو پلاؤ کھلایا۔ اور سوتے وقت خوب کڑھا ہوا دودھ پلا دیا۔ اور ان کو ایک کمرے میں سلا کر دروازہ مقفل کر دیا اسے جب حاجت ہوئی۔ تو بہت کوشش کی مگر باہر نہ نکل سکا۔ اینٹیں بھی اکھاڑنے کی کوشش کی آخر کار باورچی خانے میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ میں نے سب کو بلا کر ان کے مریدوں کے غلط پراپیگنڈے کا راز فاش کر دیا۔

نیکی کے لئے سب سے پہلی شرط اتباع شریعت ہے جو متبع شریعت نہیں۔ اسے ہم نیک نہیں کہہ سکتے۔ اور وہ شخص کم از کم مسلمانوں کا مذہبی مقتدا نہیں ہو سکتا۔

اتباع شریعت کا مطلب یہ ہے۔ کہ ارکان خمسہ اسلام کا پابند ہو۔ یعنی کم از کم نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہو۔ اور محرمات سے اجتناب کرتا ہو۔ مثلاً سود نہ لیتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ یہ اتباع شریعت کی بسم اللہ ہے۔ اس کے اوپر اور مدارج بھی ہیں۔ جن کی صحبت میں رہنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اُن کا ذکر قرآن پاک میں آتا ہے۔

(باقی برصفحہ ۸)

ضرورت مند کی مدد کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابنِ آدمؑ سے فرمائے گا کہ: اے ابن آدم میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا: اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے آپ کی تیمارداری یا بیمار پرسی کر سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟ اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا: (خداوندا!) میں آپ کو کیسے کھانا کھلا سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پا لیتا۔ اے ابن آدم میں نے پینے کے لئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا: میں آپ کو پانی کیسے پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کے لئے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پا لیتا۔ صحیح مسلم

بقیہ :- مجلسِ ذکر

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم الآیۃ

یہ وہ لوگ ہیں جو صبح و شام اللہ کی یاد میں شاغل رہتے ہیں۔ اور اُن کی زندگی کا مقصد فقط رضائے الٰہی ہے۔

انسان دو قسم کے ہیں۔ بعض کو رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے۔ اس قسم کے حضرات فرماتے ہیں کہ عامۃ الناس کی مجلس میں بیٹھنے سے تنہا بیٹھنا بہتر ہے۔ اور تنہا بیٹھنے سے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا بہتر ہے۔ دہلی کے ایک مجذوب کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ اُن کی طبیعت پر قبض طاری ہو گئی۔ دیو بند چلے گئے۔ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر اُن کے پاؤں دبانے لگے۔ زبان سے کچھ نہیں بولے۔ صرف پاؤں دبانے سے قبض رفع ہو گئی۔ اور ہنستے ہنستے واپس آ گئے۔ اپنے اندر فطرت کا نور سلامت ہو۔ تو کامل کی صحبت میں بیٹھنے سے اُدھر سے کرنٹ آتی ہے۔ موجودہ زمانے میں اس قسم کے حضرات میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تھے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو بری صحبت سے بچنے اور اچھی صحبت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۳ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ر مارچ ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

رُوحانی امراض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد:-

عرض یہ ہے کہ قادری خاندان میں ذکر جہر مسلسل چلا آرہا ہے۔ میں نے اس طرح سے اپنے بزرگوں کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اِس ذکر سے جماعت کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔

آپ کو معلوم ہے

کہ سالہا سال سے کم وبیش ہر مجلسِ ذکر میں میں روحانی امراض کا اور ان امراضِ مہلکہ سے بچنے کی تدابیر عرض کیا کرتا ہوں۔ یہی میری معروضات ہفت روزہ خدام الدین میں بھی شائع ہوتی ہیں۔

یہ رُوحانی بیماریاں

دُنیا اور عاقبت میں بھی تکلیف دِہ ہوتی ہیں۔ اور یہ ہیں:-

حسد۔ عُجب۔ کبر۔ ریاء وغیرہ

یہ بیماریاں انسان کے اعمال کو اس طرح کھا جاتی ہیں۔ جس طرح آگ لکڑی کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

گذشتہ

چھ، سات سال سے جب سے خدام الدین جاری ہے۔ اِن بیماریوں کا اِس کثرت سے ذکر کر چکا ہوں۔ کہ اب مزید اِن پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں سمجھتا اور دعا گو ہوں کہ اللہ ربّ العزّت مجھے اور آپ کو ان بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔

اب

میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور گذشتہ تین سال سے فالج کا عارضہ بھی ہے۔ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے۔ کئی دفعہ میں گھر سے نماز کے لئے مسجد میں آنے کے لئے مجبور و معذور ہوتا ہوں۔ اور آجاتا ہوں تو نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ میں اتنا تیز چلتا تھا کہ میں گھر سے مسجد کو آتا تھا۔ تو میرے نوجوان بچے میرے پیچھے بھاگ کر ساتھ ملتے تھے۔ مگر اب گھر سے مسجد کو آتا ہوں۔ تو اُن کو میری حفاظت کے لئے ساتھ آنا پڑتا ہے۔ بہر حال

الحمد للہ

میں اپنے فرض کو انجام دے چکا ہوں۔ خدا آپ کو اور مجھے ان بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

شیطان انسان کا بہت بڑا دشمن ہے۔ میں علماء کرام کو اس بات سے متنبہ کیا کرتا ہوں۔ کہ یہ ہر نیکی کے کام میں ریا ڈال دیتا ہے۔ میں آپ کو علاج بتاتا ہوں۔ لیکن یہ خود مجھ پر بھی حملہ آور ہوتا ہے۔

مثلاً

تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو شیطان یہ خیال لاتا ہے کہ بہت اچھی تقریر ہو رہی ہے۔ اور میں اپنے بزرگوں کے طفیل لَا کی تلوار سے ذبح کر دیتا ہوں۔ تلوار سے وار کرتا ہوں اور ڈھال سے وار روکتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ کمبخت میں لوگو کو پیغامِ حق پہنچا رہا ہوں یا واہ واہ کے لئے تقریر کر رہا ہوں۔

تو خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب میں بہت بوُڑھا ہو گیا ہوں۔ کمزوری بہت ہے۔ لہذا میں آپ سب کو

اجازت

دیتا ہوں۔ کہ آپ انفرادی طور پر ذکر کر لیا کریں۔ اور اب یہاں آنے کی تکلیف نہ فرمایا کریں۔ ویسے جب دل چاہے آ کر مل جایا کریں۔

میرا دل

تو نہیں چاہتا۔ کہ اس سلسلۂ خیر کو ختم کیا جائے۔ مگر کیا کروں۔ مجبور ہوں۔ اور آپ کو ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔

میں نے جو فرائض اپنے ذمّے لے رکھے ہیں۔ میں بڑی مشکل سے ان کو نبھا رہا ہوں لہذا چاہتا یہ ہوں کہ کچھ کام گھٹا دوں۔

علماءِ کرام

کا درس بھی آج کل حسبِ سابق جاری ہے۔ اور اللہ کے فضل سے بیالیس علماء کرام آئے ہوئے ہیں۔ جن کے سامنے روزانہ مسلسل تین گھنٹے بولنا پڑتا ہے۔

اس سے پہلے ایک گھنٹہ درس عام بھی ہوتا ہے۔ بعد ازاں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جس میں میرے آرام کا وقت بھی نکل جاتا ہے ملاقاتوں میں مستورات کے ساتھ مجھے بہت سر کھپانا پڑتا ہے۔

لیکن

اس سلسلے کو اس وجہ سے بند نہیں کر سکتا۔ کہ بعض عورتیں خالص اللہ کا نام پوچھنے کے لئے آتی ہیں۔

آپ میری کمزوری کا ڈاکٹر صاحبان کی اس رائے سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام لوگوں کے شوگر ۸۰ ہوتی ہے اور میرے ۲۲۰ ہے۔

اگرچہ

ابھی ذکر جہر بند کرنے کا قطعی فیصلہ نہیں کرتا۔ لیکن علماء کرام کی جماعت اگلے سال نہیں لے سکوں گا۔

انجمن خدام الدین کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔ تو اس میں آپ کو پتہ چلے گا۔ کہ اس میں تین ہزار پانچ سو تیرہ علماء فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ لیکن اب مزید ہمّت نہیں رکھتا۔ لوگ باہر کے سفر کے لئے مجبور کر دیتے ہیں۔ اب پھر کل لنان اور بھلوال (سرگودھا) کا سفر درپیش ہے۔ (باقی ص۱۲ پر)

منظور سعید احمد

مجلسِ ذکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد:-

گذشتہ بعض مواقع کی طرح اس دفعہ بھی حضرت مدظلہ العالی کی طبع گرامی علیل رہی اور آپ کی ران اور بازو میں وجع المفاصل کے شدید دورہ کی وجہ سے ذکر میں تشریف نہ لا سکے۔ جیسا کہ قارئین خدام الدین کو معلوم ہے۔ حضرت ایک عرصہ سے مختلف عوارض کا شکار ہیں۔ خصوصاً فالج نے تو ان کو بالکل نحیف وناتواں بنا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کثرت مشاغل اور پیرانہ سالی نے نوبت اس حد تک پہنچا دی ہے

کہ یہ کوئی ایک دن کی بات نہیں
دن اگر کٹ گیا تو رات نہیں

حضرت اقدس کا قریبی حلقہ اس حقیقت سے خوب شنا سا ہے کہ حضرت آج کل کم وبیش ہر وقت کسی نہ کسی جسمانی تکلیف کا شکار رہتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود خدمت دین کو اپنے ذمے لئے ہوئے اہم فرائض کو باقاعدگی سے نبھاتے چلے جانا حضرت کی اپنے متعلق اس دعا کی قبولیت کا ایک بین ثبوت معلوم ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ مجھے سوء الکبر سے بچا اور آخری دم تک اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ حضرت اکثر وبیشتر فرمایا کرتے ہیں کہ جب میرا وقت آخر آئے تو میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد دوست مجھے سپرد خاک (اللہ تعالیٰ عمر دراز اور صحت و سلامتی عطا فرمائے) کر کے ظہر کی نماز باجماعت مسجد میں آکر ادا کریں۔ میں کسی پر بار نہ ہوں اور میری کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔

ان عوارض اور پیرانہ سالی کے ہوتے ہوئے اتنے اہم فرائض کو باقاعدگی سے نبھانا حضرت اقدس کا ہی حصہ ہے۔

بہر حال مذکورۃ الصدر وجہ سے حضرت رونق افروز مجلس ذکر نہ ہو سکے۔ اور ان کے ارشاد گرامی کے مطابق ان کے جواں سال منجھلے صاحبزادے مولانا عبید اللہ صاحب انور (جو ان سے مجاز بھی ہیں) نے حضرت کے گذشتہ جمعرات کی مجلسِ ذکر کے ارشادات پڑھ کر سنائے اور حضرت کے ایک زبانی پیغام خاص کا اضافہ بھی فرمایا۔

حضرت کا پیغام خاص

میرے دونو مربی حضرات (حضرت مولانا غلام محمدؒ دین پوری اور حضرت مولانا تاج محمودؒ صاحب امروٹی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ہاں یہ حلقہ ذکر جہر روزانہ بعد از نماز مغرب باقاعدگی سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ لیکن میں نے یہاں

(باقی بر صفحہ ۱۵)

غلام کوناحق مارنے کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا، یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔ صحیح مسلم

بقیہ: مجلس ذکر

کے حالات کے پیش نظر صرف جمعرات کے دن اس کا انعقاد جاری رکھا۔ اور گذشتہ چند سالوں سے دوسرے شہروں سے احباب ذکر میں شمولیت کے لئے تشریف لے آتے ہیں۔ اور مجلس ذکر کے بعد کافی رات گئے تک ذکر اذکار اور اصلاح باطن کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رہتا

لیکن!

اب میری صحت ان مشاغل کی اجازت نہیں دیتی۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ بعض اوقات ضعف اور نقاہت یا ہنگامی طور پر اچانک مرض کے دورے کی وجہ سے مجلس ذکر میں شمولیت سے معذور ہو جاتا ہوں۔ جس سے دوستوں کو مایوسی اور مجھے ان کی مایوسی سے قرار واقعی رنج و قلق ہوتا ہے۔

لہٰذا

ان وجوہات کی بنا پر میں گذشتہ دو تین ہفتوں سے سوچ رہا تھا۔ اور گذشتہ مجالس میں میں نے آپ سے اس کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ کہ میں مجلس ذکر بند کرنے کے متعلق سوچ رہا ہوں اور میں نے اپنی طرف سے آپ حضرات کو اجازت بھی دے دی تھی۔ کہ سب دوست انفرادی طور پر اپنے اپنے مقام پر ذکر کر لیا کریں۔ وہ روحانی امراض گذشتہ کئی سال سے بکثرت ذکر کرتا اور ان سے بچنے کی تدابیر بھی عرض کرتا رہا ہوں۔ ان کو پیش نظر رکھا جائے۔

میں آج ظہر کے بعد سے وجع المفاصل کے اچانک اور شدید حملے کی وجہ مجلس ذکر میں شرکت سے معذور ہو گیا ہوں

اور

یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اس کے بعد جمعرات کو مجلس ذکر منعقد نہیں ہوا کرے گی۔ لیکن جو احباب وقتاً فوقتاً اپنے روحانی اسباق کی تکمیل کے لئے آتے رہیں گے۔ میں حتی المقدور ان کی خدمت کرتا رہوں گا۔ سب دوستوں کو ذکر کی تلقین کرتا ہوں۔ اور بارگاہ رب العزت میں اور آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں جملہ جسمانی اور روحانی امراض سے محفوظ رکھے۔

طریقۂ ذکر جہر

حضرتِ اقدس کے ارشادات گرامی بوساطت مولانا عبید اللہ صاحب انور قارئین خدام الدین کو معلوم ہو چکے ہیں۔

گذشتہ مجلس ذکر منعقدہ ۳۰ر مارچ ۱۹۶۱ء میں جب حضرت سے مجلس ذکر کے بند کرنے کا خیال ظاہر فرمایا تو جماعت پر ایک کرب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شاید اس مصلحت کی بنا پر کہ جماعت اچانک اس فیصلہ کی تکلیف کی متحمل نہ ہو سکے حضرت نے ساتھ ہی فرمایا۔ کہ ابھی قطعی فیصلہ نہیں کرتا، گویا یہ جملہ جماعت کے صبر کی گرتی ہوئی دیوار کے لئے سہارے کی حیثیت رکھتا تھا۔ جس سے مایوسی نے پھر امید کا لباس پہن لیا۔ لیکن۔

سنبھل اے رہ رو راہ محبت
شکستِ شوق کی منزل بھی آئی۔

آخر وہ سہارا ہٹا لیا گیا اور مجلس ذکر بند کرنے کا فیصلہ قطعی قرار دیدیا گیا اس فیصلے کا اثر وہی محسوس کریں گے جنہوں نے اس گلشن سے گلچینیاں کی ہیں ہم اس فیصلے اور فیصلے کے اثرات پر بہت کچھ لکھ سکتے ہیں اور لکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن شاید حضرت اقدس کی طبع نازک پر گراں گزرے۔

نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارند

لیکن!

ہم اتنا ضرور کہیں گے۔ کہ یہ ہوش ربا فیصلہ جن وجوہات کی بنا پر کیا گیا ہے۔ وہ ہیں۔

حضرت کی علالت اور پیرانہ سالی۔ جو حوصلہ شکن بھی ہیں اور یاس آفریں بھی جن کا واحد علاج بارگاہ رب العزت میں التجاؤں اور فریادوں کے سوا کچھ ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا

لہٰذا آپ خدا کے حضور میں جھکئے اور حضرت کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے چھلکتے ہوئے آنسوؤں اور لرزتی ہوئی التجاؤں کا نذرانہ پیش کیجئے۔ کہ شاید اس قحط الرجال دور میں۔

ع
دگر دانائے راز آید کہ نہ آید

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ر اپریل ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد:۔

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَتَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَتَ

فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَتَ فَوْقَ الْکَرَامَتِ

جیسا کہ ہفت روزہ خدام الدین کے گزشتہ شمارہ سے قارئین کرام کو معلوم ہو چکا ہے ۔ حضرت اقدس نے مجلس ذکر قطعی طور پر بند کرنے کا فیصلہ فرمادیا تھا ۔ مگر اس فیصلے سے جماعت کے بیرونی و مقامی حضرات پر جو کچھ گزری اور تشنگانِ ذکر الٰہی جس اخلاص اور محبت سے اس با برکت مجلس کو جاری رکھنے کے لئے حضرت سے استدعا کرتے رہے ۔ بالآخر وہ محبت بھرے جذبات رنگ لائے ۔ اور حضرت کو فقط احباب کی دلداری اور پاسداری کی خاطر اپنی جملہ تکالیف کے باوجود اپنا فیصلہ بدلنا پڑا ۔ الحمد للہ کہ بغیر کسی ناغہ کے مجلس کا انعقاد جاری رہا ۔ چنانچہ حضرت مدظلہ نے بعد از ذکر مندرجہ تقریر فرمائی ۔ (منظور سعید احمد مرتب)

مجھے احباب کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنا فیصلہ بدلنا پڑا ہے ۔ لہٰذا اب آپ خدا سے دعا فرمائیں ۔ کہ وہ مجھے صحت و استقامت بخشے تاکہ میں آپ کی یہ خدمت سرانجام دیتا رہوں میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ۔

اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَتَ وَلَا تَطْلُبُوا الْکَرَامَتَ
فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَتَ فَوْقَ الْکَرَامَتِ

اللہ تعالیٰ سے کرامت کی بجائے استقامت مانگو ۔ کیونکہ استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے ۔ میں گزشتہ چھ سال سے جب سے خدام الدین کا اجرا ہوا ہے ۔ روحانی امراض کا ذکر کرتا رہا ہوں ۔ اب دیکھنا یہ ہے ۔ کہ جو کچھ میں عرض کرتا رہا ہوں ۔ آپ اُس قال کا حال بن گئے ہیں ۔ یا نہیں ۔ اور واقعی دل سے ریا، کبر، عجب حسد نکل گیا ہے یا نہیں ۔

ریا

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ شرک اصغر کا ہے ۔ صحابہؓ نے عرض کی ۔ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے ۔ تو فرمایا الریاء یعنی دکھلاوا ۔ یہ ایسی نامراد مرض ہے ۔ کہ یہ انسان کے اعمال صالح کو اس طرح کھا جاتی ہے ۔ جس طرح آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے اور شیطان ایک ماہر جیب کترے کی طرح انسان کے دل میں ریا ڈال دیتا ہے ۔ مثلاً ایک قاری و حافظ قرآن ۔ قرآن پاک بہت اچھا پڑھتا ہے ۔ لوگ اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور حافظ صاحب لوگوں کی تعریف سے پھولے نہیں سماتے حافظ صاحب کا لوگوں کی تعریف پر خوش ہونا ہی ریا ہے ۔ اگر حافظ صاحب کسی با خدا سے تربیت یافتہ ہوتے ۔ تو شیطان کو فوراً جواب دیتے ۔ کہ اے کمبخت میں نے خدا کی رضا کے لئے قرآن مجید یاد کیا ۔ اور سنایا ہے ۔ نہ کہ لوگوں کی واہ واہ کے لئے آپ تو ابھی مبتدی ہیں ۔ میں نے چالیس سال اپنے بزرگوں کی خدمت میں رہ کر اُن کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے اور کچھ نہ کچھ اُن سے حاصل کیا ہے ۔ مگر شیطان مجھ پر بھی حملہ آور ہوتا ہے ۔ اور جب تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں ۔ تو میرے دل میں ریا ڈالتا ہے ۔ لیکن میں اخلاص کی ڈھال پر وار روکتا ہوں اور لا کی تلوار سے شیطان ذبح کرتا ہوں ۔ اس میدان کے سپاہی کے پاس ان دونوں ہتھیاروں کا ہونا بہت ضروری ہے ۔ مجھے آپ پر ہرگز ہرگز یہ اعتماد نہیں ہے ۔ کہ آپ سب حضرات ان امراض سے محفوظ ہو چکے ہوں گے ۔ ایسے ہی کبر ہے

بطر الحق وغمۃ الناس

ترجمہ:۔ یعنی حق کا انکار کرنا ۔ دوسروں کو ذلیل سمجھنا اور خود زور دے کر اپنی بات منوانا خواہ دوسرا سچا ہی کیوں نہ ہو ۔ یہ انانیت ہے اسی جذبہ کے ماتحت لوگوں میں باہم بحث مباحثہ ہوتا ہے ۔ ایک کہتا ہے تو جھوٹا ہے ۔ اور دوسرا کہتا ہے ۔ کہ تو جھوٹا ہے ۔ اسی تو تو میں میں میں نوبت ہاتھا پائی تک آجاتی ہے حتیٰ کہ خون خرابہ بھی ہو جاتا ہے ۔ اگر لوگ کبر سے محفوظ ہو جائیں ۔ تو ایسی وارداتوں کا عمل ظہور پذیر نہ ہو

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

"قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ

اللہ کے بندے غصہ پی جانے والے ہوتے ہیں عموماً یہاں مثل مشہور ہے کہ

"غریب تے میرا غصہ لہندا نہیں تے امیر تے غصہ چڑھدا نہیں"

انسان غصے میں آکر بیوی کو بے دردی سے پیٹتا ہے ۔ یا کمزور بچے کو پٹخ پٹخ کر مارتا ہے حالانکہ وہ غریب اسی کے رحم و کرم کے سہارے پر ہوتے ہیں ۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

میں نے بارہا عرض کیا ہے ۔ کہ میں نے چالیس سال تک اپنے مرشد و مربی سے روحانی تربیت کرائی ہے ۔ اور اوراد و اشغال کرائے ہیں لوگ آتے ہیں اور مجھے جلدی جلدی اپنے سبق سنا کر اگلے اسباق کی خواہش کرتے ہیں ۔ حالانکہ جب میں اُن کے لطائف پر نظر کرتا ہوں ۔ تو وہ ناپختہ ہوتے ہیں ۔ اور ان میں نورانیت پیدا نہیں ہوئی ہوتی ۔ بلکہ بدپرہیزیاں بدستور ہوتی ہیں ۔ اور روحانی امراض کا غلبہ ویسے ہی ہوتا ہے ۔ کیا ان لوگوں نے مذاق سمجھ رکھا ہے لوگ کرامت کے مشتاق ہوتے ہیں ۔ حالانکہ کرامت کا ظہور ہمیشہ نہیں ہوتا ۔ کیونکہ وہ اختیاری چیز نہیں کبھی ہوتی کبھی نہ ہوتی مگر استقامت ہمیشہ رہنے والی چیز ہے

قال حال ہو جائے اور استقامت نصیب ہو جائے ۔ تو یہ کرامت سے کہیں بڑھ کر ہے ۔ اپنے روزمرہ کے اعمال پر غور کیجئے ہمارے بزرگوں کے ہاں دستور ہوتا تھا ۔ کہ وہ مغرب سے عشا تک مراقبہ کرتے تھے ۔ اور گزشتہ دن اور رات کے اعمال پر غور کرتے تھے ۔ اگر کوئی گناہ ہوتا تو معافی مانگ لیتے تھے ۔ اور اگر نیکیاں ہوتیں تو خدا کا شکر ادا کرتے ۔ میں لاہور میں چالیس سال سے مقیم ہوں ۔ اور میں لاہوریوں کے حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں ۔ کوئی لاہوری یہ نہیں کہہ سکتا کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِیْرٍ ۔

ترجمہ ۔ (اے اللہ ہمیں کوئی تیرا بندہ ڈرانے والے نہیں آیا تھا) میں نے گزشتہ چالیس سال سے یہاں حق کی آواز پہنچائی ہے ۔ مرنے سے پہلے ان امراض سے بچنے کی کوشش کرو ۔ ورنہ یہ بیماریاں قبر میں بھی جا کر ستائیں گی ۔ جو لوگ انگریزوں کا ساتھ دیتے رہے ہیں ۔ اور دین کا مذاق اڑاتے رہے ہیں آج اُن کی قبروں کو جا کر دیکھو کہ جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں ۔ میں نے آج تک نہ کسی کا نام لیا ہے ۔ اور نہ لوں گا ۔ مگر اُن لوگوں کے نام اور اُن کی قبریں معلوم ہیں ۔ جن کی قبریں آج جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں ۔ اس طرح سے بخل اور اسراف ہے ۔ بخل کے معنی ہیں جائز اور مناسب موقعوں پر خرچ کرنے سے گریز کرنے اور اسراف کے معنی ہیں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ۔

لاہوری شادی بیاہ پر اتنا خرچ کرتے ہیں۔ کہ مقروض ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کو فقط نام ونمود مقصود پیش نظر ہوتا ہے۔ اور رضائے الٰہی کا اس میں شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اور اس طرح بعض لوگ اتنے بخیل ہوتے ہیں۔ کہ وہ کسی حاجتمند کو پیسہ تک دینا گوارہ نہیں کرتے۔

لیکن یہ دونوں حالتیں خلاف شریعت ہیں۔ اور اختیار کرنے والے سزا پائیں گے۔

خلافِ پیغمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

لہٰذا میں بار بار آپ کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اور خدا اور اُس کے رسول کو بری الذمہ کر رہا ہوں۔ میرا کام آپ کو پیغام حق سنانا ہے۔ اُس کو ماننا اور اُس پر عمل کرنا آپ کا کام ہے میرے الفاظ اگرچہ سخت ہوتے ہیں۔ مگر آپ کی بہتری مقصود ہوتی ہے۔ جراح زخم کو چیر کر صاف کرتا ہے تو مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن پھر مرہم بھی لگاتا ہے۔ یہ دونوں ڈاکٹر کے فرائض میں شامل ہیں۔

میں خدا سے پھر دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں جملہ بیماریوں سے پاک کرکے اپنے پاس بلائے۔

آمین۔ ثم آمین

سبحٰنك اللّٰهم و نحمدك نشهد ان لا اله الا انت نسئلك الجنة نستغفرك و نعوذبك من النّار

ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیجیے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہ بیچارے غلام) تمھارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمھارا زیرِ دست (محکوم) بنادیا ہے، تو اللہ جس کے زیرِ دست (اور تحت حکم) اس کے کسی بھائی کو کردے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور اس کو ایسے کام کا مکلف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو، اور اگر ایسے کام کا مکلف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔ صحیح بخاری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی غلام اور مملوک کے لئے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اس کو ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار ہو اور اپنے سید و آقا کا فرمانبردار ہو۔ صحیح بخاری

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۴ر ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ر اپریل ۱۹۶۱ء

ذاکرین کے لئے خوشخبری

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد:-

الحمد للہ۔ حضرت اقدس اپنی تکالیف، کمزوری و معذوری کے باوجود رونق افروز مجلس ذکر ہوئے اور تشنگان کو اپنے فیض صحبت اور ارشاداتِ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ ہم گذشتہ دو شماروں میں حضرت کی علالت کا ذکر کرچکے ہیں۔ اس مجلس میں بھی حضرتِ اقدس نے اپنے ارشادات کیساتھ اپنی صحت کا ذکر بھی فرمایا۔ جس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ مرتب

ارشادات عالیہ

میں پہلے بھی کئی دفعہ اس حدیث کو بیان کرچکا ہوں۔ ہر مجلس میں کوئی نہ کوئی نئے احباب آجاتے ہیں۔ لہٰذا آج پھر اسی کا اعادہ کرتا ہوں اور آپ لوگوں کو خوشخبری سناتا ہوں حدیث شریف

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله ملائكة یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذكر فاذا وجدوا قوما یذكرون الله تنادوا هلموا الی حاجتكم قال فیحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنیا قال فیسألهم ربهم وهو اعلم بهم مایقول عبادی قال یقولون یسبحونك ویكبرونك ویحمدونك ویمجدونك

قال فیقول هل رأونی قال فیقولون لا والله ما رأوك قال فیقول كیف لو رأونی قال فیقولون لو رأوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجیدا واكثر لك تسبیحا قال فیقول فما یسألون قالوا یسألونك الجنة قال یقول وهل رأوها فیقولون لا والله یارب ما رأوها قال یقول فكیف لو رأوها قال یقولون لو انهم رأوها كانوا اشد علیها حرصا واشد لها طلبا واعظم فیها رغبة قال فمم یتعوذون قال یقولون من النار قال یقول فهل رأوها قال یقولون لا والله یارب ما رأوها قال یقول فكیف لو رأوها قال یقولون لو رأوها كانوا اشد منها فرارا واشد لها مخافة قال فیقول فاشهدكم انی قد غفرت لهم قال یقول ملك من الملائكة فیهم فلان لیس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا یشقی جلیسهم رواه البخاری وفی روایة مسلم

قال ان لله ملائكة سیارة فضلا یبتغون مجالس الذكر فاذا وجدوا مجلسا فیه ذكر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم حتی یملؤوا ما بینهم وبین السماء الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السماء قال فیسئلهم الله وهو اعلم من این جئتم فیقولون جئنا من عند عبادك فی الارض یسبحونك ویكبرونك ویهللونك ویحمدونك ویسألونك قال وماذا یسألونی قالوا یسألونك جنتك قال وهل رأوا جنتی قالوا لا ای رب قال وكیف لو رأوا جنتی قالوا ویستجیرونك قال ومما یستجیرونی قالوا من نارك قال وهل رأوا ناری قالوا لا قال فكیف لو رأوا ناری قالوا یستغفرونك قال فیقول قد غفرت لهم فاعطیتهم ما سألوا واجرتهم مما استجاروا قال یقولون رب فیهم فلان عبد خطاء وانما مر فجلس معهم قال فیقول وله غفرت هم القوم لایشقی بهم جلیسهم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں میں اُن لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے۔ جو ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی جگہ ذکر الٰہی کرنے والے لوگوں کو پالیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں۔ آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ (یعنی ذکر الٰہی کو سننے۔ اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے۔ اس کے بعد نبی نے فرمایا پس وہ فرشتے (آ جاتے ہیں اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمانِ دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جب فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اُن کا پروردگار اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ اُن سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے۔ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی بیان کر رہے تھے۔ تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے۔ تیری تعریف کر رہے تھے۔ اور عظمت کے ساتھ تجھ کو یاد کر رہے تھے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ اگر وہ مجھ کو دیکھ لیتے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بزرگی بیان کرتے اور بہت زیادہ تیری پاکی کا ذکر کرتے پھر خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ خدا پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں خدا کی قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔ خدا کہتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا فرشتے کہتے ہیں۔ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے۔ تو جنت کی خواہش ان میں بڑھ جاتی۔ جنت کی طلب اُن میں زیادہ ہو جاتی اور جنت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی۔ پھر خدا پوچھتا ہے اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ کی آگ سے خدا پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خدا کی قسم اس کو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے خداوند تعالیٰ کہتا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ یہ سن کر فرشتوں نے کہا اُن میں تو ایک ایسا بھی شخص تھا۔ جو ان میں شامل نہ تھا راہ چلتا کھڑا ہوگیا تھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وہ (یعنی ذکر الٰہی کرنے والے) لوگ ایسے بیٹھنے والے ہیں۔ کہ نہیں محروم رکھا جاتا ان کے پاس بیٹھنے والا بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے فرشتوں کی ایک جماعت زیادہ پھرنے اور گشت لگانے والی ہے یہ جماعت ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتی رہتی ہے پس جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پاتے ہیں۔ جس میں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ تو یہ فرشتے بھی اُس مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض فرشتے بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ساری فضا جو آسمان اور اُس مجلس کے درمیان ہے۔ فرشتوں سے بھر جاتی ہے۔ پھر جب یہ ذکر الٰہی کرنے والوں کی یہ مجلس منتشر ہو جاتی ہے۔ تو یہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں تو ان سے خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ خدا ان سے زیادہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے حال سے واقف ہوتا ہے کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ پھر فرشتے کہتے ہیں۔ ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں۔ جو زمین میں ہیں۔ اور جو تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیری عظمت کا ذکر کرتے ہیں تیرا کلمہ پڑھتے ہیں اور تجھ کو تیری بزرگی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور تجھ سے سوال کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے

وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار نہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا پھر فرشتے کہتے ہیں۔ اور وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ وہ میرے ذریعے کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں تیری دوزخ کی آگ سے۔ خداوند تعالےٰ پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کی آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے۔ اگر میری دوزخ کی آگ دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اور تجھ سے بخشش بھی مانگتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کہتا ہے کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ اور وہ چیز بھی دی جو انہوں نے مانگی یعنی جنت اور اس چیز سے پناہ بھی دی جس چیز سے اُنہوں نے پناہ مانگی یعنی دوزخ سے فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار ان میں فلاں بندہ بھی تھا۔ جو بڑا گنہگار بھی ہے۔ اور وہ کہیں جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔ اس کو بھی میں نے بخش دیا۔ وہ ایک ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والے کو بھی محروم نہیں رکھا جاتا۔

آپ نے سن لیا ہے۔ کہ ذکر الٰہی کا کیا درجہ ہے اور ذاکرین کو اللہ تعالےٰ کیا خوشخبری دیتے ہیں۔ اور جنت کا وارث بنا دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی اس خوشخبری اور بخشش کے وعدہ کے باوجود کئی بدنصیب ایسے ہیں۔ جن کو ایسی مجالس میں آنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس سینماؤں اور کلبوں میں جاتے ہیں۔ جہاں شراب پیتے ہیں اور دوسرے گھناؤنے فعل انجام دیتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو بزعم خود تہذیب و ثقافت کے علمبردار کہلاتے ہیں حالانکہ ہماری تہذیب و ثقافت کو ان بدکرداریوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت بخشے۔ اور یہ راہ راست پر آ جائیں۔ اولاد کے معاملہ میں بالکل غافل ہیں۔ بچوں کو دینوی تعلیم دلانے میں گمن ہیں۔ ہائے نوکری۔ ہائے نوکری کی رٹ لگائی جا رہی ہے۔ حالانکہ قیامت کے دن یہی بے دین اولاد اپنے ماں باپ کے لئے مصیبت کا باعث بن جائیں گی۔

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۹ پارہ ۲۲)

ترجمہ اے اللہ ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دینا۔ انہوں نے ہم کو تیرا راستہ نہیں دکھایا تھا۔

میں اس بات کا مخالف نہیں ہوں۔ کہ اپنے بچوں کو دینوی تعلیم نہ دلاؤ یا وہ دنیا میں کما کر نہ کھائیں۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اُن کو دینی تعلیم سے غافل نہ رکھا جائے بلکہ دینی تعلیم کو دینوی تعلیم پر فوقیت حاصل ہونی چاہیئے۔ ۴۴

غلاموں کے حقوق کی تاکید

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا: الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اتَّقُوا اللهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (یعنی نماز کی پابندی کرو، نماز کا پورا اہتمام کرو، اور اپنے غلاموں میں زیرِ دستوں کے بارے میں خدا سے ڈرو)۔ سنن ابی داؤد

۴۴ الحمد للہ میں اس قابل تھا۔ کہ آپ کی خدمت میں آگیا ہوں۔ ورنہ میں نے تو فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آئندہ مجلس ذکر منعقد نہیں ہوگی۔ لیکن علماء نے مجبور کر دیا۔ سو خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ مجلس قائم رہی ہے۔ میں دراصل یہ چاہتا نہیں تھا۔ کہ یہ مبارک مجلس بند کر دی جائے۔ لیکن یہ میری صحت کا تقاضا تھا۔ اب ۷۶ سال کا بوڑھا ہوں۔ چار ماہ سے صبح کا کھانا بھی چھوٹ گیا ہے۔ معمولی ناشتہ پر گزارہ ہوتا ہے۔ ہم نے جوانی میں بھی دال پی پی کر تعلیم دین الٰہی حاصل کیا ہے۔ جوانی کا کھایا ہوا بڑھاپے میں کام دیتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے۔ کہ یہ مجلس جاری رہے۔ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اگر میں معذوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکوں گا۔ تو میرے دونوں لڑکوں میں سے کوئی یا دیگر کوئی دوست ذکر کرا دیا کریگا خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ کو یہاں آنے کی توفیق دے۔ اور استقامت دے۔ بزرگوں کا کہنا

اَطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَتَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَتَ
فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَتَ فَوْقَ الْكَرَامَتِ

ترجمہ:۔ استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے آپ بھی دعا کریں۔ میں آپ کی برکت سے بخشا جاؤں اور ہم جس طرح یہاں اکٹھے ہیں۔ قیامت کے دن بھی اکٹھے رہیں۔

انسان کب انسان بنتا ہے؟

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی دامت برکاتہم

اے انسان! ابتداء تیری یہ ہے۔ کہ ماں کے پیٹ میں ایک نطفہ تھا۔ نہ تجھ میں کوئی حس وحرکت تھی نہ شکل وصورت۔ خون کا ایک منجمد لوتھڑا تھا۔ خدا کی گل کاریوں اور قدرت کی صناعیوں سے نو ماہ اور چند دن میں تو ایک جیتی جاگتی اور ذی روح تصویر ہوگیا۔ جب دنیا میں تو نے قدم رکھا تو سرنگوں تھا۔ مادر زاد ننگا تھا۔ نہ تجھے کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کی خبر تھی۔ نجاست اور پاکیزگی میں امتیاز نہ تھا۔ نہ مراتب انسانیت کا لحاظ تھا۔ اس طرح سے تو نے رفتہ رفتہ ہوش سنبھالا۔ عقل کی روشنی میں دنیا کی سیر کی۔ خدائی خدام کی دستگیری و تربیت سے آخر تو جاہ و خدم۔ تزک و احتشام والا ہوا۔ اور انا خیر منہ کا مدعی بن گیا۔ خدائی خدام (والدین) کی دل آزاری کرنے لگا۔ انتہا تیری یہ ہے۔ کہ ایک دن مرکر بے جان ہو جائیگا انسانیت کی مشین چلتے چلتے رک جائے گی۔ روح جسم سے پرواز کر جائے گی۔ جیسا پہلے بےحس وحرکت تھا۔ ویسا ہی مرکر ہو جائے گا اور اپنے بے جان جسم سے تو سرتاپا خدا کی ہستی کا ایک کھلا ہوا ثبوت بن جائے گا۔

یا تو تیری حالت یہ تھی۔ کہ کوئی تجھے نظر بھر کر بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔ جانور پر بھی نہیں مار سکتا تھا یا مرنے کے بعد تیری حالت یہ ہو جاتی ہے کہ اگر روبرو گالیاں دے۔ تو کچھ کر نہیں سکتا تودوں مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبا دیجئے۔ تو فریاد نہیں کر سکتا۔ جسم کو جلا دیجئے تو اُف نہیں کر سکتا نازوں سے پلے ہوئے جسم کو اگر جانور تکا بوٹی کر دیں۔ تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا۔ دس جوتے کوئی لگا دے تو چوں نہیں کر سکتا۔ کیا مرنے کے بعد انسان کے اعزہ و اقربا اس کی لاش کو جلد سے جلد گھر سے نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے۔ کیا جس کو نفیس سے نفیس مکانوں میں رکھتے تھے۔ اس کو جنگل میں یکہ و تنہا چھوڑ کر چلے نہیں آتے۔

پس اے انسان! جب کہ تیری ابتدا وہ تھی اور انتہا یہ ہے اور عجز و بےکسی کا تو ایک مجسم پتلا ہے۔ تو کیا اس سرگزشت سے یہ باور نہیں ہو جاتا۔ کہ تو خود اپنا بنانے والا نہیں خالق کوئی اور ہے۔ تو خود اپنا مالک نہیں۔ بلکہ کوئی اور ہی تیرا مالک ہے۔ اگر تو اپنا بنانے والا خود ہوتا۔ تو شاید بجائے نطفہ کے عطر مقطر سے اپنے کو بناتا۔ اور بجائے ماں کے رحم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے صناعانِ یورپ سے فیشن ایبل قیمتی دھاتوں کے سانچے اپنے لئے ڈھلواتا۔ ایک فٹ مربع میں تربیت پانے کے بجائے کسی وسیع پرفضا مقام کو اپنے لئے مخصوص کرتا غذا کے لئے غلیظ و ناپاک خون کے بجائے اعلیٰ قسم کے کیک۔ مکھن۔ بسکٹ اور طرح طرح کے الوان و نعمت اپنے لئے مہیا کرتا۔ پس جبکہ تو اپنا بنانے والا خود نہیں۔ تیرے اختیار میں کوئی چیز نہیں۔ تیرا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور اس نے جس طرح چاہا اپنی قدرت سے تجھے بنایا۔ تو اب اس پر غور کر۔ کہ آخر دنیا میں ہزاروں اشیاء کے ہوتے ہوتے تیری کیا ضرورت تھی۔ تیرے پیدا کرنے سے تیرے مالک کا منشا کیا ہے۔ یہ زمین کس لئے دن رات۔ قسم قسم کے میوے اور طرح طرح کی غذائیں ڈھال ڈھال کر پہنچا رہی ہے۔ یہ آسمان کس کے لئے سایہ کئے ہوئے ہے۔ خدا کس لئے رحمت کی تقسیم ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔ یہ اندھیرا روشنی کے بعد کیوں آتا ہے اور روشنی اس میں سے چیر کر اپنے کو پھر کیوں ہویدا کر دیتی ہے۔ پھر ایسے مقررہ اصول پر کہ کچھ سے کچھ ہو جائے۔ مگر ان کے اوقات میں فرق نہیں ہوتا۔ دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے اُن کے معینہ نظام میں ایک انچ کا بل نہیں آتا۔

اے انسان اگر تو نے تھوڑا سا بھی غور کیا ہے۔ تو تجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ سب چیزیں تیرے وجود کے لئے معین و مددگار اور ذریعہ حیات ہیں۔ یہ سب چیزیں تیرے کار آمد ہیں۔ مگر تو ان میں سے کسی کے کام کا نہیں ہے۔ اگر ہوا ایک منٹ نہ چلے تو تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر دنیا میں قدرتی روشنی ہی کا دور دورہ نہ رہے۔ تو تو آرام نہیں پا سکتا۔ اگر آفتاب نہ نکلے۔ تو تو مارے خنکی کے جی نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے ہزاروں انسان پیدا ہو کر فنا ہو گئے لیکن سورج میں اور چاند میں۔ ہوا میں اور پانی میں۔ دن میں اور رات میں۔ خشکی میں اور تری میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آیا۔ پس جبکہ تو ان میں سے کسی کے بھی کام نہیں ہے۔ تو قدرت کی صناعیوں اور بالغ حکمتوں کو دیکھتے ہوئے لامحالہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ تو خدا کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دنیا تیرے لئے ہے اور تو خدا کے لئے۔ غرض جبکہ تو خود اپنے آپ کو بنانے والا بھی نہیں اور دنیا کی جملہ اشیاء کے لئے تو کار آمد بھی نہیں۔ بلکہ اپنے مالک و خالق کے لئے پیدا ہوا ہے۔ تو کیا تیرا فرض نہیں ہے۔ کہ تو اپنے بنانے والے کے سامنے شرم و حیا سے آنکھیں نیچی رکھے۔ اور اس کے جملہ احکام کی پابندی کرے۔ ہر نقل و حرکت۔ نشست و برخاست۔ وضع قطع میں اپنے کو پابند سمجھتے ہوئے وہی بات اختیار کرے جو تیرے مالک اور تیرے بنانے والے کو پسند آئے۔ اپنی مرضی کو اس کی مرضی کے تابع کر دے۔ اپنے اعمال کو اس کی خوشنودی کے لئے وقف کر دے۔ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھے اور جھکے۔ اگر تو نے ایسا کیا ہے۔ تو بےشک تو فرمانبردار مسلمان۔ باحیا۔ شریف بھلا مانس نیک بخت انسان ہے اور دنیا میں تجھ سے اعلیٰ و اشرف کوئی چیز نہیں۔ لیکن اگر تو نے مطلق العنانی کی ہے۔ جس نے تجھے بنایا۔ تو نے اسی کو بھلایا ہے۔ جس کا کھایا ہے۔ اسی کو گھورا ہے۔ جس نے اپنی عظمت و جبروت کے لئے تجھے موجود کیا۔ تو نے اسی کی خدائی میں انا ربکم الاعلیٰ کا دعویٰ کیا ہے۔ فرض منصبی کے پورا کرنے کے بجائے نافرمانی پر تل گیا ہے۔ جو کہا گیا ہے اسی کے خلاف عمل کیا گیا ہے۔ تو بلاشبہ تیرے لئے ان الفاظ کے خلاف جو لفظ بھی استعمال کئے جائیں بجا ہیں اور تجھے کافر نعمت اگر کہا جائے تو درست ہے اور ایسی حالت میں تو بے شعور حیوانات سے بھی بشہادت قرآن مجید بدتر ہے۔

مسلمات انسانی سے استدلال

اے انسان کیا تیرے اندر روح اور جسم دو چیزیں نہیں؟ کیا روح کی خواہشات اور جسم کی خواہشات علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں؟ اگر خواہشات روحانی اور احساسات جسمانی جدا جدا ہیں۔ تو کیا دونوں مساوی حیثیت رکھتے ہیں؟ یا ایک دوسرے پر ترجیح رکھتے ہیں؟

کون نہیں جانتا کہ روح انسان کا جزو اشرف و اعلیٰ ہے اور جسم انسان کا جزو ثانی اور سافل ہے۔ ایک تابع ہے۔ ایک متبوع ہے، ایک حاکم ہے۔ دوسرا محکوم ہے۔ لہذا اگر بہیمیت اور جسمانیت کا تقاضا ہے کہ لذیذ و نفیس غذائیں کھائے لباس فاخرہ پہنے اور لہو و لعب میں مصروف ہو تو روحانیت و ملکیت چاہتی ہے۔ کہ

ذکر الٰہی کا شغل ہو اور عالم روحانیت کا دور دورہ رہے ۔ عالم اسباب سے تعلق بھی ہو۔ تو کامل نہ ہو ۔ بلکہ مسبب الاسباب پر نظر رہے تو کیا ہم کو خواہشات روحانی کو مقدم نہیں رکھنا چاہیئے ۔ دانا انسان اُسے سمجھو جو بہیمی اور ملکی خواہشات کو خط اعتدال پر لے آئے ۔ اور جب ملکیت و بہیمیت کی خواہشات میں تضاد واقع ہو ۔ تو ملکی خواہشات کو مقدم رکھے ۔ دنیا کی مستعار زندگی کو جو دو عدموں کے درمیان ایک نقطہ وجود کی طرح سے واقع ہوتی ہے ۔ اگر کسی نے اس میں بہیمی خواہشات کا تو پورا خیال کیا ۔ لیکن ملکی خواہشات کو پس پشت ڈال دیا ۔ تو سمجھ لو ۔ کہ وہ بیمار ہے ۔ اس کا تعلق خدا سے اطمینان بخش نہیں ہے ۔ زندہ رہتے ہوئے وہ مُردہ ہے ۔ کیونکہ ایک جزو (ملکیت) کو اس نے بیکار کر دیا ہے ۔ اے انسان! جبکہ تو نے ملکی خواہشات کو پامال کر دیا ۔ اس کی غذا کو حسب خواہش مہیا نہ کیا ۔ تو کیا تری قدرتی ملکیت ضعیف ہوتے ہوتے مُردہ نہ ہو جائے گی ۔ کیا تیرا علاقہ عالمِ ملکوت سے منقطع نہ ہو جائے گا اور چونکہ عالم ملکوت کا عالم اسباب سے بالیقین گہرا تعلق ہے ۔ ایک دوسرے کا ربط و تعلق باہم بمنزلہ دماغ اور دیگر اعضاء کے ہے ۔ تو کیا ایسی حالت میں تیرا تعلق عالم اسباب سے بھی درست رہ سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین ۔ ایسے ہی موقع میں چسپاں ہوتا ہے خداوندِ عالم فرماتا ہے ۔

ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولّہٖ ما تولی و نصلہ جھنم وساءت مصیرا ؕ

ترجمہ: جو شخص ایمانداروں کے راستے کے علاوہ دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے ۔ ہم اس کو اس کی محبوب چیزیں دے دیں گے لیکن انجام کار ہم اسے جہنم رسید کریں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ۔

الحاصل

جبکہ گذشتہ مضمون کے سلسلہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے ۔ کہ انسان اسی وقت انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ جبکہ وہ اپنے اندر ملکیت و روحانیت کو بہیمیت و نفسانیت پر غالب رکھے ۔ اب یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے ۔ کہ ملکیت کو بڑھانے اور اس کو زندہ رکھنے والی کیا چیز ہے ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو چیز عالم اسباب میں ملکیت کے بڑھانے کے لئے تیار کی جاتی ۔ وہ بوجہ روح کے لطیف ہونے اور عالم بالا سے تعلق رکھنے کے ناقص و غیر مکمل ہوگی ۔ پس عقلاً و استدلالاً ۔ عرفاً و شرعاً ہم کو یہی ماننا پڑے گا ۔ کہ ملکیت کے قائم اور زندہ و سلامت رکھنے کے لئے عالم بالا ہی سے بذریعہ الہام و وحی الفاظ کے سانچوں میں ایک نور اتارا جانا چاہیئے تھا ۔ جو انسان کے مختلف مراحل میں اس کی رہنمائی کرے ۔ اصلاح بنی آدم کے لئے ضرورت تھی ۔ کہ خدائی ٹیلیفون کا کرنٹ حضرات ملائکہ کی وساطت سے انبیاء علیہم السلام کے قلوب مطہرہ میں قائم کیا جائے ۔ چنانچہ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ کا جب ظہور ہوا ۔ فاران کی چوٹیوں پر جب نورِ قرآن چمکا ۔ تو پھر وہ غیر مہذب اور وحشی قوم جس کے یہاں ظلم و ستم کرم تھا، اور سفاکی رحم تھا ۔ وہ قوم متمدن و مہذب بنی ۔ بچھڑے ہوئے بندوں کا خدا سے رشتہ جڑا ۔ غلامی سے سرداری پر اور انسانیت سے ملکیت کے منصب پر فائز ہوئے ۔

عزیز دوستو! نظام عالم میں ہر ایک چیز منظم و مرتب ہے ۔ کوئی کام بے سلیقہ نہیں ہو رہا ہے ۔ جب انسان اپنے کاموں میں بدنظمی اور بے ترتیبی کو پسند نہیں کرتا تو خالق عز برہانہ جو انسان کا اور تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے ۔ وہ کب اس کو گوارا کر سکتا ہے ۔

جس طرح دنیا کی ہر ایک گورنمنٹ اپنی رعایا کے تحفظ کے لئے چیدہ دماغ و تجربہ رکھنے والوں سے قانون بنوا کر شائع کرتی ہے اور اشاعت الفاظ کے ساتھ اس امر کی کوشش بھی کرتی ہے کہ اس کا مطلب صحیح سمجھا جائے ۔ ایسے آدمی مقرر کرتی ہے ۔ جو اس قانون کا صحیح مطلب رعایا کے کانوں تک پہنچائیں ۔ ایسے کالج بناتی ہے ۔ جہاں رعایا کے چیدہ دماغ آئیں اور مصالح قانون سے پورے آشنا ہوں ۔ تاکہ دنیا میں بدامنی کے بجائے امن و اطمینان ۔ رنج و غم کے بجائے راحت مسرت ۔ بے آرامی کے بجائے چین اور سکھ کا دور دورہ ہو جائے ۔ اسی طرح خداوند عالم نے دنیا و عقبیٰ کی دائمی راحت و سکون کے لئے روح و جسم کے تعلق کے بقا و استحکام و عروج کے لئے ایک مکمل ۔ غیر متبدل قانون حضرت معلم کتاب و حکمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہنچایا ۔

جس طرح گورنمنٹ اپنے قانون کی حفاظت خود کرتی ہے اور ایک مخصوص جماعت اس کی تشریح و توضیح کے لئے کام کرتی ہے ہر کس و ناکس کو یہ حق نہیں پہنچتا ۔ کہ وہ قانون کے جو چاہے معنیٰ لے کر عملدرآمد کر لے ۔ اسی طرح حسب وعدہ الٰہی قرآن مجید کی حفاظت براہِ راست حق تعالیٰ ہی سے متعلق رہے گی اور حسب ارشاد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم لا یزال طائفۃ من امتی منصورین علی الحق ایک جماعت امت محمدیہ میں ہمیشہ ایسی باقی رہے گی اور اس کی بادبانے مخالف سے گزند نہ پہنچے گا ۔ جس کے بتلائے ہوئے معنی صحیح ہوں گے ۔

تعلیم الٰہی ہونے کا معیار

چونکہ دنیا میں ہر مذہب اپنی حقانیت کا مدعی ہے اور اپنی تعلیم کو الٰہی تعلیم کہتا ہے ۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ایک ایسا معیار قائم کیا جائے ۔ جس کے بعد یہ واضح ہو جائے ۔ کہ کون سی تعلیم تعلیم الٰہی کہلانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے ۔

(۱) خدا تعالیٰ نے ایک ہی چیز یعنی مٹی سے ایک ہی طریقہ پر سب انسانوں کو پیدا کیا ہے ۔ بحیثیت خالق ہونے کے اس کو سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے ۔ لہٰذا تعلیم الٰہی کا پہلا خاصہ یہ ہوگا ۔ کہ سب انسانوں کو یکساں بنائے ۔ کالے اور گورے رومی اور حبشی ۔ چینی اور ہندی ۔ افغانی و حجازی ۔ ترکی اور ایرانی کی تمیز اٹھا دے البتہ اگر ان میں سے ایک شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ ربط و ضبط رکھتا ہے ۔ اور دوسرا پیدا ہو کر نافرمانی کرتا ہے اور عاق ہو گیا ہے ۔ تو ان دونوں میں سے البتہ پہلے کو دوسرے پر یقینی ترجیح ہوگی ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ۔ معلوم ہوا کہ متاع تقوےٰ ہی آخرت اور دنیا میں کارآمد ہے ۔ اور جو مذہب خشیت الٰہی کی زیادہ تلقین کرتا ہے وہی مذہب حقانی ہے ۔

دوسرا خاصہ یہ ہے ۔ کہ تمام انسانوں کو ایک خدائے واحد کا غلام بنا لے اور غیر اللہ کا رعب دل سے نکال دے ۔

تیسرا خاصہ اس تعلیم پاک کا یہ ہے کہ ایثار و مادہ قربانی انسان میں پیدا ہو جائے

یعنی وہ سمجھنے لگے ۔ کہ مرکر انسان زندہ ہوتا ہے اور زندہ مرنے کے لئے ہوتا ہے ۔ اور مرنا اس لئے محبوب ہو کہ وصال رب العلمین میسر ہو ۔

چوتھا خاصہ یہ ہے کہ دنیا و مافیہا کی مملکت اور اس کے لوازمات اس کی نظر میں رضائے الٰہی کے مقابلہ پر پشہ کی برابر بھی حیثیت نہ رکھتے ہوں ۔

تمام کتب و صحائف سماویہ جن کو تعلیم الٰہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ مثلاً تورات و انجیل ۔ زبور ۔ صحف ابراہیم و موسیٰ ان تمام کتابوں اور صحیفوں کے ماننے والوں کا ایمان ہے ۔ کہ یہ سب الہامی اور منزل من اللہ ہیں ۔ لیکن معیار مذکور کے لحاظ سے اگر کسی کتاب کے اندر بدرجہ اتم یہ خوبیاں موجود ہیں ۔ تو وہ قرآن مجید ہے ۔ اسی تعلیم نے سابقہ ملہم من اللہ جماعتوں میں جو شرک پسندی ۔ مادہ پرستی ۔ دہریت لا مذہبی آگئی تھی ۔ اس کو کھویا ۔ اور اسی تعلیم کی بدولت تمام دنیا ایک کلمہ توحید کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکے گی ۔

قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب کیا

حقیقت میں بات تو یہ ہے ۔ کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ دوست اور دشمن سب جانتے ہیں ۔ کہ عرب کی اسلام سے پہلے خصوصاً اور تمام دنیا کی حالت عموماً کیا تھی اور بعد از قبول اسلام انہیں لوگوں میں کیا جوہر پیدا ہوگئے ۔ لیکن خوابیدہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کا نقشہ دکھانے کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے ۔ کہ ہمارا اسلام اس سانچے میں ڈھلا ہوا اصلی اسلام نہیں ہے جو پہلوں کا تھا ۔ ہمارا اسلام نقلی اسلام ہے ۔ نافۂ آہو اگر اصلی کسی کو مل جاتا ہے تو اس کا سارا گھر خوشبو سے مہکنے لگتا ہے لیکن اگر نقلی نافہ کسی کو ملے گا ۔ تو کوئی بھی خوشبو اس میں نہ ملے گی ۔

حقیقی مسلمانوں کا تعلق باللہ یہ تھا کہ :-

۱ ۔ وہ تمام سے کٹ کر ایک خدائے قدوس سے جڑ گئے تھے ۔ سب سے منہ موڑ کر اس کے غلام بن گئے تھے ۔ قرآن کا ان میں یہ اثر تھا ۔

۲ ۔ قرآن مجید نے غیر اللہ کا رعب دلوں سے نکال دیا تھا ۔ فقط ایک خدائے قہار کا خوف و خشیت قائم کر دیا تھا ۔

۳ ۔ ہر لمحہ زندگی میں رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھتے تھے ۔

۴ ۔ شعائر اللہ (کتاب اللہ ۔ رسول اللہ بیت اللہ ۔ صلوٰۃ و روزہ) کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے ۔

حقیقی مسلمانوں کا آپس میں معاملہ یہ تھا ۔

۵ ۔ تربیت مجازی چونکہ حق تعالیٰ نے ہر انسان کی اس کے والدین کے اوپر عاید کردی ہے ۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے

۶ ۔ والدین کے متعلقین (دادیہال نانیہال) کی عزت کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے ۔

۷ ۔ مساوات و ایثار رافت و رحمت ۔ نصرت حق و اعراض عن الباطل بھی ان کا مایہ ناز تھا ۔

۸ ۔ مظلوم کی مدد ان کا شیوہ تھا ۔

۹ ۔ حاکم بن کر محکوم کی خدمت کو اپنی بندگی کے لئے مکمل و متمم سمجھتے تھے ۔

صحابہ کا طرزِ معاشرت

۱ ۔ سادگی ان کا شعار تھا ۔

۲ ۔ سپاہ گری ان کا فن تھا ۔

۳ ۔ سخاوت ان کا لباس تھا ۔

۴ ۔ شجاعت ان کا دل تھا ۔

۵ ۔ تواضع ان کا تاج تھا ۔

۶ ۔ غیرت ان کا طغرائے امتیاز تھا ۔

۷ ۔ ہمت ان کی لونڈی تھی ۔

۸ ۔ حمیت اسلامی ان کا ممتاز خاصہ تھا ۔

۹ ۔ اس لئے امداد الٰہی بھی ان کے ساتھ ہر آن شامل حال تھی ۔

مسلمانوں کی موجودہ بے چینی کے اصلی اسباب

مسلمانوں نے جہاں حمیت و انسانیت کو خیرباد کہا ۔ وہیں انہوں نے خدا اور اس کی منزّل من اللہ تعلیم سے بھی منہ موڑا ۔ اس کا اثر یہ ہوا ۔ کہ جن اصول کو وہ صحیح جانتے اور مانتے ہیں ۔ انہیں پر عمل کی توفیق چھوٹ گئی ۔

اگر مسلمان خداوند عالم سے جڑ جائیں ۔ تو بس پھر تو جدھر رب ادھر سب کے قاعدہ سے ساری دنیا ان کی ہو جائے گی ۔ مسلمانو ! جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن اس لئے حاصل کرو کہ ترقی ہوگی ۔ یا قرآن کا درس اس لئے حاصل کرو ۔ کہ تجارت میں زیادتی ہوگی ۔ وہ حقیقت میں قرآن مجید کے استعمال میں ایک معنی سے خود غرضی کر رہے ہیں ۔ قرآن مجید کو اس لئے پڑھو کہ حق تعالیٰ کا کلام ہے ۔ اسے اس لئے حاصل کرو ۔ کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے چاہے دنیا ملے یا نہ ملے ۔ تجارت میں ترقی ہو یا نہ ہو ۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ر ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۷ر اپریل ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی امّا بعد:۔

عِزّت

> حضرت اقدس بدھ ۲۶ر اپریل ۱۹۶۱ء کی شام کو بذریعہ طیارہ کراچی تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی عدم موجودگی میں احقر نے حلقہ ذکر کے بعد آپ کی ایک سابقہ تحریر پڑھ کر سنائی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے
>
> عبید اللہ انور

عرض یہ ہے۔ کہ میں ہر جمعرات کو بہ طور سبق اپنے ان احباب کی خدمت میں خاص طور پر کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ جن کا تعلق سلسلہ راشدیہ قادریہ سے ہے وہ حضرات وقت نکال کر دور دور سے تشریف لاتے ہیں۔ میرا فرض ہے۔ کہ ان کی اصلاح کے لئے کچھ عرض کروں۔ دوسرے احباب بھی تشریف لاتے ہیں۔

ع۔ چشم ما روشن دِل ماشاد!

میرا دل تو چاہتا ہے۔ کہ سب مسلمان آئیں۔ میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں عرض کیا کرتا ہوں۔ ان سے باہر نہیں جاتا۔ اگر سب مسلمان میری معروضات کو سنیں۔ دل میں جگہ دیں۔ اور عمل میں لائیں۔ تو مجھے اللہ کے فضل و کرم سے پوری امید ہے۔ کہ ان کی دنیا کی زندگی سنور جائے گی۔ مرنے کے بعد قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ بن جائے گی۔ حشر کے دن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے بچا کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

امیر ہو یا غریب۔ ہر شخص عزت کا خواہاں ہے۔ عزت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کھری یا سچی عزت (اصلی)

(۲) کھوٹی یا جھوٹی عزت (نقلی)

اللہ تعالےٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

ترجمہ:۔ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں۔

کھری عزت وہ ہے۔ جو بارگاہ الٰہی سے عطا ہو۔ جو عزت نیچے سے ملے وہ کھوٹی ہے کھری نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ منافقین کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ:۔ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

(سورۃ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ کیا وہ (منافقین) ان (کفار) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔ پس بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے

منافقین چاہتے تھے۔ کہ یہود کے ساتھ دوستی رکھیں گے۔ تو عزت پائیں گے۔ اللہ تعالےٰ اس کی تردید فرماتے ہیں۔ نبی اکرم رسول اللہ ہیں۔ جس سے آپ ناراض اس سے اللہ ناراض ہیں۔ یہود آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ اس لئے وہ اللہ تعالےٰ کے بھی دشمن ہوئے۔ جو لوگ اللہ اور رسول اللہ کے ساتھ دشمنی رکھیں۔ ان کو عزت کس طرح مل سکتی ہے۔ عزت ساری اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ اسی کے ہاں سے مل سکتی ہے۔ دشمنانِ خدا کے ہاں سے ہرگز نہیں مل سکتی۔ سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵ میں منافقین کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ

ترجمہ:۔ وہ دونوں کے درمیان تذبذب میں ہیں۔ نہ اِن کی طرف اور نہ اُن کی طرف منافقین گومگو حالت میں ہیں۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۤءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۤءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۤءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۤءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے اللہ! تو سلطنت کا مالک ہے۔ تو جس کو چاہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور جس کو چاہے تو عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ تیرے ہاتھ (قبضہ) میں ہے۔ سب خوبی (بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے

اس آیت میں ہمیں یہ عقیدہ سکھایا گیا ہے۔ کہ عزت اور ذلت اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے۔ حقیقت میں وہی عزت ہے اور جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے نہ آئے وہ صورت میں عزت ہوگی۔ لیکن حقیقت میں ذلت ہوگی۔ جو شخص محلہ یا گاؤں یا بستی میں زور آور ہو۔ یا مال و دولت کا مالک ہو اور ہر ایک پر بے جا تشدد اور ظلم کرے تو لوگ ایسے شخص کی عزت بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ بناوٹی عزت ہوگی۔ دل میں نفرت ہوگی۔ ہر سرکاری عہدہ دار اور افسر کو لوگ سلام کرتے ہیں کیا وہ دل میں اس کی عزت رکھ کر سلام کرتے ہیں؟ نہیں۔ بلکہ وہ سلام ایک منافقانہ اعزاز ہوتا ہے۔ بڑا زمیندار ہو یا سیٹھ۔ سب میں یہی قدر مشترک ہوگی۔ ان کی عزت اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی۔ اس واسطے کھوٹی ہوتی ہے۔

عزت خدا کے ہاں سے کن کن کو نصیب ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ المنافقون رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ وہ منافقین کہتے ہیں۔ اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو اس (مدینہ) میں سب سے معزز شخص سب سے ذلیل کو ضرور ضرور نکال دے گا۔ اور عزت اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

اس آیت میں منافقین کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ مدینہ سے باہر کسی سفر کے موقعہ پر انصار اور مہاجرین میں تیز کلامی ہوگئی دو برتن بھی ہر وقت پاس رہیں تو کبھی نہ کبھی ٹکرا جاتے ہیں۔ وہاں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی موجود تھا۔ وہ بے ایمان اپنے آپ کو سب سے معزز شخص کہتا ہے اور حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کو سب سے ذلیل بتاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک الکفر والطغیان اس کی اِس بے ہودہ گوئی کا جواب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کیا ملا؟ کہ:۔

عزت نمبر اول اللہ تعالےٰ کے لئے ہے نمبر دوئم رسول اللہ کے لئے اور نمبر سوئم

مومنوں کے لئے ہے ۔ مومن دولت مند ہو یا غریب ۔ ہرایک کی اللہ کی بارگاہ میں عزت ہے ۔ مومن کس کو کہتے ہیں ۔ جو اللہ کی ہر بات دل سے مانتا ہے ۔ خواہ دولتمند ہو ۔ یا غریب سوکھے ٹکڑے کھانے والے فرش زمین پر سونے والے ۔ پھٹی ہوئی گودڑی اوڑھنے والے ۔ چھپر کے نیچے سونے والے کی جو لا اله الا الله محمد رسول الله دل سے پڑھتا ہے ۔ اس کی بارگاہ الٰہی میں عزت ہے ۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو مخلوق اور اللہ کو اپنا خالق تسلیم کرتا ہے ۔ وہ جلب نفع کے لئے اور دفع ضرر کے لئے خدا ہی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے ۔ وہ ماسوا اللہ سے کٹ کر ایک اللہ کا ہو جاتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اسی کو اپنا معبود اور حاجت روا مانتا ہے ۔ وہ مومن جس کی ظاہری اقتصادی حالت یہ ہے ۔ اس کی اللہ تعالےٰ کے ہاں عزت ہے ۔ لیکن اگر دل میں ایمان نہیں تو بادشاہ کی بھی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی عزت نہیں ۔ اسلام میں شاہنشاہ کا لفظ اللہ تعالےٰ کی ذات کے لئے مخصوص ہے ۔ ہمارے ہاں بادشاہ کے لئے امیرالمومنین یا خلیفۃ المسلمین کا لقب ہے ۔ بادشاہ مومن نہیں تو اس کے تاج پر خدا کی لعنت ہے ۔ ایک غریب مومن کی گودڑی پر خدا کی رحمت ہے ۔ اس کے محل پر خدا کی لعنت ۔ اس کے چھپر پر رحمت اس کے سونے کے پلنگ پر لعنت ۔ اس کی چٹائی پر رحمت جس سے خدا راضی ہوتا ہے ۔ اس پر اس کی رحمت ہوتی ہے ۔ جس سے وہ ناراض ہو ۔ اس پر لعنت ہوتی ہے اس کی رضا اور ناراضگی ایمان اور بے ایمانی پر مبنی ہوتی ہے ۔ چونکہ اس کے اندر ایمان نہیں اس لئے اصل میں ملعون بادشاہ ہے ۔ اس کی وجہ سے اس کے مرصع تاج اور دو کروڑ روپے کے محل پر لعنت ہے غریب مومن چونکہ ایمان کی وجہ سے خود مرحوم ہے ۔ اس لئے اس کی ہر چیز پر رحمت ہے اگر کسی جگہ ڈیڑھ من ہینگ رکھ دی جائے ۔ تو اس کی بُو وہاں ہر چیز میں ہوگی ۔ اسی طرح بادشاہ کی ڈیڑھ من لاش پر چونکہ لعنت ہے ۔ اس لئے جس چیز کا اس سے تعلق ہوگا ۔ اس میں لعنت کا اثر آئے گا ۔ دولت ۔ زیور ۔ کوٹھی، موٹر ہو یا نہ ہو ۔ اگر اندر ایمان ہے ۔ تو اللہ کی رحمت اس پر نازل ہوگی ۔ میں مدلل طریقہ سے ثابت کر چکا ہوں ۔ کہ غریب مومن مرحوم اور بے ایمان بادشاہ ملعون ہوگا اس ملعون کی وجہ سے درو دیوار پر بھی لعنت پڑتی ہے ۔ ورنہ محل نے کیا بگاڑا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔
اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ

ترجمہ :۔ دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے ۔ سب پر (خدا کی) لعنت ہے ۔ مگر اللہ کا ذکر اور جس چیز کا اس ذکر سے تعلق ہے ۔ وہ اس لعنت سے مستثنیٰ ہے ۔

اس حدیث شریف میں غور کرنے سے میری ساری معروضات سمجھ میں آ جائیں گی ۔ صوفیائے کرام کی تربیت میں اسی لئے ذکر قلبی کی تلقین کی جاتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ بھی ذکر قلبی کا ذکر فرماتے ہیں ۔

قولہ تعالیٰ :۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا ۔

ترجمہ :۔ اور اسکی بات نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر رکھا ہے ۔

اگر دل ذاکر ہے ۔ تو اس کا اثر اس کے اوپر جو ہڈیاں ۔ پسلیاں ۔ گوشت اور پوست ہے ۔ ان پر بھی ہوگا ۔ گوشت کے اوپر پیرہن ۔ پیرہن کے اوپر صدری ۔ صدری کے اوپر ہاف کوٹ ۔ ہاف کوٹ کے اوپر اوور کوٹ ۔ یہ چیزیں پہناوے میں شامل ہیں ۔ حالانکہ جسم پر صرف کرتا ہے ۔ اسی طرح ادھر لیجئے ۔ سر پر چھت اور نیچے چار پائی ۔ کھانے پینے کے برتن ہر چیز کا انسان کے ساتھ تعلق ہے ۔ اگر انسان کا دل ذاکر ہے ۔ تو ہر چیز پر ذکر الٰہی کی وجہ سے رحمت نازل ہوگی ۔ دل ذاکر ہو تو اللہ کے ہاں عزت ملتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ محل یا چھپر میں سوتا ہے ۔ اگر دل ذاکر نہیں تو سب پر لعنت نازل ہوگی ۔ جس کوٹھی میں خدا کا نام نہیں ہے ۔ اس میں رہنے والے اگر میاں صاحب ۔ بیگم صاحبہ اور ان کی اولاد میں سے کسی کو بھی کلمہ نہیں آتا ۔ اور دل میں ایمان نہیں ۔ تو اس کوٹھی اور اس کے اندر رہنے والے سب پر لعنت برستی ہوگی ۔ لاہور میں ایسے بدقسمت سینکڑوں نہیں ۔ ہزاروں مسلمان ہیں خدا نے گنگا رام اور خوشحال سنگھ کی طرح سب کچھ دے رکھا ہے ۔ ان میں اور ایک ہندو یا سکھ میں کوئی فرق نہیں ۔ جب مریں گے تو کوٹھی کو چین آ جائے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بدقسمتوں کے متعلق ارشاد ہے

يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُ ۔

ترجمہ :۔ اس سے راحت پائیں گے (اللہ کے) بندے اور شہر درخت اور حیوان ۔

میں آپ سے ہمیشہ کہا کرتا ہوں ۔ کہ انسان کو فقط خوف خدا انسان بناتا ہے ۔ اگر انسان کے دل میں خوف خدا نہ ہو ۔ تو اس سے بڑھ کر کمینہ ۔ بے حیا اور موذی درندہ خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ۔ شیر اپنے ہم جنس شیر کو نہیں پھاڑتا ۔ مگر جب خوف خدا نہ ہو تو یہ موذی انسان دو ایٹم بم سے دو ڈھائی لاکھ انسانوں کو اڑا دیتا ہے ۔

میں یہ بھی کہا کرتا ہوں کہ امیر سے مت ڈریے اس کو اپنی دولت ۔ پارٹی اور ذاتی اثر و رسوخ پر ناز ہوتا ہے ۔ وہ غیر کے دروازے پر جاتا ہے ۔ وہ پولیس اور عدالت میں جائے گا ۔ اس کا آپ مقابلہ کر سکیں گے غریب سے زیادہ ڈرنا چاہئے ۔ اگر اس کو آپ نے ستایا ۔ تو وہ غیر کے دروازہ پر نہیں جائے گا ۔ وہ بارگاہِ الٰہی میں فریاد کرے گا ۔ دو آنسو بہا کر خاموش ہو جائے گا ۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

اس کے دو آنسو ظالم کی بربادی کے لئے کافی ہیں ۔ میرے پاس ایک دفعہ ایک پولیس انسپکٹر آیا ۔ بڑا قوی ہیکل اور چھ فٹ قد کا تھا ۔ سر فضل حسین ۔ سر محمد شفیع اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی تحریریں اس نے مجھے دکھائیں ۔ کہ یہ واقعی امداد کا مستحق ہے ۔ میں نے جب اس سے کہا کہ اس وقت دفتر بھی بند ہے اور کوئی بھی موجود نہیں تو وہ مجھ سے کہنے لگا ۔ کہ دارالحفاظ کے بچوں سے ہی پیسہ پیسہ جمع کر کے مجھے دے دیجئے ۔ دیکھا آپ نے کہ کسی غریب کی آہوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے متعلق عرض یہ ہے ۔ کہ گلی کوچوں کو بھی احساس ہوتا ہے ۔ کہ کون نیک ہے اور کون بد ہے ۔ زمین کو بھی احساس ہوتا ہے ۔ دوسرا ارشاد نبوی ہے ۔ کہ نیک آدمی جب قبر میں جاتا ہے ۔ تو زمین اس سے کہتی ہے ۔ کہ میری پیٹھ پر جتنے آدمی چلتے پھرتے تھے ۔ تو مجھے بہت زیادہ پیارا تھا

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی عزت کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنا چاہتے تھے لوگوں نے (جو اس وقت حاضر تھے) ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (یعنی ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے اور جگہ خالی کر دیتے) تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۸ سے آگے

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۸ سے آگے

آج دیکھو میں تم سے کیا سلوک کرتی ہوں اس کے بعد زمین مدّ بصر یعنی حدّ نگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ زمین کو بھی احساس ہے۔ کوٹھی میں جو درخت ہے اس کو بھی محسوس ہوتا ہے۔ کہ کوٹھی کے رہنے والے کی بے ایمانی اور بد دیانتی کے باعث مجھ پر لعنت پڑ رہی ہے۔ وہ اُکتا جاتا ہے۔ کہ یہ میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کب مرتے ہیں۔ دواب میں گھوڑا۔ بھینس سب آتے ہیں۔ ان کو بھی احساس ہوتا ہے۔ کیا یہ ان کی عزّت ہے کہ جب مرتے ہیں۔ تو سب شکر کرتے ہیں۔ کیوں؟ زبان پر خدا کا نام نہیں۔ دل میں ایمان نہیں۔ اور اتّباع شریعت نہیں۔ جو حال گنگا رام اور خوشحال سنگھ کا ہے۔ وہی محمد دین کا ہے سب کے مرنے پر یہ چیزیں چین پائیں گے

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عزت کا صحیح مفہوم سمجھنے اور اس کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یعنی پہلے ایمان دار بنائے۔ اور پھر کھری عزت عطا فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسی مجالس میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں ذکر الٰہی ہوتا ہو۔ آمین! دنیا داروں کو ان باتوں کا احساس نہیں۔ اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تبلایا ہے۔

قولہ تعالیٰ:۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ ؕ

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے (اے محمدؐ) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

اتباع نبوی میں ہی دنیا کا چین اور آخرت کی نجات ہے۔

وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۸ر ذی قعد ۱۳۸۰ھ مطابق ۴ر مئی ۱۹۶۱ء

بفضلہ تعالیٰ حضرت اقدس باوجود کمزوری و نقاہت اور کثرت مشاغل کے رونق افروز مجلس ذکر ہوئے حلقہ ذکر کے بعد حسب معمول آپ نے اپنے ارشادات عالیہ سے سامعین کو نوازا لیکن جناب منظور سعید احمد صاحب مرتب مجلس ذکر اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ ہم قارئین کرام سے مجلس ذکر کی تقریر پیش نہ کر سکنے کے لئے معذرت خواہ ہیں اب ان کالموں میں جناب قاضی زاہد الحسینی صاحب کے رشحات عظمت ذکر کے عنوان سے پیش خدمت کئے جا رہے ہیں مدیر

عظمت ذکر

۱۔ ذکر کی عظمت،، ارشاد فرمایا

وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَر

ترجمہ۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر بہت بڑی نعمت ہے۔

یعنی تمام عبادتوں اور ریاضتوں سے بڑا اور عظمت والا کوئی کام ہے۔ تو وہ صرف اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ اس ارشاد گرامی سے پہلے نماز کا حکم اور اس کے فوائد ارشاد فرمائے اور نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ میرا ذکر بہت بڑی نعمت اور دولت ہے اسی ذکر کو عام کرنے کے لئے اور.....

.......ر انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کے لئے دوسری عبادتوں کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ

نماز کے متعلق فرماتے ہیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ۔

ترجمہ۔ نماز قائم کر میری یاد کے لئے، نماز قائم کرتا کہ میرا ذکر کرتا رہے ظاہر ہے کہ نمازی دن میں کئی مرتبہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کر لیتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کے ہاں نوافل کو چھوڑ کر ۳۲ رکعات نماز ہے۔ اور ہر رکعت میں قراۃ قرآن کریم کو چھوڑ کر وہ نمازی چھ دفعہ تو اللہ اکبر کہتا ہے۔ اور پھر رکوع میں تین تسبیحات اور دو سجدوں میں چھ تسبیحات پڑھتے ہوئے نو دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے۔ گویا ہر نمازی ایک رکعت میں پندرہ دفعہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تسبیح کر لیتا ہے۔ تو بتیس رکعات میں چار سو اسی دفعہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔

اسی طرح روزہ کی عبادت میں بھی فرمایا کہ روزہ رکھتے ہوئے میرے کلام کو کثرت سے پڑھو کہ اسی مقدس مہینہ میں نازل کیا ہے۔ رمضان مبارک کے ذکر میں یہ ارشاد فرمایا۔

وَلِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (البقرۃ ۱۸۵)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس نعمت پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی ظاہر ہے کہ روزہ دار کم از کم رمضان شریف میں تو نماز ضرور پڑھتا ہے پھر چند کم نصیب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب کے سب مسلمان اس مقدس مہینہ میں قرآن کریم کی ضرور تلاوت کرتے ہیں۔ اور ہر مسجد میں کم از کم ایک دفعہ تو قرآن کریم نماز تراویح میں سننے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے۔ خود نماز تراویح کی وجہ سے بیس رکعات اور بڑھ جاتی ہیں۔ تو اوپر والے فارمولا کے حساب سے تین سو دفعہ روزانہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ یعنی روزہ دار صرف نماز ہی میں سات سو اسی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے۔ تعداد کے اعتبار سے اتنی بڑی نعمت اور پھر کیفیت کے لحاظ سے بھی یہ نعمت حاصل کر لیتا ہے۔ کہ

کھڑے ہو کر اللہ اکبر کا اقرار کر لیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری اس کے دل اور دماغ میں اثر کرنا شروع کر دیتی ہے۔ تو وہ دل کے جذبۂ عقیدت سے دربار احکم الحاکمین میں جھک کر اپنی پستی اور خداوند قدوس کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کا اقرار کرتا ہے۔ جب کہ یہ اقرارِ عبودیت دل کی گہرائی سے نکلتا ہے تو اس کو جذبہ اطاعت اس امر پر مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ اب پوری ذلت اور عاجزی کو اپنا شیوہ بنا کر سب سے آخری اور کامل اطاعت ظاہر کرتے ہوئے اپنی پیشانی ہر زمین پر رکھ کر زبان قال بھی یہ اقرار کرے۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔

جب نشۂ توحید سے سرشار ہو تو پھر اسی کے دربار عالی میں گرتے ہوئے دوسری مرتبہ میں یہی اعتراف کرے۔ تاکہ ارشاد قرآنی

یذکرون الله قیاما وقعودا۔

کا محبوب ترین نقشہ اپنے آقا اور مولیٰ کے حضور پیش کرے اسی طرح حج کی مقدس عبادت تو سراپا ذکر ہی ذکر ہے۔ حال اور قال دونوں میں اپنے، آپ کو رنگ دے مناسک حج ادا کرنے پر ذکر خداوندی کو اپنی حقیقتِ انسانیت کی بنیاد یقین کرے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا بقرہ ۲۰۰

غرضیکہ تمام عبادات کا منشأ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ خالق حقیقی کی یاد رگ رگ و ریشہ میں سرایت کرتی رہے۔

۲۔ ذکر اللہ کا طریقہ۔ ہر عبادت ایک خاص نہج اور خاص طریقہ پر کی جاتی ہے۔ تو سب عبادتوں کی روح اور سید العبادات (ذکر باری تعالیٰ) کے لئے بھی خاص طریقہ اور طور ہے۔ جس کی تعلیم خود قرآن حکیم نے فرمائی ہے فرمایا۔

واذکروہ کما ھداکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین (البقرہ) ۱۹۸

ترجمہ۔ اور اس کا ذکر کرو جیسا کہ تم کو ہدایت دی۔ اگرچہ تم اس سے پہلے گمراہوں سے تھے

جس طرح رب العالمین نے تم کو ہدایت دی۔ تمہاری راہ نمائی فرمائی۔ اسی طرح اور طور و طریقہ پر خداوند تعالےٰ کا ذکر کرو یہ طریقہ ان پاک بندوں سے معلوم ہو سکے گا۔ جن کو قرب خداوندی اور عبودیت الٰہی کی سعادت حاصل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (لقمٰن ۱۵)

دوسری جگہ رضائے خداوندی اور داخلۂ جنت کے لئے راستہ یہی متعین فرمایا۔ کہ میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں آنا ہو سکتا ہے۔ اور کوئی دوسرا راستہ نہیں فرمایا

یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیه فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر ۲۹-۳۰)

۳۔ ذکر اللہ کے فائدے۔

(الف) سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے۔ کہ اپنے خالق و مالک کا نام زبان پر آجائے اس سے بڑا

فائدہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔مگر اس کے ساتھ عبودیت کی بلندی اور قبولیت دربار خداوندی کے اثرات اور ثمرات بھی ذاکر کو حاصل ہو جاتے ہیں ۔ فرمایا۔

(ب) ذاکر کو خداوند قدوس یاد فرماتے ہیں۔

فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ) تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا ۔یعنی جب مجھے یاد کروگے اپنی زندگی کے ہر موڑ میں میری الوہیت کا اقرار اور اعتراف کروگے تو میں تمہیں یاد کروں گا ۔ میری رحمتیں تم پر نچھاور ہوتی رہیں گی ۔

ج ۔ملائکہ اللہ تعالےٰ سے ذاکر پر رحمت کے نازل کرانے کی درخواست کرتے ہیں اور خداوند قدوس ان پر رحمت نازل کرتا رہتا ہے ۔فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرًا کثیرًا وسبحوہ بکرۃ واصیلا ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور وکان بالمومنین رحیما تحیتھم یَوْمَ یلقونہ سلٰم واعد لھم اجرا کریما (الاحزاب از ۴۱ تا ۴۴)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کا بہت ذکر کرو ۔ اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو ۔ وہی تم پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے ۔ اور اس کے فرشتے رحمتوں کے لئے دعا کرتے ہیں (ذکر کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے گا ۔ اور وہ اللہ تعالےٰ ایمانداروں پر بڑا مہربان ہے ۔جس دن یہ اللہ سے ملیں گے ۔ ان کا آپس میں تحفہ سلام ہی ہوگا ۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کیلئے عزت والا اجر تیار کر رکھا ہے ۔

ارشاد بالا میں فرمایا کہ

ذکر کثرت سے کرنے والوں پر اللہ تعالےٰ رحمتیں نازل فرماتے ہیں ۔

اللہ تعالےٰ کے فرشتے اس پر رحمت نازل کرنے کی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ذکر کی برکت سے خداوند قدوس اس دنیا میں اس ذاکر کو کفر شرک بدعت نافرمانی کے اندھیروں سے نکال کر یقین و ایمان کی روشنی عطا فرماتے ہیں۔

اُس جہان میں بھی وہ اپنی سلامتی کا اقرار کرتے ہوئے سلام کہیں گے ۔ اور سلام سنیں گے ۔حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا۔

اللہ تعالےٰ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۔ (موضح)

اور ان کے لئے خداوند قدوس نے عزت والا اجر تیار کر رکھا ہے ۔

(د) اطمینان قلب ۔دل کی خوشی اور مسرت ذاکر کو حاصل ہو جاتی ہے ۔

ارشاد قرانی ہے ۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

ترجمہ ۔ یاد رہے صرف اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے ۔

مال و دولت سے نہیں جاہ و مرتبہ سے نہیں صرف اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے دلوں کا اطمینان ہوتا ہے

(ھ) ذکر والے کامیاب ہو جاتے ہیں ۔ دارین کی کامیابی ان کے قدم چومتی ہے ۔ ارشاد ہوا ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الجمعہ)

ذکر کی کثرت سے کامیابی اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ ذاکر جب دل میں اس بات کو راسخ کر لیتا ہے ۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی میرا مالک اور خالق ہے اسی کے قبضہ اور تصرف میں میری جان اور مال و اولاد ہے تو اس وقت ذکر کی قوت اس کے بدن اس کے اعمال اور اس کے سب کاموں پر اثر انداز ہو جاتی ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ الزمر از ۲۲ تا ۲۳

ترجمہ ۔ بھلا جس کا سینہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا سو وہ اُجالے میں ہے اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے ان کے لئے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالےٰ کی یاد سے ، وہ بالکل کھلی گمراہی میں ہیں اللہ ہی نے اتاری بہتر بات ایسی کتاب مجید جس کی آیتیں آپس میں ملتی جلتی ہیں ۔ بار بار دہرائی جاتی ہیں ۔ اس کو سن کر کھال پر بال پر کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ، پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ تعالےٰ کی یاد پر یہ ہے راہ دینا اللہ تعالےٰ کا ۔ اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے اور جس کو راہ بھلا دے اللہ تعالےٰ اس کو کوئی نہیں سوجھانے والا ۔

ارشاد عالی میں مندرجہ ذیل ور فرمائے ۔

الف ۔ اسلام کو قبول کرنے سے سینہ تب کھلتا ہے جب ذکر اللہ ہو ۔

ب ۔ ذکر اللہ سے خالی دل کھلی گمراہی کو بھی قبول کر لیتے ہیں ۔

ج ۔ ذکر کا اثر بدن کے چمڑے پر بھی ہوتا ہے ۔

د ۔ پھر اس کا اثر دلوں تک جا پہنچتا ہے ۔

ھ ۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے ۔

اللہ تعالےٰ اس سیہ کار کو بھی اپنے ذکر سے منور فرمائے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:-

همیں دلی طور پر افسوس ھے که حضرت اقدس کے گذشته جمعرات کے ارشادات عالیه مرتب نه کر سکنے کی وجه سے قارئین کے روحانی ذوق کے لئے سامان تسکین نه مهیا کر سکے۔ هم انشاء الله العزیز کوشش کریں گے که آئنده ارشادات عالیه کے ساته ساته گذشته جمعرات کے ارشادات کو بھی شامل اشاعت کرتے رهیں۔ هم سمجھتے هیں اس دورِ فسق و فجور میں ایك باخدا عالم باعمل کے پُر خلوص اور عام فهم خیالات کا عوام تك پهنچنا نهایت ضروری ھے اور هم اس بات کا بھی پوری کوشش سے لحاظ رکھا کرتے هیں۔ که ترتیب دیتے وقت زیاده سے زیاده حضرت کے زبان مبارك سے نکلے هوئے الفاظ هی استعمال کئے جائیں۔ تا که الفاظ کا تقدس اور برکت میں کمی واقع نه هونے پائے۔ اس جمعرات کو حضرت اقدس نے مندرجهٔ ذیل خیالات کا اظهار فرمایا۔

منظور سعید احمد جالندھری

ارشاداتِ مقدسہ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔

اما بعد۔ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ ترجمہ۔ اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مردوں اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

عرض یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے لئے کلام پاک میں دونوں جنسوں کو مخاطب فرمایا ہے۔ یعنی کثرت سے ذکر کرنے والے اور کثرت سے ذکر کرنے والیاں عورتوں کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ روٹیاں پکاتی رہیں اور گھر کے کپڑے دھوتی رہیں۔ یا دیگر امور خانہ داری رات دن الجھی رہیں۔ مردوں کو چاہئے۔ کہ اُن کو خدا یاد کرنے کا وقت دیں۔ بلکہ فرائض کی ادائیگی کے لئے متنبہ کرتے رہا کریں۔ البتہ عورتوں اور مردوں کے ذکر کرنے میں یہ فرق ہے کہ عورتوں کو بلند آواز سے ذکر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ پردہ دار ہوتی ہیں لہذا غیر مرد کسی مجبوری کے بغیر اُن کی آواز نہ سننے پائے۔ البتہ مرد اتنی بلند آواز سے ذکر کر سکتے ہیں۔ کہ ذکر کرنے میں ان کی مشغولیت اور توجہ ہو سکے اور شیطانی وساوس سے نجات مل سکے۔ اتنی بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے مردوں کے لئے بھی مناسب نہیں۔

ارشاد باری ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

اس ارشاد مقدسہ میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے کسی کی جنس تخصیص نہیں فرمائی ہے۔ بلکہ سب مردوں، عورتوں اور اسی طرح جنوں میں نر و مادہ کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

گزشتہ ہفتہ مجھے اللہ کے ذکر کا شوق رکھنے والی دو عورتوں کو کراچی جا کر بیعت کرنا پڑا۔ کیونکہ عورتوں کا سفر مناسب نہیں تھا۔ اور اُن کی سہولت ضروری تھی۔ عورتوں کا گھر سے سفر کرنا درست نہیں۔ اس لئے میں خود وہاں گیا۔ تا کہ ان کو اللہ اللہ کرنا سکھا دوں۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یقول ابن آدم تفرغ لعبادتی املأ صدرك غنًی واسد فقرك وان لم تفعل ملأت یدك شغلا ولم اسد فقرك۔

(رواه احمد و ابن ماجه)

ترجمہ۔ جو رزق مقدر ہے وہ مل کر رہیگا آپ سمجھتے ہیں۔ ہماری محنت پر رزق ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ رزق اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ سچا اور اللہ کا رسول سچا ہے

ایک لڑکی میرے پاس آئی۔ جس کے نانے کا میرے ساتھ بیعت کا تعلق تھا۔ اُس لڑکی نے کہا۔ کہ میرا خاوند دو ہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ لیتا ہے۔ مگر گزارہ نہیں ہوتا۔ تو میں نے حسب سابق جواب دیا۔ کہ بیٹی۔ رزق میں برکت ڈالنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میں اور میری اولاد دنیوی اعتبار سے کوئی کام نہیں کرتے۔ تمام دن فقط اور اللہ کے رسول کا دین پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے بھی بیوی۔ لڑکے۔ بہوئیں۔ پوتے اور پوتیاں سبھی کچھ ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ گزارہ نہایت اچھا چل رہا ہے۔ اور کوئی شکایت نہیں۔ اور آج تک کبھی کسی سے ایک پیسہ تک نہیں مانگا۔ اللہ تعالےٰ کو منظور ہو۔ تو تھوڑا رزق بھی بہت بن جایا کرتا ہے۔ اگر برکت نہ ہو۔ تو رزق کی بہتات کے ہوتے ہوئے بھی "ہائے" "ہائے" نہیں جاتی۔ اور اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ اکثر عورتیں اس طرح شکایات لے کر آتی ہیں۔ جیسا کہ پچھلی حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اے بندے تو مجھے یاد کرنے کے لئے فارغ ہو۔ میں تجھے غنی کر دوں گا۔ جو اللہ کے نیک بندے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جاتا ہے۔

ع۔ خدا خود میر ساماں است ارباب توکل را

اللہ تعالےٰ پر بھروسہ یا توکل کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کوئی کام نہ کرے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھا رہے۔ اس میں شک نہیں جو رزق مقدر ہے۔ وہ ہر حیلے مل کر رہے گا۔ بلکہ انسان کو چاہئے کہ حتی المقدور خداداد ہمت اور قوت کو کام میں لائے۔ اور پھر خدا کی ذات پر بھروسہ کرے۔ کہ جو کچھ حاصل ہوگا۔ وہ اللہ کے فضل سے ہوگا۔

یہ زندگی اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کے لئے عطا فرمائی ہے۔

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اللہ تعالےٰ سے دعا گو ہوں۔ کہ آپ کو ہدایت بخشے اور ذکر کی توفیق عطا فرمائے

میرے دوستو۔ اطمینان قلب صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا کلام خود اس پر شاہد ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

ترجمہ۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

نہ رزق کی کثرت اطمینان بخش ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نہ رزق کی قلت کسی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے۔ میرے ہر دو حضرات کے ہاں (خدا ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے) ایک

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: سب مسلمان ایک شخص واحد (کے مختلف اعضاء) کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے، اور اسی طرح اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ صحیح مسلم

دیگ صبح اور ایک دیگ شام کو پکتی تھی۔ اور اللہ ہی کے نام پر تقسیم ہو جاتی تھیں۔ حالانکہ یاد الٰہی کے بغیر اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ اللہ ہی وہ رزق بھجواتا تھا۔ اور اللہ ہی کے نام پر خرچ کر دیا جاتا تھا۔

کیا

لاہور کی کئی لاکھ کی آبادی میں کسی کو یہ توفیق ہے۔ فقط اللہ کے نام پر اس طرح خرچ کر سکے۔ ہاں رسم و رسوم اور بڑائی کی خاطر کرتے ہیں۔ تا کہ لوگوں میں ان کی امارت کی شہرت ہو جائے۔ دنیا میں جتنے نبی آئے۔ سب نے یہی کہا۔

وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

وہ نہ کسی سے کچھ معاوضہ طلب کرتے تھے۔ اور نہ ان کو اپنی روزی کا خیال فکر مند کرتا تھا۔ بلکہ وہ تمام دن اللہ کی مخلوق کو خدا کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ اور راہِ راست دکھاتے رہتے تھے۔ اور اللہ ان کی ہر چیز کفیل ہوتا تھا۔

مگر دنیا داروں کا یہ حال ہے۔ کہ لڑکے کیا اور لڑکیاں کیا نوکری کے آرزو مند ہیں نوکری کے حصول کے لئے تعلیم دلاتے ہیں کچھ عمر سکولوں کالجوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ اور باقی عمر دفتروں میں ضائع ہو جاتی ہے اور خدا یاد کرنے کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ مگر افسوس کہ اطمینان پھر بھی حاصل نہیں ہوتا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ بہتر ویسے ہی گمراہ ہوں گے۔ جیسے یہود و نصاریٰ میں تھے۔ صرف ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ تو فرمایا۔ ما انا علیہ واصحابی

ترجمہ۔ جس پر میں اور میرے اصحابی ہیں تو میرے دوستو اللہ کے رسول اور اُس کے اصحابہ کا طریقہ کا جہاں سے بھی کھوج لگ سکے۔ لگاؤ۔ اور اس کو اپناؤ۔ اپنی طرف سے جو کچھ دین میں شامل کیا ہے سب کو چھوڑ دو۔ جو لوگ اسقاط کراتے ہیں مردوں کو قرآن بخشواتے ہیں۔ یہ انہوں نے کہاں سے لیا ہے حضور کے زمانے میں تو قرآن لکھا ہوا ہی نہیں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے صرف ایک نسخہ جمع کرایا بعد ازاں وہ نسخہ حضرت عمرؓ کو ازاں بعد یہی نسخہ اُن کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کو ملا۔ اور حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں حضرت حفصہؓ سے یہ نسخہ لے کر نقل کرایا۔ یہ نقلیں اپنی مُہر کے ساتھ اپنے تمام گورنروں کو بھجوائیں۔ جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے۔ حضور کے زمانہ اور حضرت عثمان کے دور خلافت تک قرآن پاک کچھ کھجور کے پتوں اور کچھ اونٹ کی ہڈیوں پر لکھا ہوا کرتا تھا۔ تو اسی طرح قرآن بخشوانے کی رسم نہ جانے یہ لوگ کہاں سے لے آئے ایک وقت تھا۔ جب کہ لاہور میں مترجم جلد شدہ حمائل شریف چھ آنے میں مل جایا کرتی تھی۔ اور یہ لوگ چھ آنے کا قرآن بخش کر مردے کے ساری عمر کے گناہ معاف کرا لیتے ہیں۔ نہ نماز نہ حج نہ زکوٰۃ اور نہ دیگر کسی عبادت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ چھ آنے کا قرآن لے کر مولوی کو دے دیا۔ اور مولوی نے اپنی روٹی کی خاطر نہ حق بیان کیا۔ اور نہ اصل حقیقت سے عوام کو آگاہ کیا۔ کیا یہ حرکت ما انا علیہ واصحابی میں شمار ہو سکتی ہے۔ یاد رکھو۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف جو کچھ بھی کرو گے۔ اور جو کوئی بھی کریگا دوزخ میں جائے گا۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسی طرح قوالی بھی ہوتی ہے۔ اور قوالی میں مرد، عورتیں سبھی جاتے ہیں۔ کیا حضور کے زمانہ میں قوالی کا وجود تھا۔ اور افسوس صد افسوس اگر ان کو حق بات سنائیے اور لغویات سے روکے۔ تو وہ ان کے نزدیک وہابی۔ حالانکہ میں آج تک نہیں سمجھ سکا۔ کہ یہ وہابی کیا بلا ہے۔ چنانچہ میں نے مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کی ایک ایک دکان چھان ماری۔ کہ کہیں سے وہابی کی تاریخ مل جائے یا وہابی کی تاریخ کا پتہ ہی چل جائے۔ مگر کسی دوکان دار سے اس کا پتہ نہ چل سکا۔ حالانکہ حکومت سعودیہ ان کے نزدیک خود وہابی ہے۔ کیا ٹھیک ہے کہ وہابیوں کے ملک میں وہابیوں کی تاریخ نہ مل سکے

اللہ تعالےٰ سے پھر دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا سب کو ہدایت نصیب فرمائے ذکر الٰہی کی توفیق بکثرت نصیب ہو۔ ہر قسم کے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کیجئے۔

واخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ رمئی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:۔

دنیا میں زندگی اس طرح بسر کرو جس طرح مسافر کسی جگہ عارضی ٹھکانہ رکھتا ہے

مرتبہ جناب منظور سعید احمد صاحب جالندھری

پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ اس مجلس میں شامل ہونے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری دیتا ہوں۔ اور مبارک باد دیتا ہوں۔ اس سلسلہ میں اس سے پہلے کئی بار ایک لمبی حدیث آپ حضرات کے گوش گزار کرتا رہا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے خاندان قادریہ میں ہمارے بزرگوں کے ہاں حلقۂ ذکر روزانہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن میں نے یہاں کے اسباب کے حالات اور مصروفیات کے پیش نظر فقط جمعرات کو بعد از نماز مغرب اس حلقہ ذکر جہر کا انعقاد اپنا معمول بنایا آپ حضرات چونکہ اپنا قیمتی وقت [illegible] کرکے اور کرایہ خرچ کرکے آتے ہیں۔ لہذا خلوص نیت سے فقط حصول رضائے کا ارادہ کرکے تشریف لایا کریں۔ بعد ارادہ یا دیگر کسی وجہ کو باعث ٹھہرا کر نہ آیا کریں بلکہ کچھ حاصل کرنے کے لئے آیا کریں۔

آج جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ حضور نبی کریم علیہ وسلم نے فرمایا

حدیث۔ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ

ترجمہ حدیث۔ دنیا کی زندگی اس طرح بسر کرو جس طرح مسافر کسی جگہ عارضی ٹھکانا رکھتا ہے۔

اس حدیث طیبہ میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ دنیا میں مسافروں کی طرح رہیں۔ مسافر جس جگہ بھی قیام کرتا ہے۔ اس کو عارضی سمجھتا ہے۔ اور نہ کسی سے مخالفت کا آغاز کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ایک مسافرانہ زندگی بسر کریں۔ دنیا قیام کو عارضی خیال کریں۔ اور اس قیام کو مستقل قرار نہ دیں۔ دنیا کی نعمتوں، دوستوں رشتہ داروں غرضیکہ ہر قسم کے تعلقات کو فانی خیال کریں۔ کیونکہ بے بقا کو با بقا سمجھنا نادانی ہے۔ ہرگز کسی سے تنازع نہ کیا جائے بلکہ اگر کوئی خواہ مخواہ درپے آزار ہو۔ تو اس کے جواب میں وہی انداز اختیار نہ کیا جائے بلکہ صبر سے کام لیا جائے۔ کیونکہ جب مسافر سفر میں ہوتا ہے۔ اور راستے میں کتے اُس پر بھونکتے ہیں۔ تو مسافر ہرگز کتوں کا سا انداز اختیار نہیں کرتا۔ بلکہ خاموشی سے گزر جاتا ہے۔ شریفوں کے مقابلہ میں بُرے آدمیوں کی مثال بالکل کتوں کی سی ہے۔ جو خواہ مخواہ کیچڑ اچھالتے ہیں۔ اور آوازے کستے ہیں۔ اور طرح طرح کی دل آزار حرکتوں سے شریف النفس لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔ مگر شریف انسان اُن کے مقابلہ میں چپ سادھ لیتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتے۔ اللہ تعالےٰ یہ حال بنا دے تو دین و فلاح دنیا کی فلاح ہوسکتی ہے۔ ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔

میں نے یہ حدیث فقط تبرک کی وجہ سے نہیں پڑھی ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اپنا عندیہ اپنے رسول اللہؐ کے قلب اطہر پر القا فرمایا۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اتمام حجت ہو رہا ہے کیونکہ رسول اللہؐ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ۔ وما ینطق عن الھوا ان ھو الا وحی یوحی۔ ترجمہ۔ رسول اللہ نہیں فرماتے بلکہ جو اللہ تعالےٰ اُنہیں القا فرماتا ہے۔ جن احباب کا اصلاح باطن کے لئے تعلق میرے ساتھ ہے وہ خاص طور پر میرے مخاطب ہیں۔ ویسے میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ سب کو صلاح حال کی توفیق عطا فرمائے۔ اس حدیث پاک پر عمل کریں۔ مقدمہ بازی نہ کریں۔ کتے اگر بھونکتے ہیں۔ تو بھونکتے رہیں۔ بعض انسان صورت شیطان سیرت ہوتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم بروئے ہست

ہر شخص کو اپنا رہبر نہ بنا لو۔ یہ حدیث ایک سبق ہے۔ اس پر عمل کرو۔ ورنہ قیامت کے دن پکڑے جاؤ گے۔ یہ اتمام حجت ہو رہا ہے۔ میں رسول اللہؐ کی طرف سے سنا رہا ہوں تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ آپ کا پیغام ہم تک پہنچا نہیں تھا۔

تقسیم سے قبل اکثر مشاہدہ میں آیا۔ کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کے ۵ فیصدی مقدمات بھی بمشکل ہوتے تھے۔ ورنہ ۹۵ فیصدی مقدمات مسلمانوں کے مسلمانوں کے خلاف یا ہندوؤں کے مسلمانوں کے خلاف ہوتے تھے۔ ہندو اگر ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے بھی تھے۔ تو اپنی دکانوں پر کھڑے رہتے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ تو ادھر آ۔ دوسرا کہتا تھا۔ تو ادھر آ۔ اور بس اتنی ہی تکرار پر لڑائی ختم ہو جاتی تھی۔ مگر یہ سہرہ مسلمانوں کے ہی سر رہا ہے کہ پہلے باتوں باتوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے گالی گلوچ پھر ہاتھا پائی تک نوبت آگئی۔ حتی کہ ایک نے دوسرے کو چاقو گھونپ دیا۔ ایک اس طرح ختم ہوگیا۔ اور مقدمہ چلنے کے بعد قاتل تختہ دار پر لٹک گیا۔ اور اس طرح اور خاندان تباہ ہوکر رہ گئے

میرے دوستو! طبیعتوں پر قابو رکھو۔ جبر اور صبر کی عادت ڈالو۔ خدا کو یاد رکھو۔ یہ دنیا فانی ہے۔ اور اس دنیا کی ہر چیز بھی فانی ہے۔ اپنے معاملات درست کرو۔ رزق حلال کما کر کھاؤ۔ لاہور میں اکثر چیزیں۔ جو بظاہر حلال ہوتی ہیں۔ فی الحقیقت حرام ہوگئی۔۔۔۔ ہوتی ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے حق میں قرآن مجید میں قوم عمین کا لفظ آتا ہے۔ یعنی اندھی قوم۔ چودہ لاکھ آبادی میں شاید ہی کوئی بینا ہو۔ جو حرام اور حلال میں تمیز کرکے لوگوں کی رہنمائی کرسکے۔ فقط سور اور کتے ہی حرام نہیں ہوتے۔ بلکہ دودھ گوشت اور نمک بھی حرام ہوسکتا ہے جس کی وضاحت میں کئی دفعہ اپنی معروضات میں کرچکا ہوں۔ اکثر افراد چیز تولتے وقت یا کپڑا ناپتے وقت اور سنار سونا دیتے وقت گاہک کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور اس طرح دیگر بیوپاری سودا دیتے وقت گاہک کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح دیگر بیوپاری سودا دیتے وقت دکھاتے کچھ ہیں۔ اور دیتے کچھ ہیں۔ اور اپنی حلال کمائی کو حرام بنا لیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

خدا کے لئے رسولؐ اللہ کو بدنام نہ کرو مسلمان ہو تو مسلمانوں جیسے کام کرو۔ اگر آپ کو مرنا یاد ہو۔ اور اس دنیا کو فقط مسافرخانہ کی حیثیت دیتے رہا کرو۔ تو کبھی اس حرکات کے مرتکب نہ ہوسکو۔ بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو اس حدیث پاک پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ وما توفیقی الا باللہ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۹ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ر مئی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:۔

> آج مورخہ ۲۵ر مئی بروز جمعرات شام کو ذکر کے بعد حضرتِ اقدس نے مندرجہ ذیل ارشادات سے نوازا　　(مرتبہ نورالحسن)

آپ نے ارشاد فرمایا۔

کل عید قربان ہے مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ بغیر کچھ کھائے پیئے نماز کے لئے عیدگاہ کو ایک راستہ سے جائے۔ اور دوسرے راستہ سے واپس آئے۔ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کھانا مسنون ہے۔ قربانی ایک افضل عبادت ہے۔ اللہ سب کو قربانی کرنے کی توفیق بخشے قیامت کے دن یہی قربانیاں پل صراط پر سواری کا کام دیں گی صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ اور جو صاحب نصاب نہیں اُن کے لئے قربانی باعث اجر و ثواب ہے۔

صوفیا کے ہر سلسلہ میں ذکر ہے ہمارا ذکر قادری خاندان کا ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں روزانہ ذکر رائج ہے۔ لیکن ہمارے یہاں مجلس ذکر جمعرات کو منعقد ہوتی ہے۔ میں ایک حدیث شریف بارہا سُنا چکا ہوں۔ کہ حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کی اللہ تعالےٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔ بشرطیکہ اس میں رضائے الٰہی مطلوب ہو۔ ذکر کرنے آئیں۔ تو بہت کچھ ملے گا۔ کوئی ٹوہ لگانے کے لئے نہ آئے۔ جو خلوص نیت سے آتے ہیں۔ وہ خالی نہیں جاتے۔

جماعت میں اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنا سنت ہے اس میں نہ رنگ ہے نہ راگ نہ طبلہ ہے۔ نہ سارنگی۔

خلوص نیّت سے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے تحفہ مغفرت مل جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کو لئے ہوئے اُس کی عطا کردہ توفیق کے مطابق جو کوئی عمل کرے گا۔ وہ جہنم میں نہیں جاسکتا۔ اگر کوئی دوسرا شخص اپنے کام کے لئے ذاکرین کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ بھی بخشا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں حدیث شریف کئی بار پیش کرچکا ہوں۔

مغربی پاکستان میں ذاکرین کا یہ ایک منفرد حلقہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آئیں تو قدم قدم پر ثواب ملے گا۔ جو جتنا خرچ کرکے جتنی دور سے آئے گا۔ وہ اُتنے ہی ثواب کا مستحق ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے

اللہ تعالیٰ نیکی سجھاتا ہے۔ لیکن لوگ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان توفیق کے مطابق بجا لاؤ تو جہنم میں نہیں جاسکتے ہو۔

خواہشات نفسانی دوزخ میں پہنچائیں گی۔ شہوات کے معنی خواہشات کے ہیں۔ جن کے اتباع سے جہنم کا ٹکٹ ملتا ہے۔ اس میں شراب نوشی سینما بینی۔ زنا کاری سب آجاتے ہیں۔ جس کے لئے رشوت۔ سود اور ہر طرح حرام کاری سے دولت کما کر خواہشات پوری کی جاتی ہیں۔ سو ڈیڑھ سو تنخواہ پانے والے مزدور تو اپنی ضروریات زندگی مشکل سے پوری کرتے ہیں۔

جو پرہیزگار اور متقی ہیں۔ وہ ناپسندیدہ طبع ہی کو اپناتے ہیں۔ سردی میں بستر چھوڑ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرتے ہیں۔ جنت تو ناپسندیدہ طبیعت ہی پر عمل کرنے سے ملے گا لہٰذا خواہشات نفسانی سے بچوگے۔ تو جنت میں جاؤگے۔ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنا اور شہوات سے بچنے ہی میں فلاح ہے اس کے لئے صحبت بہت ضروری ہے

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

نیکوں کی صحبت نیک اور بدوں کی صحبت بد بنا دیتی ہے۔ چور اور بدمعاش کی صحبت ہوگی تو چوری۔ شراب نوشی۔ جؤا بازی اور رنڈی بازی کرائے گی بزرگوں کی صحبت میں رہوگے۔ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند بن جاؤگے قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کروگے۔ جب کہ آج کل بڑے بڑے لوگ پیشاب کرنے کا طریقہ بھی نہیں جانتے کیونکہ اُنہیں سکول و کالج اور دفتروں میں یہ بتلایا ہی نہیں گیا۔ پتلون کھول کر کھڑے کھڑے پیشاب کرتے ہیں۔ اُنہیں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ ہی نہیں کہ پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔

انگریزوں نے ایسا نصاب تعلیم بنایا تھا۔ کہ جس میں پرائمری سے لے کر ہائی اسکول پھر کالج میں فسٹ ایر سے لے کر فورتھ ایر تک اس کے بعد یونیورسٹی میں جملہ ڈگریوں میں کلمہ اور نماز کا نام ہی نہ تھا اور یہاں بارہ کالج تھے ہند و پاکستان کے بٹوارے کے وقت لیکن عالم بنانے کے لئے دینی مدرسہ ایک بھی نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ لاکھ آبادی میں ایک بھی لاہوری عالم نہیں جب کہ گریجویٹ ڈبل گریجویٹ۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ایل۔ ایل۔ بی بے شمار ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے اے لاہور کے رہنے والو تم میں بھیجا تاکہ تم کہہ نہ سکو۔ اے اللہ تو کسی نے تیرا فرمان سنایا ہی نہیں اور ہم قرآن و سنت سے نابلد رہے۔ اس کے لئے انگریز ذریعہ بنے۔ کہ مجھے ہتھکڑی لگا کر لاہور بھیج دیا۔ میں تو لاہور کبھی نہ آتا مجھے لاہور پسند نہ تھا۔ کیونکہ میں پنجابی ہوں۔ پنجاب کے ماحول سے خوب واقف تھا۔ دلّی میں میں بہت خوش تھا۔ وہاں کے مسلمان دیندار ہوتے ہیں۔ وہاں علم دین کا کافی چرچا ہے اور صرف ایک مشن کالج تھا۔ یہاں لاکر انارکلی تھانہ میں مجھ سے کہا گیا۔ کہ نہ تمہیں دلی جانے کا حکم ہے اور نہ سندھ ...... کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ دلی میں میرا مدرسہ ہے۔ اور سندھ سے میرا تعلق بہت زیادہ ہے۔ اور لاہور میں کوئی جاننے والا بھی نہ تھا خیر اسی طرح اللہ تعالےٰ نے لاہور میں مجھ کو پہنچا دیا۔

میں اسکول و کالج کی تعلیم کا مخالف نہیں دنیاوی تعلیم ضرور حاصل کرو۔ لیکن اس کا تریاق اخروی تعلیم بھی ضروری ہے۔ دنیاوی تعلیم روزی کمانے کا ذریعہ ہے۔ اور بس لیکن آخرت کے لئے یہ بیکار ہے۔

لہٰذا کان کھول کر سن لو اسلامی تعلیم ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ نماز۔ اذان اور مسجد سے ربط پیدا کرو۔ جو اللہ کے گھر میں آئے گا۔ خالی نہ جائے گا۔ جو نہیں آتا اس کو بلا کر بھی نہیں دیا جائے گا۔ لیکن اے اہالیانِ لاہور۔ کل قیامت میں تم یہ بھی نہ کہہ سکوگے کہ ہمارے پاس قرآن وسنت کا پیغام کوئی لایا ہی نہ تھا۔

جو باپ جتنا ہی زیادہ عزت دار ہوگا اگر اس کا بیٹا اُتنا ہی ذلیل نکلے گا۔ تو باپ کی عزت کو بڑا بٹہ لگے گا۔

سارے جہاں کے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے منسلک ہیں اگر مسلمان خراب ہیں تو اسی میں حضور کی بدنامی ہے۔

انسان متاثر بالطبع ہے۔ جس صحبت میں بیٹھتا ہے اثر لیتا ہے۔ کنجر کا بیٹا اگر حافظ اور قاریوں کی صحبت میں رہے گا تو قرآنی رنگ اختیار کرے گا۔ قرآن سے ظاہر ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں جائیں گے تو کہیں گے۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا۝

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے
بڑوں کی اطاعت کی جس کی وجہ
سے آج یہ دن دیکھ رہے ہیں۔
لہٰذا ہمارے بڑوں کو دُگنا عذاب
دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج

لاہور میں اسکول اور کالج کے پڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اکثر قرآن جانتے نہیں کلمہ تک کا پتہ نہیں لیکن علماء کو بدنام کرنے کے لئے ملّا ازم کا طعنہ دیتے ہیں۔ کالج اور اسکول میں پڑھو۔ لیکن مسجد میں بھی آؤ۔ میں نے یہاں آکر کالج کے طلبا گریجویٹوں اور وکلاء کے لئے قرآن کا درس شروع کیا تھا۔ جس میں مولوی امام دین، شیخ عظیم اللہ مرحوم اور صوفی محمد حسن مرحوم شامل ہوئے۔ صوفی محمد حسن لدھیانے کے صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بی۔ اے کرنے کے بعد ایل۔ ایل۔ بی کیا لیکن مجھ سے مشورہ لے کر وکالت نہیں کی بات یہ ہے کہ وکیل جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کر دکھاتا ہے۔ چور اور قاتل کو بے گناہ اور بے گناہ کو مجرم ثابت کر دینا وکلا کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اس طرح جان بوجھ کر بے ایمانی ہوتی ہے۔

بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد صوفی صاحب دلّی سے میرے ساتھ تھے مجھ سے پوچھ کر انہوں نے وکالت کی ہی نہیں۔ میرے والدین نے دعا مانگی تھی۔ کہ پہلا بچہ اللہ کے راستے میں دیں گے ہم چار بھائی تھے جن میں ہم تین اب بھی زندہ ہیں۔

انگریزی تعلیم میں نیکی بدی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اخباری رپورٹ کے مطابق ساٹھ فیصدی کالج اور اسکول کے لڑکے زنا کرنے کے لئے چکلے میں جاتے ہیں۔ اور یہ وبا ایسی پھوٹ پڑی ہے۔ کہ پانچ ہزار پرائیویٹ زنا کے اڈے لاہور میں موجود ہیں۔ لائسنس یافتہ چکلے میں بیٹھنے والیاں اس کے علاوہ قانونی طور پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ یہ سب جنٹل مینوں کی وجہ سے آباد ہیں۔ سور کھانے والے صاحب اور میم کی تمہارے یہاں عزت ہے۔ مگر علماء کو حقیر سمجھتے ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اے لاہور کے باشندو تم نے ستائیس سینما آباد کر رکھے ہیں۔ شراب خانے چل رہے لیکن دینی مدرسے بیرون اضلاع اور صوبے جات کے آئے ہوئے طلباء سے آباد ہیں۔ کیونکہ علم دین کشمیر ہزارہ دیگر سرحدی اضلاع اور بنگال کے لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جب کہ لاہوری صرف انگریزی تعلیم ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

حدیث:۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ۔ ترجمہ۔ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔

اے اہل لاہور تمہیں اللہ پر بھروسہ نہیں تم کہتے ہو روزی صرف انگریزی تعلیم میں ہے عالم بنانے سے بھوکے مرجائیں گے۔ لہٰذا لڑکوں اور لڑکیوں سب کو انگریزی پڑھا رہے ہو۔ اس طرح پردہ ختم ہوگیا۔ اور عزت وناموس لٹ رہا ہے۔ آج کل مَائِلَاتٍ وَّمُمِيْلَاتٍ کا زمانہ ہے۔ صنف نازک اس طرح ہار سنگھار کرکے اوپر سرخی پاؤڈر لگا کر نکلتی ہیں جس سے نامحرم کو مائل کراتی ہیں۔ اور خود اُن کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ تم انگریزی والوں نے ہر اثر قبول کیا۔ اور ہر رنگ میں رنگے گئے۔ اور دین اسلام کا ذرا بھی پاس نہ کیا۔

اگر دین اسلام کو بچایا تو علمائے کرام نے بچایا کہ ہر وقت انگریز سے ٹکر لیتے رہے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور اصلی اسلام کو من وعن قائم رکھا۔ اس صف میں حضرت مولانا نانوتویؒ سے لے کر حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ تک اوّل نظر آتے ہیں

میں چالیس سال تک اولیاء کرام کی خدمت میں رہا ہوں اپنے کامل مرشد سے مجھے بہت کچھ ملا ہے۔ اُس میں یہ بھی ہے۔ کہ حلال و حرام کی پہچان ہو جاتی ہے۔ اور کشف قبور سے بتلا سکتا ہوں۔ کہ مردہ کا کیا حال ہے ایسے لوگوں کو میں جانتا ہوں جو انگریزوں کے بڑے وفادار اور بہی خواہ تھے۔ علماء کا مذاق اُڑاتے تھے دین کو چھوڑ رکھا تھا آج ان کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں کون کون لاہوری جہنم میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ بات ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آسکتی یہ آنکھیں تو کتے اور بلّی کو بھی میسّر ہیں اس کے لئے وہ آنکھیں چاہئیں۔ جن کا قرآن میں ذکر ہے۔ کافروں کے دل میں ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اُنہیں گونگا اور بہرہ اور اندھا کہا ہے۔ اور اسی کے ذریعے بتلا سکتا ہوں کہ کس آدمی میں ایمان ہے اور کس میں نہیں۔

نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسال تبلیغ کی جس کے نتیجے میں چند لوگ مسلمان ہوئے میں بھی تبلیغ میں چالیس سال سے لگا ہُوا ہوں کچھ نیک لوگ ہیں جو آتے ہیں۔ اس میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ اور ایک جماعت کی صورت بن گئی ہے۔ خوف خدا رکھنے والے حرام سے بچتے ہیں۔ اور آگے منازل طے کرتے ہیں۔ میری طرف سے سب کو دعوت عام ہے۔ کالج کی تعلیم کے ساتھ بزرگوں کی صحبت بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق یکم جون ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد:-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے سوا اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق پیدا ہو ہی نہیں سکتا

> ان دنوں حضرت سندھ کے دورہ پر ہیں آپ کی عدم موجودگی میں احقر نے حلقہ ذکر کے بعد آپ کی ایک سابقہ تحریر پڑھ کر سنائی جو ذیل میں درج کی جا رہی ہے
> عبید اللہ انور

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی یاد یعنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (سورۃ الذّٰریٰت ۳ع پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جنوں اور انسانوں کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے

عربی داں حضرات ہی اس کلام کا زور سمجھ سکتے ہیں مَا اور اِلَّا حصر کے لیے آتے ہیں۔ یعنی عبادت کے سوا اللہ کی طرف سے انسانوں اور جنوں پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی۔ مکان بنایا۔ یا نہیں۔ کچا بنایا یا پکا۔ گائے بھینس رکھی یا نہیں ان کے متعلق کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ صرف یہ پوچھا جائے گا کہ عبادت کی تھی یا نہیں اس کا جواب تیار کرنے کے لئے جنوں اور انسانوں کو دنیا میں بھیجا گیا ہے۔

آدم علیہ السلام کے زمانہ سے دو لائنیں آرہی ہیں۔ اور یہ دونوں قیامت تک جائیں گی۔

۱۔ خیر یا حق کی۔
۲۔ شر یا باطل کی

دونوں کے داعی ہمیشہ رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ خیر کی طرف دعوت دینے والے انبیاء علیہم السلام تھے اور ان کے بعد ان کے دروازے کے غلام شر کی دعوت دینے والے شیاطین ہیں شیاطین انسانوں اور جنوں دونوں میں ہوں گے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ (سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا۔

سارے جن شیطان نہیں ان میں سے بعض اصحابہ کرام بھی ہیں۔ قرآن مجید میں جنوں کے متعلق ایک مستقل سورۃ الجنّ موجود ہے جس میں جنوں کے ایمان لانے کا ذکر ہے۔ روایات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جنّ حضورؐ کی دعوت کرکے آپؐ کو اپنے ہاں لے گئے تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی الثقلین ہیں۔ یعنی آپ کی بعثت جنوں اور انسانوں دونوں کی رہنمائی کے لئے ہوئی ہے

آج میں ایک خاص بات کہنی چاہتا ہوں جو غالبًا اس سے پہلے میں نے اس مجلس میں کبھی نہیں کہی۔ سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳ میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۝

ترجمہ۔ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔ تو میرا اتباع کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے

اس ارشاد باری سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اگر انسان اللہ تعالےٰ سے محبت کی لَو لگانا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے حضورؐ کا اتباع لازمی ہے۔ حضورؐ کا اتباع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ ہندوؤں کے سادھو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کتنی نفس کشی اور ریاضت کرتے تھے۔ میں نے بعض سادھوؤں کو دیکھا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے بازو سکھا لیے۔ بعض ٹانگیں سکھا دیتے ہیں۔ یہ ساری ریاضت اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں۔ مگر چونکہ حضورؐ کا اتباع نہیں۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں ایک ادنیٰ کلمہ گو مسلمان کا جو پانچ وقتہ نماز کا پابند ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ اللہ سے تعلق جُڑا ہوا ہوگا۔ کیونکہ یہ اتباع نبی کریم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو باطن کی آنکھیں دیتا ہے۔ ان کو نظر آتا ہے۔ کہ ان سادھوؤں کا تعلق اللہ تعالےٰ سے کٹا ہُوا ہوتا ہے۔ چونکہ توحید کا نور نہیں۔ اس لئے ان کی ساری ریاضت رائگاں جاتی ہے۔ اللہ کے ہاں ان کی کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر عبداللہ جان اور محمد دین کا عقیدہ درست نہیں۔ دل میں قرآن پر معترض ہیں۔ اور بظاہر مسلمان ہیں۔ ان کی بھی عبادت قبول نہ ہوگی۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ سورۃ البقرۃ ۱۰ع پ۱۔

ترجمہ۔ کیا تم کتاب کے ایک حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصہ کا انکار کرتے ہو۔

پاک اور پلید مل جائے تو سب پلید ہو جاتا ہے۔ ایمان اور کفر مل جائے تو ایسا ایمان اللہ کو مقبول نہیں اس پر خوش نہیں ہونا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ کیا ہم حضورؐ کی تابعداری کر رہے ہیں۔ پنجابی اسلام، بنگالی اسلام، کشمیری اسلام۔ حضورؐ نے اس قسم کے ۷۲ کھوٹے اسلاموں کو مردود فرمایا ہے۔ سب کے لئے دوزخ کی وعید آئی ہے ایک ناجی فرقہ ہے۔ اس کے متعلق جب صحابہ کرام نے دریافت کیا تو حضورؐ نے فرمایا مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (جس راستہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں) اگر پیر اس کے خلاف ہے تو وہ خود بھی اندھا اور اس کے متبعین بھی اندھے ہوں گے۔ مسلک محمدی کے خلاف کوئی عمل مقبول بارگاہِ الٰہی نہیں ہوسکتا۔ نام عبداللہ جان ہو اور اندر کفر، شرک اور نفاق اعتقادی ہو تو نام سے نجات نہ ہوگی۔ صاحب دِل شکل دیکھ کر بتلا دے گا۔ کہ مردود بارگاہ الٰہی ہے۔

حضرت امروٹی جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ ان کا ایک خادم عبدالستار ہے۔ اب بھی زندہ ہے۔ اور نیم پاگل سا ہے۔ مگر کامل کا عکس اس پر پڑا ہُوا تھا۔ اس لئے اعلیٰ درجہ کا توحید پرست ہے۔ وہ ایک کسی بزرگ کے مزار پر گیا۔ وہاں عورتیں اولاد کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ان سے کہنے لگا۔ کہ مائی! اولاد قبر والا

والے نہیں دیتے۔ بلکہ اولاد خاوندوں سے ملتی ہے۔ایک دوسرے خادم کا واقعہ سنیئے ۔ وہ گڈریا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیر صاحب نے اس کے ریوڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ ان کی حفاظت کے لئے کتّا کیوں نہیں رکھتے وہ عرض کرتا ہے کہ حضرت! اب تو میرا اعتماد اللہ پر ہے۔کہ وہی میری بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرے گا۔ کیا میں اللہ سے اعتماد اُٹھا کر کتّے پر کرنے لگوں؟ یہ صحبت کا اثر ہے۔

جس سے محبت ہو۔ اس کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔مثلاً آب زمزم اور مدینہ کی کھجوریں امیر ہو یا غریب۔جس مسلمان کو دی جائیں۔ وہ محبت سے لیتا ہے۔ اگر کسی کے متعلق دل میں نفرت ہو تو اس کی ہر چیز ردّ کردی جاتی ہے۔ جب ہم میں اتنی غیرت ہے کہ جو ہماری توہین کرے ہم اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کی غیرت کا ہم اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ وہ کافر، مشرک اور نفاق اعتقادی کے منافق کی کوئی عبادت قبول نہیں کرتا۔ لاہور میں ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں۔جن کے سینہ میں نور قرآن نہیں ہے۔ جن علماء اور فقراء سے ان کا تعلق ہے۔ان کے اندر بھی نہیں ہے۔ اس لئے دونوں گمراہ ہیں۔

خشت اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

جب اندر نور توحید ہی نہیں ہے۔ تو عبادت جانی ہو یا مالی۔ سب بے کار ہیں۔

ہماری پریوی کونسل سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ہر بات کا فصلہ کرانے کے لئے ان کے حضور میں جائیے۔کیا حضورؐ نے یہ تعلیم دی تھی۔ کہ گلے میں پیسے ڈالا کرو۔ دعویٰ تو ہر شخص یہی کرتا ہے۔کہ میں محمد رسول اللہ کا غلام ہوں۔لیکن غلامی کے لئے اتباع نبوی پہلی شرط ہے۔اس پر کوئی پورا اترتا ہے۔

حضور کا اتباع صحیح معنوں میں صحابہ کرام نے کرکے دکھایا۔اس لئے سنت کے ساتھ صحابہ کرام کے طریقہ کا اتباع بھی ضروری ہے۔ میرے متعلق مخالفین نے یہ مشہور کیا ہوا ہے۔ کہ یہ اولیاء کرام کا منکر ہے۔ اس کے متعلق میں بارہا جمعہ۔درس اور اس مجلس میں کہہ چکا ہوں کہ جو اولیاء کرام کا انکار کرتا ہے۔ اس پر خدا کی لعنت پڑتی ہے۔لیکن جو ان کو خدا کے درجے پر لائے اس پر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔لعنت کے معنی ہیں۔ رحمت سے دوری یعنی ملعون سے خدا ناراض ہو جاتا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص جمعرات کو ذکر جہر شروع کرنے سے پہلے گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھ کر محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو اس کا ثواب پہنچاتا ہے۔ یہ ہماری گیارھویں ہے۔ اور یہی اصلی قادریت ہے۔ان بھلے مانسوں نے گیارھویں گوجروں سے دودھ اور کھیر لینے کو سمجھ رکھا ہے۔ جو ان کو گیارھویں کھلادے حنفی۔خواہ وہ تارک نماز ہو جو نہ کھلاوے وہ وہابی۔کیا یہی دین لوگوں کو پہنچاؤ گے؟ آپ نے ہماری اور ان کی گیارھویں میں فرق ملاحظہ فرمایا۔

اتباع رسولؐ سے ہی تعلق باللہ درست ہوسکتا ہے۔اتباع۔عقائد۔اعمال۔عبادات۔معاملات شادی وغمی۔ عادات و اطوار۔صورت اور سیرت غرضیکہ ہر عمل حیات میں ہونا چاہئے۔ اس آئینہ میں لاہوریوں کا منہ دیکھا جائے۔ تو خد و خال بگڑے ہوئے نظر آئیں گے۔

رنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

لاہور میں اس کو حنفی کہتے ہیں۔ جو مخلوط اسلام پر عمل کرے۔

ہم وہ بدمست قلندر ہیں
کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

جو توحید خالص کی طرف دعوت دے لاہوری مسلمان اس کو وہابی کہتے ہیں۔"اصلی حنفیت" میں نے ایک رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اس میں ایک بھی مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ثابت کر دیا جائے تو میں یا حنفیت سے اپنا نام کٹوا لوں گا۔یا فوراً اصلاح کردوں گا۔ یہ سب کفر اور شرک کرتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا نام بدنام کرتے ہیں۔ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے اور حضورؐ کے امتی ہیں اگر کوئی صوفی آسمان پر اڑتا ہوا نظر آئے۔ لیکن اس کا علم اور عمل کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ تو اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے۔ ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور ہمیں بھی ساتھ لے جائے گا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر منعقدہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر جون ۱۹۶۱ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

حضرت اقدس سفر سندھ پر تشریف لے گئے تھے لیکن اچانک ناسازی طبع کی وجہ سے دورہ منسوخ فرما کر منگل کے دن واپس تشریف لے آئے۔ کمزوری اور نقاہت زیادہ تھی جمعرات کو حلقہ ذکر میں تشریف نہ لا سکے احقر نے اُن کے تبرکات میں سے ایک پرانی تقریر پڑھ کر سنائی

حضرت اقدس کی صحت بحمداللہ بہتر ہو رہی ہے جمعہ کے دن آپ نے ہی خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اب درس کے لئے آہستہ آہستہ تشریف لاتے ہیں احباب سے گزارش ہے کہ حضرت اقدس کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرماویں اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے سایہ عاطفت کو تا دیر سلامت رکھے۔ ہمیں اُن کے فیوض و برکات سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے عبیداللہ انور

دل کے چین کا نسخہ

ہر شخص غریب ہو۔ یا امیر بادشاہ ہو یا فقیر دل کا چین چاہتا ہے۔ چین کو عربی میں اطمینان کہتے ہیں۔ زمیندار سمجھتا ہے۔ کہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جمانے میں دل کا چین ہے۔ بزاز سمجھتا ہے۔ کہ اپنی دوکان میں زیادہ سے زیادہ مالیت کا کپڑا جمع کرنے میں چین ہے۔ ملازم پیشہ گریڈ بڑھانے کو چین کا ذریعہ خیال کرتا ہے۔ شادی شدہ شادی کے بعد اولاد کے ذریعے دل کا چین تلاش کرتے ہیں۔ یہ سب راستے غلط ہیں۔ ع

جتنا قدم چین حاصل کرنے کے لئے بڑھایا۔ اتنا ہی راہ راست سے دور ہوتے گئے۔ اور بے چینی بڑھتی گئی۔ مثلاً ایک زمیندار جس کے پاس زمین کے چار مربعے ہیں۔ وہ پانچواں مربع لینا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس کو پٹواری سے لے کر ڈپٹی کمشنر تک سب کے پاس جانا پڑے گا۔ خوشامد کے باعث اور عزت کی خاطر روپیہ ضائع کرنا پڑے گا۔ پٹواری کی خوشامد اور اس کو سلام بھی کریگا اگرچہ دل میں سمجھتا ہے۔ کہ یہ ٹکے کا نوکر ہے۔ میرے مقابلے میں اس کی کیا ہستی ہے۔ کہ فرعون بنا بیٹھا ہے۔ ایک پیٹے سے بڑے افسر کا کہنا ہے۔ کہ ہمیں بھی پٹواری کو رشوت دینی پڑتی ہے۔ غرضیکہ اپنے مطلب کے لئے اس کو گدھے کا باپ بنانا پڑے گا۔ فرض کیجئے کہ اس کو پانچواں مربع زمین کا مل گیا۔ اس کے بعد اس کو اس مربع کے لئے پانی حاصل کرنے کے لئے پھر خوشامد کی پٹی پڑھنی پڑے گی۔ اس کے بعد مزارعین کی ضرورت ہوگی ایک مزارعہ آتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرے پاس ایک بیل ہے دوسرا لے دیجئے۔ تو میں کاشت شروع کر سکتا ہوں اس کو اس زمیندار نے دو سو روپیہ دے دیئے۔ دوسرا مزارعہ کہتا ہے۔ کہ میرے پاس دو بیل ہیں۔ دو اور لے دیجئے۔ تو دو جوڑی سے کاشت جلدی ہو جائے گی۔ دیکھا آپ نے چین حاصل کرنے کے لئے کس طرح بے چینی کے سامان اپنے ہاتھ سے پیدا کئے جا رہے ہیں۔

بزاز نے ایک دو لاکھ روپے کا کپڑا منگوایا ہے۔ اس کو ہر دم یہ خطرہ رہے گا۔ کہ کپڑے کی قیمت نہ گر جائے۔ اور ایک لاکھ کا ساٹھ ہزار نہ رہ جائے۔ صراف نے اگر ساٹھ ہزار کا سونا منگوایا ہے۔ تو اسے ہر وقت یہی ڈر رہتا ہے۔ کہ کہیں بھاؤ نہ گر جائے غرضیکہ ہر وقت بے چینی ہی بے چینی ہے۔ ایک سیٹھ کی جتنی دوکانیں ہوں گی اتنے ہی اس کے دل کے ٹکڑے ہوں گے۔ اگر اس کی کلکتہ بمبئی دہلی اور کراچی میں دکانیں ہیں۔ تو اس کو ہر وقت یہی ڈر رہے گا۔ کہ کہیں کسی دوکان کو آگ نہ لگ جائے۔ ان سب کے مقابلے میں ایک پہواڑی خوش ہے۔ وہ ایک روپے کے پان خریدتا ہے۔ اور شام کو ایک روپیہ نفع کا لیتا ہے۔ اس کی پونجی بھی بچ گئی۔ اور روٹی بھی مل گئی۔ نہ اُسے آگ کا ڈر ہے۔ اور نہ پٹواری قانونگو نائب تحصیلدار یا تحصیلدار کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔

انسان چین چاہتا ہے۔ چین صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامنگیری میں مل سکتا ہے باقی کسی کو چین نہیں۔ بادشاہ کو بھی چین نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک انگلی گر جائے۔ تو تو افسوس ہوتا ہے۔ جس بادشاہ کا ایک جہاز بمعہ فوج دشمن نے غرق کردیا۔ خیال کیجئے اس کو کتنی بے چینی ہوگی۔ ۱۹۱۴ء کی لڑائی میں جرمنوں نے برطانیہ کے بے شمار جہاز غرق کئے۔ جرمنوں کا آب دوز جہاز ایمڈن ہر جگہ تباہی مچاتا پھرتا تھا۔ کیا اس وقت شاہ لندن کو چین ہوسکتا تھا۔ جب کہ اس کے جہاز پہ جہاز غرق ہو رہے تھے۔ حقیقت میں بادشاہ تو سب سے زیادہ متفکر ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ بادشاہی حاصل کرکے چین پائیں گے ع

ایں خیال است و محال است و جنون

قرآن میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ چین ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(خبردار! دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر ہی میں ہے) اس ارشاد باری تعالیٰ کی تصدیق اس ذکر کی مجلس سے ہوتی ہے۔ ہم سب کو جتنا اطمینان یہاں نصیب ہے۔ وہ سارے ہفتہ سے زیادہ ہے۔ ملازم پیشہ کو جو یہاں اطمینان ہے۔ وہ اس کو دفتر میں حاصل ہونا ناممکن ہے۔ دکاندار کو جو یہاں چین ہے۔ وہ اس کو دکان میں بیٹھ کر نصیب ہو نہیں سکتا۔ جو چین ہم سب کو یہاں حاصل ہے۔ کیا وہ وزیر اعظم کو حاصل ہے؟

نہیں ہرگز نہیں! اس کو تو ہر وقت یہ ڈر رہتا ہے۔ کہ کہیں میری پارٹی میرے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس نہ کردے وزارت چھن سکتی ہے۔ مگر اللہ کا نام کون چھین سکتا ہے؟

یاد رکھئے کہ اس مجلس میں جو سرور حاصل ہے۔ وہ یہاں سے اُٹھنے کے بعد نہ رہے گا۔ طبیعت میں سرور عبادت کی قبولیت کی علامت ہے۔ فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ کسی گناہ کے باعث اپنے دروازہ سے نہ ہٹا وے۔ میں نے بعض اہل علم کو دیکھا ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ کہ شیخ کامل کی صحبت میں بیٹھنے کے باوجود دل چاہتا ہے۔ کہ اُٹھ کر بھاگ جائیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے ناراض ہے۔ ورنہ ان کا دل اُچاٹ نہ ہوتا۔ بلکہ مسرور ہوتا۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم اسی طرح رات کے ۱۲ بجے تک ذکر الٰہی میں ذاکر و شاغل رہیں۔

اللہ کا ذکر بھی سیکھنے سے آتا ہے۔ طالب کی ریاضت ایسی ہے۔ جیسے زمین پودے کی جڑوں کو اپنی چھاتی کے اندر کھینچ کر رکھتی ہے۔ اور شیخ کی توجہ ایسی ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ دونوں چیزیں ہوں تو ترقی ہوتی ہے۔ اگر کسی سے اللہ کا نام سیکھا جائے۔ اور پھر اندھیری کوٹھڑی میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے ذکر الٰہی کیا جائے۔ تو وہ لذت آتی ہے۔ جو بادشاہ کو سر پر تاج شاہی رکھوا کر اور لاکھوں فوج (جو اس کے ابرو کے اشارہ پر کٹ مرنے کو تیار ہو) رکھ کر بھی نصیب نہ ہوگی۔

نفی آسان اور اثبات مشکل ہے۔ ہر چیز کا چین اس سے جمع کرنے سے ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کے ذکر میں نفی سے لطف آتا ہے۔ اللہ کا ذکر چاہتا ہے۔ کہ کوئی نہ ہو۔ جس کمرہ میں بیوی بچے سوئے ہوئے ہوں وہاں آدھی رات کو اُٹھ کر ذکر کرنے میں وہ لطف نہیں آسکتا جو تنہا کمرہ میں کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص کا مکان عالی شان ہے۔ اور اس میں صوفہ سٹ اور ہر قسم کا سامان آسائش وغیرہ بھی موجود ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ ان سب چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے اس شخص کو کتنی تگ و دو کرنی پڑی ہوگی۔

درد سر کے واسطے صندل لگانا چاہیے
اس کا گھسنا اور لگانا دردسر یہ بھی تو ہے

ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ کمرہ خوب سجا ہوا ہو۔ تاکہ چین نصیب ہو۔ اس کے لئے کم از کم دو ہزار روپیہ تو چاہئے۔ روپیہ تب آئے گا۔ جب کمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے نام کی لذت اسباب دنیا سے علیحدگی میں ہے۔ اللہ کے پاک نام میں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے نام کا تقاضا یہ ہے۔ کہ بے سرو سامانی میں ہی اس کو یاد کیا جائے۔ مثلاً ایک ایسا کمرہ جس میں نہ سورج چاند اور ستاروں کی روشنی حتیٰ کہ فانوس بھی روشن نہ ہو وہاں ذکر الٰہی میں چین سب سے زیادہ ہوگا۔ معلوم ہوا۔ کہ ذکر اللہ ماسوا اللہ سے انقطاع چاہتا ہے۔ اگر کسی کی بچی نے روٹی پکا دی۔ جو آدھی کچی اور آدھی پکی تھی۔ تو وہ شخص کھا تو جائے گا۔ مگر اس کو وہ مزا نہ آئے گا۔ جو ایک تجربہ کار عورت کو پکائی ہوئی روٹی میں آئے گا۔ بعض احباب کہتے ہیں۔ کہ پہلے اللہ اللہ کرتے تھے۔ مگر لطف نہ آتا تھا۔ آپ نے جس طرح بتلایا ہے۔ اس طرح کرنے سے اب لطف آنے لگا ہے۔ اللہ کے پاک نام میں ہر مرد و زن کا حصہ ہے۔ لیکن اس میں لذت بھی سیکھنے سے آتی ہے۔ اطمینان قلب کے باقی سب نسخے غلط ہیں صرف اللہ کا بتلایا ہوا نسخہ ٹھیک ہے۔ مسلمان عام طور پر فرض عین سے غافل ہیں۔ سورہ تحریم پارہ ۲۸ میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ سے بچاؤ) یہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہے۔ کہ مسلمان جہاں اپنی نجات کی فکر کرتا ہے۔ وہاں اپنے بیوی بچوں کی بھی فکر کرے میرے پاس بعض مستورات بھی اللہ کا نام سیکھنے کے لئے آتی ہیں۔ وہ بچوں کو ساتھ نہیں لاتیں۔ کیونکہ اس سے ان کے دلوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے۔ اور ذکر میں خلل پڑتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان کو اولاد سے ذکر اللہ پیارا ہے۔ مستورات کو بھی دین سکھانے کی ضرورت ہے۔ یا تو جو کچھ میں جمعہ درس اور ذکر کے بعد عرض کرتا ہوں۔ اس کو گھر جا کر سنا دیا کریں۔ اگر آپ یہ نہیں کرسکتے۔ تو ان کو جمعہ اور درس میں بھجوائیے۔

گوش گزشتہ اثر دارد

یہ آپ کا فرض ہے۔ کہ ان کو دین سکھائیں۔ میں نہیں کہتا کہ ضرور جمعہ اور درس میں لائیے۔ میری بیوی نہیں آتی۔ لیکن میں نے اس کو سارا قرآن پڑھایا ہے۔ پہلے ایک دوست کا مکان کرایہ پر لیا۔ وہاں سے جا کر ان کو پڑھایا کرتا تھا۔ پھر جب ان کو خود ضرورت ہوئی۔ تو حبیب گنج کی مسجد کے حجرہ میں لے جا کر پڑھایا۔ کیونکہ گھر میں لوگ کام نہیں کرنے دیتے۔ بیوی اگر بیمار ہو تو اس کو حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں اگر آپ یہ نہ کریں۔ اور نہ وہ کریں۔ تو یہی کہا جائے گا۔ کہ آپ ظالم ہیں۔ دین کے معاملہ میں بھی اسی عقل سے کام لیں۔ اور نہیں تو ہفت روزہ "خدام الدین" ہی لے جا کر سنا دیا کریں۔ میرے رسالہ جات۔ خلاصۃ المشکوٰۃ خطبات ان سب کا مقصد ہی خدا کو راضی کرنا ہے۔ وہ لے جا کر سنا دیا کریں۔ قیامت کے دن آپ یہ نہ کہہ سکیں گے۔ کہ اے اللہ میں نے اس کو یہ نصاب تعلیم پڑھا دیا تھا۔ اب آپ ان سے پوچھ لیجئے۔ کہ انہوں نے اس پر کہاں تک عمل کیا ہے۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ اگر عورت کو دین کی تعلیم دی جائے۔ تو وہ اللہ اللہ کرنے میں مرد سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ مجھے مساجد بنانے کا شوق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے چار مساجد مجھ سے بنوائی ہیں۔ ان میں سے دو میں صرف عورتوں کا ہی پیسہ لگا ہے۔ مردوں کا ایک پیسہ نہیں لگا ان میں کنوئیں اور حجرے بھی ہیں۔ دو میں مردوں اور عورتوں کا برابر کا حصہ ہے۔ اس مسجد کا جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ اوپر کا حصہ ایک عورت کے پیسہ سے بنا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھ کو اور آپ کو خدا کے بتلائے ہوئے نسخے سے اطمینان قلب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

بے عمل کا انجام

بعض احباب ہر مجلس میں نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے میں اُن کو خوشخبری سناتا ہوں کہ جہاں ذکر الٰہی ہوتا ہے۔ تو فرشتے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آؤ جس چیز کے ہم متلاشی تھے۔ وہ یہاں ہو رہی ہے۔ پھر اس ذکر الٰہی کی مجلس کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر چڑھ کر آسمان تک پہنچتے ہیں۔ چونکہ فرشتے نور سے بنے ہیں۔ اور اُن کے اجسام لطیفہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ کیا مانگتے ہیں۔ اور کس چیز سے پناہ چاہتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اے اللہ۔ وہ تیرا ذکر کر رہے ہیں تجھ سے جنت مانگتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جاؤ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے ان تمام کو بخش دیا اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس ذکر الٰہی کی مجلس میں ہر جمعرات کو شامل ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

جہاں تک میرا علم ہے کہ لاہور کے اردگرد چالیس میل کے رقبہ میں ایسی ذکر الٰہی کی مجلس کہیں نہیں منعقد ہوتی۔ ہمارے یہاں اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ذکر الٰہی کا مجمع بہت وسیع ہوتا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ دو سو آدمی اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہم سب کے ذکر کو قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے آمین

اللہ تعالےٰ کے ذکر کے بعد میرا معمول ہے کہ میں اصلاح حال کے لئے کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ میں اور آپ اس پر عمل کر کے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آج میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں:

عن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجاء بالرجل یوم القیمۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتابہ فی النار فیطحن فیھا کطحن الحمار برحاہ فیجتمع اھل النار علیہ فیقولون ای فلان ماشانک الیس کنت تامرنا بالمعروف وتنھانا عن المنکر قال کنت امرکم بالمعروف ولا اٰتیہ وانھاکم عن المنکر واٰتیہ۔ متفق علیہ۔ (بخاری مسلم)

حضرت اسامۃ بن زیدؓ سے روایت ہے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائیگا اور پھر اُس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور اُس کی انتڑیاں بہت بڑی ہوں گی۔ اور باہر نکلی ہوں گی۔ پھر اُس کو گھسیٹا جائے گا۔ اور وہ شخص اپنی انتڑیوں کے گرداگرد چکر کھائے گا۔ جس طرح گدھا خراس کے گرد چکر کھاتا ہے۔ (عرب میں خراس چلانے کے لئے گدھا استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے یہاں بیل ہوتا ہے) پھر دوزخی اُس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے اور بعض لوگ اُسے پہچان لیں گے (یعنی محلہ دار، دوست وغیرہ)

وہ اس سے پوچھیں گے۔ کہ اے فلاں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تو وہی نہیں ہے جو ہمیں نیکی کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے کہا کرتا تھا۔ اور شر سے اور بیحیائی کے کاموں سے روکتا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے روکتا تھا۔ کیا تو وہ شخص نہیں ہے۔ اس کے جواب میں وہ شخص جس کی انتڑیاں باہر نکلی ہوں گی۔ کہے گا کہ ہاں میں وہی شخص ہوں۔ جو تمہیں نیک کام کرنے کی نصیحت کرتا تھا۔ لیکن خود نیک کام نہیں کرتا تھا۔ یعنی تم کو بُرے کاموں سے منع کرتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے روکتا تھا لیکن خود نہ بُرے کام نہ چھوڑتا تھا اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کو راضی کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ مجھ کو عذاب دے رہا ہے۔ (متفق علیہ) بخاری مسلم

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مصیبت سے بچائے آمین اگر دوسروں کو نیک کاموں کی نصیحت کریں۔ تو خود بھی نیک کام کریں۔ اور اگر دوسروں کو برائی سے روکیں تو خود بھی رک جائیں۔ اگر ہم اس کے خلاف کریں گے۔ یعنی دوسروں کو تو نیکی کی ترغیب دلائیں۔ اور خود وہ کام نہ کریں۔ اور دوسروں کو بُرائی سے روکیں۔ اور خود نہ رُکیں۔ تو قیامت کے دن ہمارا بھی یہی حشر ہو گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس سے بچائے اور خود بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین اللہ تعالےٰ ہمارے علماء کرام کو بھی اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ صرف دین کی اشاعت کے لئے خدام الدین کو شائع کرنے کی توفیق دی ہے۔ یہ خدام الدین لندن۔ انڈونیشیا۔ رنگون۔ مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ وغیرہ بھی جاتا ہے۔ لوگ رسالے اخبار وغیرہ ذریعہ معاش کے لئے نکالتے ہیں۔ لیکن اس رسالہ کی کمائی میرے اور میری اولاد کے لئے بالکل حرام ہے۔ اس میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے یہ رسالہ چھپتا ہے اور اُس کے فضل سے اس کی تعداد چار سو سے ۱۰۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ اسی رسالہ کو پڑھ کر کئی مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو گئی ہے۔

دین کی پابندی میں جتنا مرد کا حق ہے۔ اتنا ہی عورت کا ہے۔ جس طرح مرد اللہ کی یاد کرتا ہے۔ اسی طرح عورتیں بھی اللہ تعالےٰ کی یاد کرتی ہیں۔ میرا یقین ہے۔ کہ اگر عورتوں کو صحیح تعلیم دی جائے۔ تو وہ مردوں سے بھی آگے نکل جاتی ہیں۔ میرا کام آپ کو راہ راست پر لانا ہے۔ اسی واسطے ہر جمعرات کو کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اور مجھ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور جنت میں پہنچائے اور دوزخ سے بچائے آمین

جو حدیث میں نے آج سنائی۔ اُس پر بھی اللہ تعالےٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر دوسروں کو نیک کاموں کے لئے کہیں تو خود بھی نیک کام کریں۔ اور اگر دوسروں کو بُرائی سے روکیں تو خود بھی رک جائیں آمین!)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۸ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

دوزخ کے گرد باڑ ہے۔ خواہشات نفسانی کی
اور
بہشت کے گرد باڑ ہے۔ ناپسندیدہ طبع کی

آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمارا یہاں ذکر کے لئے جمع ہونے کو قبول فرمائے۔ اور اس ذکر کو ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین!)

ہر جمعرات کو ذکر کے بعد میں کچھ عرض کردیا کرتا ہوں۔ تاکہ ہم توبہ کرکے اللہ تعالےٰ کو خوش کریں اور اللہ تعالےٰ ہمارے گناہ بخشدے۔

آج میں ایک حدیث سناتا ہوں۔

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

حفت النار بالشهوات
وحفت الجنة بالمكارہ

ترجمہ۔ دوزخ کے گردا گرد باڑ ہے خواہشات نفسانی کی۔ اور بہشت کے گردا گرد باڑ ہے۔ ناپسندید طبع کی۔

یعنی خواہشات نفسانی انسان کو دوزخ میں لے جائیں گی۔ اگر ہم خواہشات نفسانی پر عمل کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کی مرضی سامنے نہیں رکھینگے تو دوزخ میں جائیں گے۔ اور جنت میں ناپسندیدہ طبع کام کرنے سے داخل ہوں گے۔

مثلاً سردی کے موسم میں صبح کی نماز کے وقت گرم گرم بستر سے اُٹھ کر ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ دل یہی کہتا ہے۔ کہ مزے سے سوئے رہو۔ اُٹھوگے تو سردی لگے گی۔ مگر اُس وقت جو گرم بستر کو چھوڑنے اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے کی تکلیف کو برداشت کرے گا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو آرام سے سویا رہے گا۔ اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرے گا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔

بہترین کلام وہ ہے۔ جو جامع ہو اور مختصر ہو۔ دنیا کے تمام انسانوں کے لئے یہ ایک چھوٹی سی حدیث فیصلہ کُن ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کون بہشتی ہے۔ اور کون دوزخی ہے۔ جو خواہشاتِ نفسانی کے تابع ہے۔ وہ دوزخی اور جو ناپسندیدہ طبع کام کرنے والا ہے۔ وہ بہشتی۔

شیطان پر اللہ تعالےٰ نے جب لعنت بھیجی۔ تو اُس نے کہا کہ اے اللہ تیری عزت کی قسم ہے کہ میں اس آدم کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ مگر چند مخلص بندے بچ جائیں گے۔ بہت ہی تھوڑی تعداد میں تیرے نیک بندے میرے قابو نہیں آئینگے شیطان قسم کھا کر آیا ہے کہ سب کو گمراہ کروں گا۔

آج کل انسان حرام اور ناجائز کاموں میں زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں حلال کاموں میں بہت کم جمع ہوتے ہیں۔

مسجد میں لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ یا سینماؤں میں؟

صرف لاہور میں ۲۷ سینما ہال ہیں۔ خدا کا غضب۔ یہ لعنت انگریز اپنے ساتھ لندن سے لایا ہے۔ مغلوں کی اسلامی حکومتوں کے وقت سینما نہیں تھے

عربی کا مقولہ ہے

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ

ترجمہ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقے پر چلتے ہیں۔ چونکہ انگریز سینما کی لعنت لایا ہے۔ اس لئے لاہوری انگریز کے طریقے پر چل رہے ہیں لاہور کے رہنے والے۔ سینماؤں کے عاشق۔ روز رات کو سینما دیکھنے جاتے ہیں۔ کنجریوں کو نذرانہ دینے کے لئے صبح کو حلال کمایا۔ رات کو حرام گنوایا (الا ما شاء اللہ)

اسی لاہور میں لائسنس دار چکلوں کے علاوہ ۵۰۰۰ پرائیویٹ زنا کے اڈے ہیں (پولیس کی رپوٹ کے مطابق) جہاں شریف عورتیں اور مرد زنا کرتے ہیں۔ یہ جنٹلمین مرد اور عورتیں۔ جو زنا کرتے ہیں۔ انگریز کی اصطلاح میں جنٹلمین ہوں گے۔ شریعت محمدی کی اصطلاح میں یہ کمینے ہیں۔ انہیں جنٹلمین کون کہتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ.

ترجمہ۔ البتہ تحقیق کافر ہوچکے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ مسیح بیٹا مریم کا ہے۔ (پ۶ رکوع ۷)

انگریز تو احمق ہے۔ جو مسیح ابن مریم کو خدا مانتا ہے۔ اور تمہارا راہنما پیشوا انگریز ہے۔ اس کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ ہوش کرو۔ انگریز کے طریقے کو چھوڑ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر عمل کرو۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ سب کو جنت میں پہنچائے۔ اور دوزخ سے بچائے۔ لیکن یہ باتوں سے نہیں ہوگا۔ عمل کریں گے۔ تو جنت میں جائیں گے۔ ورنہ دوزخ میں

ہوشیار ہو جاؤ۔ ہوش میں آؤ اور عمل کرو۔ اپنے کردار کو جنتیوں والے بناؤ۔ دوزخ میں جانے والوں کے کردار نہ بناؤ۔ شیطان ہر ایک آدمی کے ساتھ ہے۔ ہر ایک عورت کے ساتھ ہے۔ پہلے ایک انسان تھا۔ یعنی آدم علیہ السلام تو ایک شیطان تھا۔ جوں جوں انسانوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے

توں توں شیطانوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ہمارا سب کا دادا حضرت آدم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن شیطانوں کا دادا زندہ ہے۔ اُس نے قیامت کے دن تک کی مہلت مانگی ہے۔ اور اُس نے اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ہر ایک مرد عورت کے ساتھ شیطان ہے۔ وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ یعنی گمراہی کی طرف چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شیطان کے شر سے بچانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جو انسانوں کو سیدھے راستے پر چلنے اور شیطانی راستوں سے بچنے کی تلقین کرتے رہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ لیکن میری اُمت کے علماء کرام آئینگے جو امت کو غلط راستے سے ہٹا کر سیدھے راستے پر چلائیں گے۔ اور حضورؐ نے فرمایا۔ کہ میری امت کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے درجے کے برابر ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ بنی اسرائیل کی قوم میں چھوٹے چھوٹے نبی بھیجا کرتا تھا۔ اسی طرح میری امت میں علماء پیدا ہوں گے۔ جو تبلیغ کا کام کریں گے آج کل علمائے کرام لوگوں کو غفلت سے بیدار کر رہے ہیں۔ شیطان کے پنجے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگ دوزخ کی طرف جا رہے ہیں۔ اور بجائے علمائے کرام کے کہنے پر عمل کرنے کے ان کی توہین کرتے ہیں۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ لاہور میں گمراہی پھیلانے کے لئے انگریز کے وقت میں ۱۲ کالج تھے۔ کیا پرائمری میں قرآن تھا۔ مڈل میں قرآن تھا۔ ہائی سکول اور کالج کی زندگی میں قرآن تھا۔ تم ایم اے پاس کرنے کے بعد قرآن ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔ قرآن سے تو بالکل جاہل ہو۔ اور پھر علمائے کرام پر مذاق اُڑاتے ہو۔ جن کی حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام توہین کریں۔ (یعنی انگریز) اُس کی تم عزت کرو۔ اور جن کی رسول کریمؐ عزت کریں۔ یعنی علماء کرام اُن کی تم توہین کرو۔ کچھ عقل بھی ہے۔ یا نہیں۔ انگریز تمہاری عقل مسخ کر گیا ہے۔

سنو! غور سے سنو علمائے کرام تم کو تعلیم ربانی دیتے ہیں۔ تم کو باحیا بنانا چاہتے ہیں۔ اور انگریز تم کو بے حیائی سکھاتا ہے۔ تم بتلاؤ۔ کہ ۱۴ لاکھ کی آبادی میں کسی ایک نے اپنے کسی ایک لڑکے کو عالم دین بنایا ہو کیا کوئی تھا۔ اور کیا کوئی اب ہے قرآن سے تو تم بالکل جاہل ہو۔ اور پھر علمائے کرام پر مذاق کرتے ہو۔ تم کو شرم نہیں آتی۔ بی۔ اے ہو جائیں۔ لڑکا بھی بی۔ اے ہو جائے۔ لڑکی بھی بی۔ اے ہو جائے۔ اور پھر نوکری مل جائے۔ تمہاری عقل مسخ ہو گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت دے۔ امین۔

تم اے لاہوریو۔ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو گے۔ کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنۢ نَّذِيْرٍ۔

اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمیں ڈرانے کے لئے آیا ہی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں یہ عذر نہ کر سکو گے۔ کہ یا رسول اللہ آپ کا کوئی خادم ہمیں آپ کا دین بتلانے کے لئے آیا ہی نہ تھا۔

میں اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اعتراضات سے بری الذمہ کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالےٰ مجھے دہلی سے اُٹھا کر لاہور لایا۔ کہ تمہیں قرآن سناؤں میرے اُستاد مرحوم نے مجھے فرمایا۔ کہ احمد علی تم کتابیں پڑھانی چھوڑ دو۔ قرآن پڑھایا کرو تو اُس وقت سے قرآن کی اشاعت شروع کر دی۔ پولیس نے مجھے کہا۔ کہ آپ کو دہلی اور سندھ نہیں جانے دیا جائے گا۔ کیونکہ دہلی میں میرا مدرسہ تھا۔ اور سندھ میں بھی میرے کئی دوست تھے۔ پھر میں نے لاہور میں قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔

مشک آں است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ترجمہ۔ مشک وہ ہے۔ جو خود بو دے نہ کہ عطار بتائے کہ یہ مشک ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے قرآن کی آواز سن کر لوگ جمع ہوئے۔ اگر کنجریوں کی آواز سن کر لوگ جمع ہو سکتے ہیں۔ تو کیا نیکوں کی آواز پر لوگ جمع نہیں ہوں گے۔ قرآن کے شوقین قرآن کی آواز سن کر دور دور سے آتے ہیں۔ اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اے لاہوریو تم اکثر انگریز کے تابعدار ہو۔ حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِالشِّمَالِهٖ۔

ترجمہ۔ پس بے شک شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے۔ حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کو منع فرمایا۔ لیکن آج کل دائیں ہاتھ میں چھری اور بائیں ہاتھ میں کانٹا ہوتا ہے۔ یہ انگریز کا تمدن ہے اللہ لعنت کرے ایسے تمدن پر یہ تمام باتیں کڑوی تو ہیں۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے۔ تو دوزخ سے بچ جاؤ گے اور جنت میں جاؤ گے۔ میں سب کچھ تمہاری اصلاح کے لئے کہتا ہوں۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو کر ہم سب کو جنت میں پہنچائے۔ علمائے کرام پر مذاق مت اُڑاؤ۔ اولیائے عظام کی عزت کرو اور اُن کی صحبت میں بیٹھو۔ عمل کرو۔ اپنے کردار کو جنت والوں جیسا بناؤ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی۔ پس تحقیق وہ کافر ہو گیا۔ میں صاف کہتا ہوں۔ جو نماز نہیں پڑھتا۔ روزہ نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ نہیں دیتا اور حج نہیں کرتا (اگر مال ہے) تو چاہے اپنا نام محمد دین رکھوائے مسلمان نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ نہیں ہے اور اگر کوئی اپنا نام گنگا رام رکھے۔ نماز پڑھے۔ روزے رکھے۔ زکوٰۃ فرض ہے تو دے۔ حج فرض ہے تو کرے۔ تو وہ پکا مسلمان ہے۔

ناموں سے مسلمان نہیں بنتا۔ بلکہ اعمال سے مسلمان بنتا ہے۔ ہوش کرو۔ کدھر جا رہے ہو۔ توبہ کرکے مرو قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو گے۔ کہ یا اللہ تیرا کوئی بندہ ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

۵۴ سال ہو گئے مجھے یہی قرآن سناتے انجمن خدام الدین کے قرآن میں مولانا شاہ عبدالقادرؒ کا حاشیہ ہے۔ سورۃ النساء کے ساتویں رکوع پر۔ کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ہر دور کے نیک بندوں کو گواہی کے لئے سامنے لائے گا۔ کہ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔ اور تم کیا کرتے تھے۔

کئی عورتیں میرے پاس آتی ہیں۔ کہتی ہیں تعویذ لکھ دو۔ میں کہتا ہوں۔ کہ وظیفہ بتاؤں گا۔ شرط یہ ہے۔ کہ حلال کھاؤ۔ پھر انشاءاللہ اللہ تعالےٰ ضرور مشکل حل کر دے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اکثر چیزیں لاہور میں حرام ہیں۔ اور تمہیں پتہ نہیں اس لئے تم سب کھا جاتے ہو چور اگر مٹھائی کے تھال چوری کرکے لائے۔ تو کیا وہ مٹھائی حلال ہے؟

اسی طرح نمک۔ گھی۔ دودھ۔ آٹا۔ بعض اوقات حرام ہوتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے گاڑی بان نمک لاد کر آرہا ہے۔ اور آپ آگے بیٹھا ہے پیچھے سے ایک شریر لڑکا آیا۔ نمک کا ایک ڈھیلہ اُٹھا کر لے گیا۔ اب وہ نمک ۲ آنے سیر کی بجائے ۲ پیسے سیر بیچ دیتا ہے دوکاندار بھی جانتا ہے۔ کہ یہ نمک چوری کا ہے۔ اب وہ سب محلہ والوں کو یہ حرام نمک کھلائے گا۔ آؤ میرے پاس آکر چار سال بیٹھو میں تمہیں سکھاؤں گا مگر شرط یہ ہے۔ کہ بیوی کو خرچ دے کر آنا۔ تاکہ وہ تمہاری جان کو نہ روئے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ

ترجمہ۔ میں نے انسانوں اور جنوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور بارہویں پارہ کی پہلی آیت میں ہے میں نے ہر جاندار چلنے والے کی روزی کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے خود لے رکھا ہے

لیکن تم انگریز کے تابعدار ہو۔ اس لئے عبادت کو جو تمہارے ذمہ فرض ہے چھوڑ دیا ہے۔ اور جس چیز کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے لے رکھا ہے۔ یعنی رزق کا وہ خود اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائے۔ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ باتیں تو کڑوی ہیں۔ لیکن بالکل ٹھیک ہیں۔ اگر عمل کریں گے۔ تو جنت میں جائیں گے۔ (۴۴)

(۴۴) اللہ تعالےٰ ہم سب سے راضی ہوکر ہمیں جنت میں پہنچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مسلمان کی مدد کرنے کا دنیا میں انعام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ دری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ دری کرے گا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۵ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

اپنا مال اور وارثوں کا مال

جو حضرات اس ذکر کی مجلس میں اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اُن کو خوشخبری سناتا ہوں کہ سینکڑوں فرشتے اُن کے گرد آکر جمع ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے ساتھیوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ آؤ یہاں اللہ کے ذکر کی مجلس ہے۔

جس طرح زمیندار کا اگر بیل گم ہو جائے۔ تو وہ آدمی چاروں طرف شمالاً جنوباً۔ شرقاً۔ غرباً۔ بیل کی تلاش میں دوڑا دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ مجلس کو تلاش کرنے کیلئے فرشتے پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں ذکر کی مجلس کو دیکھتے ہیں۔ وہاں اُنہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی کے متعلق حدیث شریف تو بہت لمبی ہے۔ لیکن خلاصہ اس کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس مجلس میں سب شامل ہونے والوں کو بخشش دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ اس مجلس میں نیک نیتی سے آئیں۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کی نیت سے آئیں۔ تاکہ بخشش کے مستحق بن جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہم سب کے گناہ بخشے۔ اور ہر جمعرات کو بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذکر الٰہی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد سنا دیا کرتا ہوں۔ تاکہ آپ اس پر عمل کرکے اللہ تعالےٰ کو خوش کریں۔ اور اللہ تعالےٰ آپ کو جنت میں پہنچائے۔ آمین

پنکھا ہلانے والوں کو دوہرا ثواب

ملتا ہے۔ ایک مجلس ذکر میں شامل ہونے کا۔ اور دوسرا پنکھا ہلانے کا۔ اس پنکھا ہلانے سے جو ذکر میں لذت آتی ہے۔ اس میں اُن کا بھی حصہ ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھ کو اور آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے۔ کہ جو اپنے مال سے بڑھکر اپنے وارث کے مال کی حفاظت کو زیادہ ضروری سمجھے۔ یعنی اپنا مال جائے تو جائے مگر وارث کا مال نہ جائے اپنا مال بچے نہ بچے مگر وارث (باپ بیوی۔ بیٹے وغیرہ) کا مال بچ جائے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کوئی بھی ہم میں ایسا نہ ہوگا۔ جس کو اپنے مال سے زیادہ کسی اور کا مال عزیز ہو۔ ہر کوئی اپنے مال کی حفاظت کو ضروری سمجھتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اپنا مال تو وہ ہے۔ جو آگے بھیج دیا۔ اور وارثوں کا مال وہ ہے۔ جو پیچھے رہ گیا۔ یعنی جو اللہ تعالےٰ کے ہاں آگے بھیج دیا۔ وہ تو اپنا ہے۔ اور جو بعد میں رہا وہ وارثوں کا مال ہے۔ عقلمند آدمی آگے بھیجنے کو پسند کرتا ہے۔

لیکن آج کل آپ بتائیں۔ لوگ آگے بھیجنے کو پسند کرتے ہیں۔ یا پیچھے رکھنے کو؟

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ بہت کم لوگ ایسے ہیں۔ جو چاہتے ہوں۔ کہ مال کو آگے بھیجیں۔ تاکہ وہ اپنا بن جائے اور پیچھے کوئی نہ رہ جائے۔ بہت ہی کم لوگ خدا تعالےٰ سے ڈر کر زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اگر آج مرجائیں۔ تو سارا مال و دولت وارثوں کا ہو جائے گا۔ یہ مال پرایا ہے۔ اب اس مال سے خیرات کرنا بھی حرام ہے۔ اور خود کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن آج کل یتیموں کا مال کھایا جا رہا ہے۔ اور کوئی خدا کا ڈر نہیں۔ اگر میت کے مال کو قرآن کے مطابق وارثوں میں تقسیم نہ کیا جائے۔ اور اسی مال سے مولویوں کو بلا کر ختم شریف پڑھوایا جائے۔ اور پھر ملاں نان۔ حلوہ وغیرہ کھائیں۔ تو یہ سب حرام ہے۔ میں قرآن شریف کی روشنی میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ کہ یہ مال یتیموں کا حق ہے۔ یتیم بچے اس مال سے پرورش پائیں گے

ان ملانوں کی پارٹیاں ہوتی ہیں اگر ایک بھاٹی دروازہ میں ہوتا ہے تو دوسرا شیرانوالہ دروازہ میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی شیرانوالہ میں مرجائے تو یہاں کے ملاں بھاٹی دروازے والوں کو دعوت دیتے ہیں اور اگر بھاٹی دروازہ میں کوئی مرجائے۔ تو وہ ان کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کو حلوہ۔ نان وغیرہ ملتے رہتے ہیں۔ کیونکہ لاہور میں کوئی نہ کوئی تو روز مرتا ہی ہے۔

لیکن یاد رکھو میت کے مال میں سے میراث تقسیم کرنے سے پہلے ایک پائی تک خرچ کرنا حرام ہے۔ اور اس مال سے نان۔ حلوہ گنڈیریاں سنگترے وغیرہ کھانا بالکل حرام ہے۔

میت کے مال سے صرف قبر تک پہنچانے کی ضروریات پر جو خرچ آئے۔ ان کا خرچ کرنا صرف جائز ہے مثلاً کفن۔ گورکن کی مزدوری۔ وغیرہ باقی اور کس کام کے لئے خرچ کرنا بالکل حرام ہے۔ ان ملانوں کو اگر میت سے اور ان کے گھر والوں سے ہمدردی ہے۔ تو قرآن پڑھ کر اس میت کو ثواب بلا معاوضہ پہنچائیں۔ قرآن کا معاوضہ (نان۔ حلوہ) وغیرہ کیوں لیتے ہیں۔ اگر کوئی مرجائے تو ملاں جمع ہو

جاتے ہیں۔ اور پھر گھر والے بیوہ عورت کو کہتے ہیں۔ کہ آپا جی ۱۵سیر گنڈیریاں لانی ہیں۔ ۱۵روپے کے نان ۱۰ روپے کے سنترے لانے ہیں۔ پیسے دے دو۔ ان سب چیزوں کو ملاں کھائیں گے

کچھ شرم کرو۔ کیوں حرام کھاتے اور کھلاتے ہو اگر میت کے مال کی میراث کے بعد وارث اپنے مال میں سے خیرات کرکے میت کو ثواب بخشیں تو یہ جائز ہے............

....قرآن کا معاوضہ لے کر اور میت کے مال میں سے نان وغیرہ کھا کر پھر میت کو ثواب پہنچانے کے مخالف ہوں۔ یہ طریقہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اگر ماں۔ باپ۔ بھائی بیٹا وغیرہ اپنے مال میں سے میت کی روح کو ثواب پہنچائے۔ تو یہ جائز ہے۔ تقسیم سے پہلے ملاؤں کو نان۔ حلوے۔ گنڈیریاں وغیرہ کھلانی جائز نہیں۔ سنو۔ غور سے سنو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میری امت میں ۷۳، فرقے ہوں گے۔ ۷۲، فرقے مسلمان کہلانے والے دوزخ میں جائیں گے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔

جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ طریقہ جنہوں نے اختیار کیا۔ وہ جنت میں جائیں گے۔ اور باقی اُن کے طریقے کے خلاف کرنے والے سب دوزخ میں جائیں گے۔

میں تم سب سے پوچھتا ہوں کہ کیا صحابہ کرامؓ اس طرح میت کے مال سے نان، حلوہ کھاتے تھے اور قرآن پڑھنے کا معاوضہ لیتے تھے یقیناً جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم اور طریقہ کے خلاف چلے گا۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ کے طریقے کو اختیار کرو۔ اور حرام کھانے اور کھلانے سے باز آجاؤ۔ مجھے لاہور میں آئے ہوئے ۴۵ سال ہوگئے ہیں۔ میں کسی میت کے گھر کھانے پینے کے لئے نہیں گیا۔ مجھے شریعت کا علم ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں کہتا ہوں

میں پکا حنفی ہوں۔ کیونکہ لاہور میں کئی رسمیں نکل آئی ہیں۔ قبروں پر سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ اور میں اس رسموں کی مخالفت کرتا ہوں۔ تو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ شیطان بڑا لعین اور خطرناک ہے۔ بے ایمان کو ایمان دار اور ایمان دار کو بے ایمان بنایا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔
لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی
اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ مَسٰجِدًا

ترجمہ۔ خدا لعنت کرے یہودیوں اور نصرانیوں (عیسائیوں) پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

اب چونکہ لاہور میں کوئی نبی کی قبر تو ہے ہی نہیں۔ ولیوں کی قبریں ہیں۔ تو لاہوری ولیوں کی قبروں پر سجدہ کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو قبروں پر سجدہ کرنے سے ناراض ہیں۔ اور خدا کی لعنت بھیجتے ہیں اور آج کل مسلمان قبروں پر سجدے کرتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں۔ اور جو کوئی اس بُرے کام سے روکے وہ وہابی اور یہ ایمان دار حضور کے نقش قدم کے خلاف چلنے والے مسلمان (توبہ نعوذباللہ)

لاہور میں سب اندھے ہیں۔ مرد بھی اندھے عورتیں بھی اندھی۔ حرام حلال کی بالکل تمیز نہیں

مجھے اللہ تعالےٰ نے ماشاء اللہ تعالےٰ باطن کی آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ یہ نعمت مجھے اللہ والوں کے پاس ۴۰ سال آنے جانے سے حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ جن لوگوں کو اندھا کہتے ہیں اُن سے مراد ان کی ظاہری آنکھوں کے اندھے نہیں ہوتے۔ بلکہ ان سے مراد باطن کے اندھے ہیں۔ قرآن پاک میں سورۂ اعراف میں اللہ تعالےٰ قوم نوحؑ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

قَوْمًا عَمِیْنَ ترجمہ۔ اندھی قوم۔

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ لیکن وہ ساری قوم باطن کی آنکھوں کی اندھی تھی۔ صرف ۷۰، یا ۷۲، مسلمان تھے۔ جو کہ باطن کی آنکھیں رکھتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ

ترجمہ۔ بہرے ہیں۔ گونگے ہیں۔ اندھے ہیں۔ پس۔ وہ نہیں سمجھتے۔

قوم نوح اور مخالفین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری آنکھوں کے اندھے نہیں تھے۔ بلکہ وہ باطن کی آنکھوں کے اندھے تھے۔ آج بھی لاہور میں سب اندھے مرد اور اندھی عورتیں ہیں۔ جو شخص نماز پڑھے۔ روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ اور قبروں کی پوجا پاٹ۔ اور وہاں سجدے کرنے اور مرادیں مانگنے سے روکے۔ وہ وہابی اور جو زنا کرے چوری کرے۔ سینما دیکھے۔ قبروں پر سجدے کرے۔ اور اُن سے مرادیں مانگے وہ پکا مسلمان بے دین یہاں ایمان دار ہیں۔ اور ایمان دار یہاں بے ایمان ہیں

الحمد للہ حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ مبارکًا علیہ۔ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حق سنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ والے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ۴۵ سال لاہوریو کو قرآن سنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ترجمہ:۔ جو کوئی بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف چلے گا۔ وہ کبھی جنت میں نہیں جاسکتا۔ جو کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور صحابہ کرامؓ کے طریقے اور اُن کے نقش قدم پر چلیگا وہ جنت میں جائے گا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھ کو اور آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں جنت میں پھر پہنچائے۔ آمین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک صحبت میں باطن کی آنکھیں وھبًا حاصل ہوتی تھیں۔ اب کسبًا حاصل کرنی پڑتی ہیں

صحابہ کرامؓ صرف و نحو وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور ان چیزوں کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر ہم صرف و نحو وغیرہ نہ پڑھیں گے۔ تو قرآن و حدیث وغیرہ سمجھ نہیں آسکتا۔ ایک مرتبہ ایک صحابہ جن کا نام حنظلہؓ ہے۔ دوڑتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ کہ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ نَافَقَ حَنْظَلَۃُ

ترجمہ۔ حنظلہ منافق ہوگیا۔ حنظلہ منافق ہوگیا۔ راستے میں اُن کو حضرت ابوبکر صدیقؓ ملے اور کہنے لگے کہ حنظلہ تو یہ کیا کہہ رہا ہے تو حنظلہؓ نے کہا۔ کہ جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھتا ہوں۔ تو بہشت و دوزخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے پاتا ہوں لیکن جب میں گھر میں بیوی بچوں کے پاس جاتا ہوں۔ تو یہ حالت نہیں رہتی۔ تو اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا۔ کہ میری بھی یہی حالت ہے۔ کہ جب حضور کی صحبت میں ہوتے ہیں۔ تو جنت اور دوزخ نظر آتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں وصبًا تزکیہ ہوجاتا تھا۔ اب کسبًا کرانا پڑھتا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ لاہوری سب اندھے ہیں۔

علمائے کرام پر مذاق کرتے ہیں اور انگریز مردود کی تعظیم کرتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امّت کے علمائے کرام بنی اسرائیل کے نبیوں کے درجہ کے برابر ہیں حضورؐ تو علمائے کرام کی عزّت کریں۔ اور تم لاہوری مسلمان ان کی توہین کرو اور انگریز کی عزّت۔

خدا تعالےٰ تم کو ہدایت دے مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے کشفِ قبور ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ جو نوجوان انگریز کی عزّت اور علمائے کرام کی توہین کرتے تھے آج اُن کی قبریں جہنّم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اور وُہ عذاب میں مبتلا ہیں۔ میں ان کا نام نہیں بتلاؤں گا۔

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے طریقے کی طرف لائے۔ قبروں پر سجدہ کرنے سے روکے اور اُن سے مرادیں مانگنے سے منع کرے وہ وہابی اور جو زنا کریں، سینما دیکھیں، شراب پئیں، نماز نہ پڑھیں وہ پکّے مسلمان۔

ہوش کرو۔ کدھر جا رہے ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرو۔

میں پچھلے سال مکہ معظمہ میں حج کرنے گیا۔ وہاں آج کل وہابیوں کی حکومت ہے۔ میں نے مکہ معظمہ کے تمام کتب فروشوں سے پوچھا۔ کہ کوئی وہابی کی تاریخ ہے۔ لیکن کسی نے بھی نہ بتایا پھر میں مدینہ منوّرہ گیا۔ وہاں بھی پوچھا۔ تو انہوں نے بھی کچھ نہ بتایا۔ حالانکہ وہاں پر وہابیوں کی حکومت ہے جس کو تم وہابی کہتے ہو اُس کا پڑپوتا وہاں جج ہے۔ اور پوتا وہاں خطیب ہے۔

شیطان بڑا خطرناک ہے وہ انسانوں کو سیدھے راستے سے ہٹا کر غلط راستے پر چلاتا ہے سچّے دین کو جھوٹا اور جھوٹے دین کو سچّا بناتا ہے۔

اے لاہوریو! تم بتلاؤ۔ کہ تمہارا کوئی ایک بیٹا اب عالم ہے یا تھا۔ تم سب یہی چاہتے ہو کہ بی، اے ہو جائے۔ قرآن سے تم بالکل جاہل ہو۔ اور پھر علمائے کرام پر مذاق اڑاتے ہو۔ کنجریوں کو نذرانے دینے کے لئے، روز رات کو سینما دیکھنے کے لئے جاتے ہو۔ انگریز سینما کی لعنت لایا تھا۔ شیطان نے سچ کہا تھا۔ کہ میں اکثر آدم کی اولاد کو گمراہ کرونگا اور وہ کامیاب ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے دہلی سے اٹھا کر لاہور لایا۔ مجھے انگریز نے گرفتار کیا اور شملہ لے گیا پھر وہاں سے مختلف جیلوں سے پھراتا لاہور لے آیا۔ مجھ پر بغاوت کا الزام تھا۔ لیکن سی، آئی، ڈی اور پولیس اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بعد بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ کہ مجھ پر الزام ثابت کر دے۔ پھر آخر مجھے رہا کیا گیا اور کہا گیا کہ دہلی اور سندھ نہیں جانے دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو لاہور میں پہنچانا تھا۔ اب میں لاہور آنے کی حکمت کو سمجھا ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی بھی حکمت عجیب ہے۔

تم سب انگریز کی تابعداری کرتے ہو۔ تمہارا راہنما انگریز ہے۔ رات کو GOOD NIGHT کہتے ہو یعنی کہیں رات کو مر نہ جاؤ صبح کو GOOD MORNING یعنی خیریت سے رہو کہ کہیں تمہاری جان نہ نکل جائے GOOD DAY یعنی تمام دن اچھی طرح رہو مر نہ جاؤ تم انگریز کے تابعداروں کو شریف کون کہتا ہے۔ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکوگے کہ یااللہ ہمیں کوئی تیرا بندہ ڈرانے والا آیا ہی نہ تھا۔ ہوش کرو۔ توبہ کرکے مرو۔ ورنہ قیامت کے دن وہ جوتے کھاؤگے کہ یاد کروگے۔

اللہ تعالےٰ تم کو عقل عطا فرمائے۔ دین کی سمجھ عطا فرمائے

تم اندھے ہو۔ اللہ تعالےٰ تم کو باطن کی آنکھوں والا بنائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

میں تم کو غلط راستے سے ہٹا کر سیدھے راستے پر لانا چاہتا ہوں میں تمہارا بدخواہ نہیں خیرخواہ ہوں۔ اگر میری باتوں پر عمل کروگے تو اللہ تعالےٰ خوش ہو جائیں گے۔

میں نے اللہ والوں کی صحبت میں ۴۰ سال رہ کر باطن کی آنکھیں حاصل کی ہیں۔ لاہور سے ۱۵ روپے خرچ کرکے اپنے شیخ کے پاس ایک سبق لینے کے لئے جاتا تھا اور پھر اُسے آکر پکاتا تھا۔

ایک دفعہ میرے ساتھ میرا چھوٹا لڑکا حمیداللہ تانگہ میں بیٹھ کر کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مسجد کے مینار کے متعلق اُس نے کہا۔ کہ ابّا جی اس مینار کو دیکھو تو میں نے کہا کہ اس مسجد کے مینار سے حرام کی بُو آ رہی ہے۔ تو اُس کے بعد میرے لڑکے نے بتایا کہ مسجد کے بنانے والوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم کنجریوں سے مسجد کی تعمیر کے

باقی صفحہ ۱۸ پر

کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنے کا اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف اور پریشانی دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیف اور پریشانی سے اس کو نجات دے گا اور جو کسی مقروض کو سہولت دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں سہولت دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی بندہ جب تک اپنے کسی بھائی کی مدد و اعانت کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہے گا۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی غلام جب اپنے سید و آقا کی خیر خواہی اور وفاداری کرے اور خدا کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو وہ دہرے ثواب کا مستحق ہو گا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

بقیہ مجلس ذکر

صفحہ ۶ سے آگے

لئے چندہ جمع کریں گے ۔ مجھے حرام حلال کی تمیز ہے۔ آؤ میں تمہیں ۴ سال میں سکھا دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ بیوی کو خرچ دے کر آنا۔ کہیں وہ نہ روئے مجھے دکھا کر پھر خود کھانا، پکانا۔ حلال کھلاؤں گا۔

میں لنگر اس لئے جاری نہیں کرتا کہ قرآن کی تبلیغ میں فرق پڑے گا۔ ہر وقت اس کا انتظام کرتا رہوں گا۔ کوئی آئے گا اور کہے گا کہ چاول کم ہو گئے۔ کوئی کہے گا کہ گھی، نمک نہیں ہے۔ اس لئے خود آؤ اور پکاؤ کھاؤ۔ اور اصلاح کراؤ۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو باطن کی آنکھیں عطا فرمائے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالےٰ تمہارا سب کا خاتمہ ایمان کامل پر کرے اور ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

سبحانك اللهم و بحمدك ونشهد ان لا اله الا انت نستغفرك ونعوذبك من النار ونسئلك الجنة ۔ آمین

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ مطابق ۶ر جولائی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

نصیحت

میرا فرض ہے۔ کہ میری جماعت میں اگر کوئی غلطی پائی جائے۔ تو اُس کی اصلاح کروں۔

میں ذکر جہر اس لئے کراتا ہوں۔ تاکہ خیالات اور وساوس جو ذکر کرتے وقت آتے ہیں۔ وہ رفع ہو جائیں۔ کیونکہ ذکر الٰہی کرتے وقت شیطان خیالات فاسدہ دل میں لاتا ہے۔ اور ذکر کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ ذرا اونچی آواز سے ذکر کرنے سے خیالات فاسدہ گم ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگ بہت اُونچی آواز سے ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ بھی تھک جاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔

بہت بلند آواز سے ذکر الٰہی کرنا جس سے دوسروں کے ذکر الٰہی میں خلل پڑے۔ شریعت کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ لوگوں کو بلند آواز سے ذکر کرتے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ تم کسی بہرے کو پکار رہے ہو۔ تم سمیع اور حاضر ذات کو پکارتے ہو۔ وہ تو تمہارے بالکل قریب ہے۔

ہمارے یہاں ذکر جہر جو ہوتا ہے اس سے شور مچانا مقصود نہیں ہے بلکہ خیالات کو روکنا ہے۔ تاکہ صرف اللہ تعالےٰ ہی کا خیال دل میں رہے باقی سب خیالات ختم ہو جائیں۔ شور مچا کر ذکر کرنے سے اس کی آپ احتیاط کیا کریں۔ اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے بہت بلند آواز سے ذکر کرے۔ اسے منع کر دیں۔ کہ آہستہ آواز سے ذکر کرو۔

اس کے بعد میں ایک اور چیز عرض کرتا ہوں۔ کہ میں ۲۰ر جولائی بروز جمعرات کو صبح کے وقت عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ ۲۱ر جولائی کو جمعہ کراچی پڑھوں گا۔ حکومت نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ میں پہلے سے جانے والا تھا۔ اچانک میری ایڑی میں سخت درد ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے میں چار دن تک چل پھر نہ سکا اور جو ٹکٹ میں نے خرید رکھا تھا۔ وہ واپس کر دیا۔ اور مولوی حمید اللہ جو کہ عالم بھی ہے اور حافظ بھی میرے بعد درس القرآن اور جمعرات کو مجلس ذکر کرائے گا۔ موت کا علم نہیں۔ کہ کب آئے۔ پانچ سال ہوگئے۔ میں نے درزی کو بلا کر اپنے ناپ کا کفن تیار کروا رکھا ہے اور میں ہر وقت موت کے لئے تیار ہوں۔ اگر میں مکہ معظمہ میں فوت ہو گیا تو میں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد کسی بدعتی اور قبر پرست پیر کے پیچھے نہ لگ جانا۔ اور گمراہ نہ ہو جانا۔ بلکہ کسی متبع سنت اور اصلاح یافتہ عالم کی صحبت اختیار کرنا۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سارے مولوی اور پیر ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر گمراہ ہوتے ہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ (متفقٌ علیہ)

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ البتہ ضرور ضرور تم پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے طریقوں کی تابعداری کرو گے۔ بالشت کے برابر بالشت اور ہاتھ کے برابر ہاتھ پورے اترو گے یہاں تک کہ اگر کسی نے پہلے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا۔ تو میری امت میں بھی ایسا بدبخت پیدا ہوگا۔ جو اپنی ماں سے علانیہ زنا کرے گا۔ اور میری امت میں ۷۳ فرقے ہونگے سب مسلمان کہلائیں گے۔ لیکن ۷۲ فرقے دوزخ میں سیدھے جائیں گے۔ اور صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ

ترجمہ۔ جو میرے اور میرے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلے گا۔ وہ جنت میں جائیگا اور باقی سب دوزخ میں جائینگے

گمراہ مولویوں اور پیروں سے اللہ (تعالیٰ) ناراض ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ

لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ

(سورۃ المائدۃ پ۶ آیت ۶۳)

ترجمہ۔ کیوں نہیں روکتے اُن کے علماء اور فقراء ان کو حرام کھانے اور جھوٹی باتیں کہنے سے البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

اُن ۷۲ فرقوں میں علما بھی ہونگے پیر بھی ہوں گے۔ در اصل فرقے مولوی بناتے ہیں اور پیر ان کو چلاتے ہیں۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ میرے بعد کسی متبع سنت عالم کا اتباع کرنا۔ اور شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ اب لاہور میں نبی کی قبر تو ہے نہیں۔ ولیوں کی قبریں موجود ہیں۔ وہاں سجدے ہوتے ہیں۔ قوالیاں ہوتی ہیں۔ جو روکے وہ بے ایمان اور جو ان خلاف شریعت کاموں کو

کرے وہ مسلمان۔ (توبہ نعوذ باللہ)

تم سب لاہوری یہ چاہتے ہو۔ کہ ہمارا بیٹا ایف اے۔ بی اے۔ ایم اے۔ ایل ایل بی ہو جائے۔ انگریز کا غلام ہو جائے۔ کچھ شرم کرو۔ کیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا دعوےٰ کرتے ہو۔ اور پھر سؤر کھانے والے گمراہ بے ایمان کے غلام اور تابعدار اپنی اولاد کو بناتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار کیوں نہیں بناتے۔

یاد رکھو۔ اگر اپنی اولاد کو دین نہ سکھاؤ گے۔ فقط دنیا پڑھاؤ گے۔ تو قیامت کے دن یہی اولاد تمہارے لئے باعث عذاب بنے گی۔ اور تم پر لعنتیں بھیجے گی

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ تم کو اللہ تعالےٰ ہدایت عطا فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر کرے (آمین!)

مجھے لاہور میں آئے ۲۵ سال ہوگئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں نے اہالیان لاہور کی قرآن و حدیث کی روشنی میں کافی خدمت کی ہے۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر ۲۴، ۲۵ ہزار کا مجمع ہوتا ہے اور لاہور سے باہر ۱۰۔۱۵ ہزار کے قریب میرے معتقد ہیں۔

انجمن خدام الدین کے لئے میں نے کبھی چندہ نہیں مانگا۔ اللہ تعالےٰ خود بخود کوئی سبب بنا دیتے ہیں۔ اور دین کے کام ہوتے رہتے ہیں۔ مدرسۃ البنات کے لئے ۴۰ ہزار روپیہ خرچ آیا ہے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ نے خزانہ غیب سے مدد کی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۱۳ اُستانیاں پڑھاتی ہیں اور ۳۰۰، ۴۰۰ کے قریب لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ اُنہیں قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر ضروری امور خانہ داری کی تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ تم انگریزی دانو بتاؤ دین اسلام کی تم نے حفاظت کی ہے۔ یا علمائے کرام نے۔ حفاظ کرام قرآن کے الفاظ کے محافظ ہیں۔ علمائے کرام قرآن کے مطالب کے اور صوفیائے عظام تزکیہ باطن کرتے ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی رح مفتی کفایت اللہ اور مولانا عطا اللہ شاہ بخاری اور میں انگریز کے خلاف حق کہنے سے جیل میں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب و احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کو بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اس وقت اس کا ادب و احترام کریں گے۔ جامع ترمذی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے، اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہئے) صحیح مسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ صحیح بخاری

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۶ سے آگے

ہیں گئے۔ (اللہ تعالےٰ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو شفا عطا فرمائے۔ (آمین) تم انگریز کے تابعدار بنو، تم جیل ہیں گئے۔ جب مولانا حسین احمد مدنیؒ جیل سے واپس آئے تو لوگوں کو فرمایا۔ کہ سؤروں اور کتوں سے اتحاد ہو سکتا ہے۔ لیکن انگریز سے اتحاد نہیں ہو سکتا۔

انگریز تو چلا گیا ہے۔ لیکن تم ابھی تک اس کی تابعداری کرتے ہو۔ جس طرح وہ داڑھی منڈاتا تھا۔ بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرتا تھا بالکل اسی طرح تم بھی کرتے ہو۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انگریز گورا تھا۔ اور تم کالے ہو۔

سنو۔ محبت رسولؐ کا دعوےٰ کرنے والو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کہ داڑھی کو بڑھاؤ۔ اور مونچھوں کو کترواؤ۔ لیکن تم داڑھی منڈاتے ہو۔ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سیرت سے نفرت ہے۔ اور انگریز کے تمدن اور شکل و صورت سے محبت ہے ہوش کرو کدھر جا رہے ہو۔ انگریز کی تابعداری چھوڑ دو۔ اپنی اولاد کو انگریز کے غلام بنانا چھوڑ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعدار اور غلام بناؤ دین پڑھاؤ۔ قرآن کی تعلیم دو۔ ورنہ قبریں دوزخ کا گڑھا بنیں گی۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ سارے لاہوری اندھے۔ مرد بھی اندھے عورتیں بھی اندھی کیونکہ تمہیں حلال۔ حرام کی تمیز نہیں ہے۔ اپنے اور پرائے کی تمیز نہیں ہے۔ جو نوجوان انگریز کے تابعدار اور وفادار علمائے کرام پر مذاق اڑاتے ہوئے مر گئے ہیں۔ ان کی قبریں دوزخ کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ کہ جو باقی ہیں۔ وہ توبہ کریں۔ اور انگریز کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ دیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اختیار کریں۔ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھیں ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوگا۔ اگر تم کو یقین نہیں آتا۔ تو میں تم کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ آؤ میرے پاس ۴۰ سال اگر بیٹھو میں تمہاری تربیت کروں گا۔ حلال کھلاؤں گا۔ اللہ تعالےٰ تم کو بھی وہ آنکھیں عطا فرما دے گا۔ پھر تم خود دیکھو گے کہ یہ قبر دوزخ کا گڑھا ہے۔ اور یہ قبر جنت کا باغ ہے۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا۔ کہ پہاڑ اللہ تعالےٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ کھیت۔ دیواریں۔ زمین۔ گدھا گھوڑا غرض یہ کہ ہر چیز تم کو اللہ (تعالےٰ) کا ذکر کرتی ہوئی نظر آئے گی کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے زمین و آسمان میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی۔ جو میرا ذکر نہ کرتی ہو۔

گدھا۔ گھوڑا دو ڈیوٹیاں ادا کر رہے ہیں ایک مالک حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اور دوسرا مالک مجازی کا کام کر رہے ہیں۔ اور اس کی مار بھی کھاتے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ۔ تم تو سب اندھے ہو۔ مان جاؤ۔ اور اپنی اصلاح کر لو۔ انگریز کی تابعداری چھوڑ دو ورنہ بہت برا حال ہوگا ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
صدا عیش دورہ دکھاتا نہیں

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد کسی گمراہ مولوی یا پیر کے پیچھے نہ لگ جانا۔ کیونکہ گمراہ مولویوں اور پیروں نے بہت رسمیں نکال رکھی ہیں۔ مثلاً قوالی شریف۔ قبروں پر سجدے کرنا۔ اور ان سے مرادیں مانگنا

قوالی شریف میں ایک تالیاں مارتا ہے دوسرا طبلہ بجاتا ہے۔ تیسرا گانے گاتا ہے اور پھر اسے کہتے ہیں۔ قوالی شریف۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طبلے بجایا کرتے تھے۔ کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ گانے گایا کرتے تھے اور حضرت عمرؓ تالیاں بجایا کرتے تھے۔ تم نے یہ رسم کہاں سے نکالی ہے۔ سنو

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چلے گا چاہے کوئی مولوی ہو۔ یا پیر ہو۔ وہ کبھی جنت میں نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالےٰ تم کو ہدایت عطا فرمائے (آمین)

کل کو اگر تم رنڈی کے ساتھ رنڈی شریف زنا کے ساتھ زنا شریف لگا دو تو کیا وہ شریف بن جائے گا۔ ہوش کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو۔ گمراہی کے راستے چھوڑ دو اور قرآن و حدیث پر عمل کرو۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اللہ تعالےٰ آپ سب کو باطن کی آنکھیں عطا فرمائے۔ اور اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وعلی اله واصحابه وبارك وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۶ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

عبادت کیلئے فراغت

اس مجلس ذکر میں جو احباب شامل ہوتے ہیں ان کو خوش خبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ سب کی مغفرت کر دیتا ہے۔ حدیث شریف تو طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ:-

فرشتے سڑکوں پر پھرتے رہتے ہیں اور مجلس ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب فرشتے کسی جگہ ذکر الہٰی کی مجلس پاتے ہیں تو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ آؤ ادھر آؤ۔ جس چیز کے ہم متلاشی تھے وہ چیز یہاں ہو رہی ہے۔ اور پھر فرشتے اس مجلس کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ جتنا حلقہ بڑا ہوتا ہے اُتنے ہی فرشتے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور پھر فرشتے ایک دوسرے پر چڑھ کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں پھر اللہ تعالےٰ ان فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہے۔ میں نے ان تمام کو بخش دیا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کہ لاہور کے ارد گرد ۳۰ میل تک اتنا بڑا ذکر الہٰی کا مجمع کہیں نہیں ہوتا۔

اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ پچھلے ہفتے کے سارے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بخشش کا تمغہ عطا فرمائے۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

آج ایک حدیث شریف عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس حدیث شریف پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا۔ میں تیرے سینے میں آسودہ حالی اور بے نیازی بھر دوں گا تو محتاج نہیں رہے گا۔ میں تیری تنگدستی کا دروازہ بند کر دوں گا اور خوشحالی کا دروازہ کھول دوں گا۔ اور اگر تو نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا۔ یعنی میری عبادت کے لئے فارغ نہ ہوا تو تُو ہمیشہ کام کرتا رہے گا۔ تیرے ہاتھ ہمیشہ کام کرتے رہیں گے اور تو کماتا ہی رہے گا۔ لیکن تُو محتاج رہے گا۔ تنگدستی کا دروازہ بالکل بند نہیں ہوگا اور خوشحالی کبھی نہ آئے گی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان باتوں پر یقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فرامین صحیح اور حق ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن شریف میں عبادت کا ٹھیکہ انسان کے ذمہ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ رزق کہاں سے کھائیں تو اللہ تعالےٰ نے رزق کا ٹھیکہ اپنے ذمہ لیا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

ترجمہ:۔ تمام زمین پہ چلنے والے جانداروں کا رزق اللہ تعالےٰ پہ ہے۔

یعنی

عبادت انسان کے ذمہ واجب ہے اور رزق کا دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی تمام ضروریات کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ پر اعتماد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ لیکن کوئی کام نہیں کرتے نہ کبھی کسی سے مانگتے ہیں اور نہ کسی کے آگے کبھی ہاتھ پھیلاتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ انہیں بہت رزق دیتا ہے۔ وہ خود بھی کھاتے ہیں اور اپنی ساری جماعت کو بھی کھلاتے ہیں صبح کو بھی لنگر جاری ہے اور شام کو بھی لنگر جاری ہے۔ ایسے اللہ والے اپنی جماعت کو اور خود کو ہر وقت ذکر الہٰی میں شاغل رکھتے ہیں اور بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں۔

میرے مُربی حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہی حساب تھا۔ کوئی کام نہ کرنا اور ہر وقت اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنا اور جماعت کو بھی ذکر الہٰی میں شاغل رکھنا۔ پھر اللہ تعالےٰ انہیں رزق دیتا تھا۔ اتنا دیتا تھا کہ صبح کو بھی اور شام کو بھی دیگیں پکا کر مفت تقسیم کرواتے تھے۔

ان چیزوں پر اعتماد اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت کے رنگ چڑھنے سے آتا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو آؤ میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ آکر میرے پاس بیٹھو کوئی کام نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ پھر تمہیں تین چار فاقے ضرور آئیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ آزمائے گا کہ میرا بندہ کیسا ہے۔ اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر اللہ تعالےٰ تم کو یہاں رزق بھیجے گا۔ اور لوگ دیگیں پکا کر یہاں لائیں گے کہ اصحاب کہف پیدا

ہو گئے ہیں۔ کوئی کام نہیں کرتے اللہ تعالےٰ کی ہر وقت عبادت کرتے رہتے ہیں۔

میں تمہیں سونے نہیں دونگا رات کو جگاؤں گا۔ اور ذکر الٰہی کراؤں گا۔ اور اللہ تعالےٰ کی بہت زیادہ عبادت کرواؤں گا۔ پھر دیکھنا اللہ تعالےٰ رزق کہاں سے دیتا ہے؟

لاہور کی ۱۴ لاکھ کی آبادی ہے۔ ہر مرد کام کرتا ہے۔ سب انسان کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت بالکل نہیں کرتے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہائے پوری نہیں پڑتی۔

یہ جو میں نے حدیث شریف سنائی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو ان باتوں پر یقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اگر اس حدیث شریف کے مطابق زندگی نہ گزاری۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے وقت نہ نکالا۔ روزانہ پانچ وقت کی نماز اور رمضان کے ۳۰ روزے نہ رکھے تو پھر اللہ تعالےٰ تنگدستی کا دروازہ بند نہیں کریں گے۔ اور کبھی خوشحالی نہ آئے گی۔ پھر یہ ہوگا۔ کہ ۲۰۰/ ۲۵۰ تنخواہ بھی اگر ہوگی۔ تو انسان یہی کہے گا۔ ہائے پوری نہیں پڑتی کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات پر عمل نہیں کرتے۔

جو لوگ متوکل علی اللہ ہوتے ہیں۔ وہ خوشحال ہیں۔ جو کچھ بھی پاتے ہیں۔ الحمد للہ پڑھتے ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن پاک میں اعلان ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

ترجمہ۔ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے۔ تو اور زیادہ دونگا اور اگر ناشکری کروگے۔ تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔

جو لوگ تربیت یافتہ ہیں۔ وہ ہر حال میں شکر کرتے ہیں۔

اگر لڑکے کی شادی ہوئی ہے تو اگر لڑکی والوں نے جہیز بہت کم دیا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ کہ آپ نے لڑکی دے دی تو سب کچھ دے دیا۔ اور جو نا تربیت یافتہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ کپڑے تو بہت ہی کم دئے ہیں۔ زیور بھی اچھا نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا۔ جس پر اُس کی امت نے مذاق نہ کیا ہو۔

ہر امت اپنے نبی پر مذاق اُڑاتی رہی ہے۔ تو کیا پھر اللہ تعالےٰ کے ہاں اُن کی عزت کم ہوگئی۔

اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے وقت نکالو۔ اور اللہ تعالےٰ پر اعتماد کرو۔ پھر دیکھو کہ اللہ تعالےٰ کتنا زیادہ دیتا ہے۔ اگر سوکھا ٹکڑا ملے۔ تو اللہ تعالےٰ کا شکر کرو۔ اس طریقہ سے دنیا اچھی گزرتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر ہر وقت اللہ تعالےٰ کی ناشکری کرتے رہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے جو کچھ دیا ہے۔ وہ بھی چھین لیتا ہے۔ جس طرح ماں اپنے بچوں کو کچھ دیتی ہے۔ تو جو بچے چپ کرکے جتنی چیز ملتی ہے لے لیتے ہیں۔ وہ اچھے رہتے ہیں۔ اور جو بچے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تھوڑا حصہ ملا ہے۔ تو ماں وہ بھی چھین لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے سے اللہ تعالےٰ پہلے کا دیا ہوا بھی چھین لیتے ہیں۔

دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ سب کو صبر و شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے جتنا زیادہ شکر کریں گے۔ اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ اور واقع ایسا ہی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کی زندگی اچھی طرح بسر کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مان کر اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ر صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ر اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تم مجھے یاد کرو ۔ میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو ۔ اور ناشکری نہ کرو

> حضرت شیخ التفسیر مدظلہٗ کے بیت اللہ شریف تشریف لے جانے کے بعد حضرت کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب الحمد للہ باقاعدگی سے مجلس ذکر منعقد کراتے ہیں اور ذکر کے بعد رشد و ہدایت بھی ہوتی ہے ۔ حافظ صاحب تو تقریر شائع کرنے کے خواہش مند نہیں ہیں اس لئے سابقہ اشاعت میں پہلی جمعرات کی تقریر شائع نہیں کی گئی ۔ لیکن احباب نے سخت تقاضا کیا اور کہا کہ جب ایسی جامع تقریر ہوتی ہے جس سے ہمارے قلوب تسکین پکڑتے ہیں ۔ تو یہ ضرور شائع ہونی چاہئے ۔ تاکہ عوام بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں اس لئے دوستوں کے اصرار پر اسے شائع کیا جا رہا ہے امید ہے کہ حضرت حافظ صاحب در گزر فرماویں گے نائب مدیر

فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ○ پ۲ ۔ رکوع ۲

ترجمہ ۔ تم مجھے یاد کرو ۔ میں تمہیں یاد کروں گا ۔ اور میرا شکر ادا کرو ۔ اور ناشکری نہ کرو ۔

حدیث شریف میں آیا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جس وقت مومن اللہ تعالےٰ کی یاد کرتا ہے ۔ تو اللہ تعالےٰ بھی اُسے یاد کرتا ہے ۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے ۔ تو اللہ تعالےٰ بھی اُسے دل میں یاد کرتے ہیں ۔ اگر وہ زبان سے یاد کرتا ہے ۔ تو وہ بھی زبان سے یاد کرتے ہیں ۔ اگر مومن مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے ۔ تو خدا تعالےٰ ہماری مجلس سے بہتر مجلس یعنی فرشتوں کی مجلس میں اُس بندے کی یاد کرتے ہیں ۔

اس کے بعد حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ کہ اگر تم میرا ذکر کرو گے ۔ تو میں بھی تمہارا اپنے فرشتوں میں ذکر کروں گا ۔ اور آگے فرماتے ہیں ۔ کہ میرا شکر کرو ۔ ناشکری نہ کرو ۔

اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جب اللہ تعالیٰ عبادت کی توفیق دیں ۔ تو اُس کا شکر ادا کریں ۔ کیونکہ جب تک اللہ تعالےٰ توفیق نہ دیں نیکی نہیں ہوتی ۔ حدیث شریف میں ذکر آتا ہے ۔ ایک علامت یہ بھی ہے ۔ کہ قیامت کے نزدیک اللہ تعالےٰ کی امانت جو انسانوں کے دلوں میں اتار دی گئی ہے اٹھا لی جائے گی ۔ اللہ تعالےٰ کی امانت ایمان اور اسلام ہے ۔ یعنی انسان رات کو سوئے گا ۔ صبح کو بے ایمان ہو کر اُٹھے گا ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل نہیں کرے گا ۔ ایمان اور اسلام کو بالکل چھوڑ دے گا

ہم سب کو اللہ تعالےٰ کے سامنے عاجزی کرتے رہنا چاہیے ۔ کہ یا اللہ ہم بڑے ذلیل و خوار ہیں ۔ بڑے سخت گنہگار ہیں ۔ تیری نافرمانی کرتے رہتے ہیں ۔ تیرا لاکھ لاکھ دفعہ شکر ہے ۔ کہ تو نے ہمیں گمراہی کے راستے سے نکال کر سیدھے راستے پر لگایا ہے ۔ اور اس مجلس میں شامل ہو کر اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی ہے ۔ یا اللہ ہمیں سیدھے راستے پر ہمیشہ قائم رکھ ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ○

(پ۱۳ ع ۱۳)

ترجمہ ۔ اگر تم میرا شکر کرو گے تو بہت زیادہ دوں گا ۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے ۔

اس لئے ہمیں ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے ۔ کہ یا اللہ تعالےٰ تیرا شکر ہے ۔ کہ تو نے ہمیں صحیح طریقے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ۔

ہم اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بالکل صحیح طریقے پر عمل کر کے ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتے ہیں ۔ ہمیں اللہ تعالےٰ ہمیشہ ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

ہر نعمت کا الگ الگ شکر ادا کرنا چاہئے ۔ کہ یا اللہ تیرا شکر ہے نیک کام کرنے کے لئے چلنے کی قوت دی قرآن کو ہاتھوں سے پکڑ کر آنکھوں سے پڑھنے کی توفیق دی ۔

اس طرح اگر ہم اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں بہت زیادہ دے گا ۔

اللہ تعالےٰ کی ناشکری دو قسم کی ہے (۱) اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو بھول جانا اور اس کا شکر ادا نہ کرنا ۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے اگر سیدھے راستے پر چلایا ہے تو زبان سے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا نہ کرنا (۲) اس نعمت کو سنبھال کر نہ رکھنا ۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ نے نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے کی توفیق دی ہے [illegible] تو کچھ عرصے کے بعد نماز اور قرآن کی تلاوت کو چھوڑ دینا ۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی ناشکری ہے ۔

ہر ایک مسلمان کو یہ کہنا چاہئے کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں صحیح طریقے پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے اپنا ذکر اور [illegible]

ـبادت کرنے کی ہمت دی ہے۔ پھر اس ـے بعد اسی راستے پر چلتے رہنے ـی کوشش کرنا۔ یعنی نہ اللہ تعالےٰ ـی عبادت کو ترک کرنا نہ تلاوت ـرآن کو چھوڑنا اور نہ ہی ذکر الٰہی ـں کوتاہی کرنا۔ بلکہ پہلے سے بھی ـیادہ اللہ تعالےٰ اللہ تعالےٰ کی عبادت ـی کوشش کرنا۔ بعض لوگ پہلے پکے ـمازی اور دیندار ہوتے ہیں لیکن پھر ـے نماز بن جاتے ہیں۔ اور گمراہی کے ـستے کو اختیار کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتے ـں۔ اگر تم میری ناشکری کروگے تو ـخت عذاب دوں گا۔ اس کا مطلب ـہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے ہمیں ـنی عبادت کی توفیق دی ہے۔ اس ـے بعد اگر ہم اللہ تعالےٰ کا زبان ـے شکر ادا نہ کریں اور اللہ تعالےٰ ـی عبادت کو چھوڑ دیں تو پھر سخت ـذاب کی وعید ہے۔

شیطان ورغلاتا ہے کہ بہت زیادہ ـرصہ ہو گیا ہے تمہیں عبادت کرتے ـوتے اب کوئی ضرورت نہیں۔ تم ـنے کافی اللہ تعالےٰ کی عبادت کر لی ـہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ یہ ـیطان کا دھوکا ہے۔

حضرت مولانا مدظلہٗ نے ۱۹۳۵ء ـں مدرسہ قاسم العلوم میں مجلس ذکر ـروع کی تھی صرف چھ سات آدمی ـتے تھے۔ آہستہ آہستہ آدمی زیادہ ـوتے گئے۔ پھر مسجد میں آ گئے۔ ـب میں دیکھتا ہوں کہ اکثر آدمی جو ـج سے بیس سال پہلے ہوتے تھے ـب مجلس ذکر میں نہیں آتے انہوں ـے درس قرآن کو بھی چھوڑ دیا ہے ـں شیطان یہی خیال لاتا ہے کہ ـب اور کوئی ضرورت نہیں۔ کافی ـدت کر لی ہے۔ اور اکثر آدمی ـطان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ـوگ پہلے مجلس ذکر اور درس ـرآن مجید میں آتے تھے اب کاروبار ـں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور عبادت کو ـب کر دیا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ ـی ناشکری۔ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ـں دنیا کے دھندوں سے محفوظ ـے اور اپنی یاد کی توفیق عطا ـائے۔ (آمین!)

جو لوگ نیک کاموں کو۔ درس قرآن اور مجلس ذکر کو چھوڑ دیتے ہیں اُن کی روحانی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ انسانی روح پودے کی طرح ہوتی ہے۔ اگر پودے کو پانی ملتا رہے تو وہ پھلتا پھولتا ہے۔ ورنہ تھوڑے دنوں کے بعد مرجھا جاتا ہے اسی طرح اگر روح کو درس قرآن اور ذکر الٰہی کا پانی نہ ملے تو روح کمزور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو سیدھے راستے پر چل کر اپنی یاد کی موت کے وقت تک توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ (آمین!)

شیطان ہمیشہ الٹ راستے پر چلاتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ کافی عبادت کر لی ہے۔ اب کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کبھی خیال نہیں لاتے گا کہ کافی عمر ہو گئی ہے روٹی کھاتے ہوتے اب روٹی کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ غالباً جب حضرت مولانا مدظلہ صاحب نے ۱۹۴۲ء میں درس قرآن کو ختم کیا تو لوگوں کو فرمایا کہ اب یہ نہ خیال کرنا کہ کافی عرصہ قرآن کا درس سنا ہے اس لئے اب کوئی ضرورت نہیں یہی کافی ہے۔ بلکہ جتنی مرتبہ بھی قرآن کا درس سنوگے اتنی ہی مرتبہ لطف آئے گا۔ اگر ایک آیت کا درس سو مرتبہ سنیں گے تو ہر مرتبہ نئی بات معلوم ہو گی۔

جس طرح کسی پرانے کنوئیں سے جتنی مرتبہ پانی نکالوگے ہر مرتبہ پانی میٹھا اور مزیدار نکلے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن مجید ایک سمندر ہے۔ اس کا درس سننے سے ہر مرتبہ عمدہ عمدہ باتیں معلوم ہوں گی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ آدمی جس حالت میں مریگا اُسی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اگر اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتا مرے گا تو قیامت کے دن عبادت کرتا اٹھایا جائے گا۔ اگر گناہ کرتا مرے گا تو گناہ کرتا اٹھایا جائے گا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمی ساری عمر نیک کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن موت کے وقت کوئی بُرا کام کر لیتے ہیں۔ تو وہ سیدھے دوزخ میں جلتے ہیں اور بعض لوگ ساری عمر بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ مگر موت کے وقت کوئی نیکی کا کام کرنے سے جنت میں چلے جاتے ہیں

حاصل یہ کہ ہم سب کو نیکی کے کام بہت زیادہ کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے لئے یہاں آئیں اور ہمیشہ اسی پر قائم رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بیعت کی تھی۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی پر۔ صحیح بخاری

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۱ء مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ج فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ o

(پ ۷ - رکوع ۲)

ترجمہ :- اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو - پھر اگر تم پھر جاؤگے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہمارے ذمہ فرض ہے - انسان کے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی راہ میں حجابات پیدا ہوتے رہتے ہیں - ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں ان حجابات کو دور کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے - کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کیلئے کیسے کمربستہ ہو -

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ -

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے - یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی - اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی -

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے میں تین قسم کے حجاب مانع آتے ہیں -

۱ حجاب طبع :- جو انسان کو اطاعت سے روکتا ہے - اس کا دل نہیں مانتا - اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے میں دل نہیں لگتا -

۲ حجاب رسم

۳ حجاب سوئے معرفت -

اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنے سے حجاب طبع دُور ہو جاتا ہے - جو ذکر الٰہی کرنے کے طریقے بزرگان دین نے اپنے متعلقین کو سکھلائے ہیں - ان طریقوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے انسان کے دل میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کو دل چاہتا ہے - برعکس اس کے جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ نہیں اور خصوصاً آج کل کے فاسد زمانہ میں اُن کے دل میں نرمی پیدا نہیں ہوتی - اور خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول کی اطاعت ان کو بارگراں معلوم ہوتی ہے - کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ (جیسے آسمان پر چڑھنا) آپ جانتے ہیں کہ عام حال یہ ہے - کہ بمشکل دو فیصدی نمازی ہونگے - ان میں بھی پکے اور پختہ نمازی وُہ ہیں جو ذکر الٰہی کثرت سے کرتے ہیں اور کسی اللہ والے کے ساتھ وابستہ ہیں -

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے جو کافی لمبی ہے - حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمانوں کو تعلیم دینے کی غرض سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا چیز ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے - لیکن اگر تو اُسے نہ دیکھ سکے اور یہ تصور نہ ہو تو وہ تو یقیناً مجھے دیکھ رہے ہیں - اس خیال کو پختہ اور جمانے کی کوشش کرو - یہ احسان کا درجہ جبتک ذکر الٰہی کی کثرت بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقوں پر نہ کی جائے تو عموماً حاصل نہیں ہوتا -

جو لوگ ذکر الٰہی کی مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرنے کو بدعت کہتے ہیں - وہ جاہل ہیں - اُنہیں علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیسے

بقیہ صفحہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کے علاوہ نیند آجانا تو ظاہری اسباب کے اعتبار سے بالکل اس کے اختیار میں نہیں ، نہ اس کی کوئی تدبیر نیند کو بلا سکتی ہے - حق تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہی نے ایسا نظام بنایا ہے کہ رات کی اندھیر ہوتے ہی ہر جانور اور انسان کو اپنی آرام گاہ کی تلاش ہوتی ہے وہاں پہنچ کر نیند غالب ہو جاتی ہے - دن بھر کا ہارا تھکا جاندار اس نیند کے ذریعے تازہ دم ہو جاتا ہے

خلاصہ یہ ہے - کہ سونے کے وقت ایک حرف بِسْمِ اللّٰہ نے مومن کے لئے اتنی معرفت کا دروازہ کھول دیا - اسی طرح بیت الخلا میں جانے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ کہنا یہ تعلیم دیتا ہے کہ کھائی ہوئی غذا کو جزو بدن بنانا اور فضلات کو خارج کر دینا یہ دونوں کام انسان کے بس میں نہیں - اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت سے یہ سب کام انجام پاتے ہیں - وضو کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ کہنے کی بڑی تاکید آئی ہے - بعض آئمہ کے نزدیک تو بغیر بِسْمِ اللّٰہِ کے وضو ہوتا ہی نہیں - اور نماز کی تو ہر رکعت بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کی جاتی ہے - قرآن کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہِ سے ہوتی ہے - درمنثور میں بحوالہ دار قطنی ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جبریل امین جب

۴۴

۴۳

کبھی میرے پاس وحی لے کر آتے - تو پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے تھے - اسی طرح اسلامی تعلیم یہ ہے - کہ انسان اپنی ہر نقل و حرکت اور ہر کام کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اللہ کے نام سے شروع کرے - جو عین ان کاموں کے اشتغال کے وقت بھی اس کو ایک عارف و ذاکر بنا دے گی اور اس کے بعد بھی ہزاروں برکات و ثمرات لائے گی - گویا بِسْمِ اللّٰہِ ایک کیمیا ہے - جو خاک کو سونا بنا دیتی ہے - اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کُلّ امرذی بالٍ لم یبدأ بِسْمِ اللّٰہِ فھو قطع

یعنی جو معتدبہ کام بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے - قرآن کریم میں الزمھم کلمۃ التقوی کی تفسیر امام زہری نے یہی فرمائی ہے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد بِسْمِ اللّٰہِ ہے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں کو اس کا پابند بنا دیا ہے -

ہوتی ہے اور حجاب طبع جو مانع اطاعت ہے اس کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ بدعت اُسے کہتے ہیں جو نئی چیز دین میں جزو دین کی حیثیت سے داخل کی جائے۔ جو یہاں آتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی یاد کا طریقہ سکھایا جاتا ہے اور جو نہیں آتا اس پر نہ جبر کیا جاتا ہے۔ نہ ملامت۔ مخالفین ذکر کی یہ کونسی کم حرماں نصیبی ہے کہ وہ اخلاص و للہیت اور احسان کے مدارج عُلیا سے بے بہرہ ہی رہ جاتے ہیں

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی کثرت سے یاد کرتے ہیں۔ وہ دنیاوی معاملات میں بھی کھرے اور سچے نکلتے ہیں۔ مثلاً ملازمت پیشہ لوگ اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں امانت دار ہوتے ہیں اور اپنے سے چھوٹوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ رشوت وغیرہ بالکل نہیں لیتے۔

دوکاندار پورا تولتے ہیں۔ بے ایمانی نہیں کرتے۔ کاروباری لوگ دیانتدار ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کا نتیجہ ہے۔ اور جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں کرتے۔ وہ اکثر ہر معاملہ میں کھوٹے نکلتے ہیں ان کے منہ میں جب تک ہڈی نہ دی جائے اکثر وہ کام نہیں کرتے۔

ان میں اور اللہ تعالےٰ کی یاد کثرت سے کرنے والوں میں بہت فرق ہے۔

۱۹ پارہ میں اللہ تعالےٰ نے نافرمان قوموں کا حال ذکر کرکے فرمایا ہے کہ ہر قوم اپنے نبی کی مخالف تھی۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی کثرت سے یاد کرتے تھے ان کو بیوقوف کہا جاتا تھا۔

آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ذکر الٰہی کرنے والوں کو بیوقوف یا بدعتی کہتے ہیں یہ جاہل خود تو ذکر الٰہی کرتے نہیں اور ذکر الٰہی کرنے والوں پر مذاق اور طعن کرتے ہیں

جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ شام کو مسجد میں آ کر **ذکر الٰہی** کرتے ہیں۔ ان کو روکنے کی بجائے تم کو چاہیئے کہ جو لوگ شام کو سیر کرنے باغوں میں اور سینماؤں اور کلبوں میں جاتے ہیں ان کو روکیں، اور **ذکر الٰہی** کی طرف بلائیں۔

یاد رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا بزرگان دین سے ذکر الٰہی کے یہ طریقے منقول ہیں۔ اگر ان طریقوں پر عمل کرکے **ذکر الٰہی** کریں گے تو فائدہ ہوگا اور طبیعت پر کوئی بوجھ بھی محسوس نہ ہوگا اور **ذکر الٰہی** کرنے کو دل بھی چاہے گا۔ اگر اُسکے خلاف اللہ والوں کے بتائے ہوئے طریقوں کو چھوڑ کر ذکر کرو گے تو تھک جاؤ گے۔ دل میں لذت پیدا نہیں ہوگی اور دل نہیں چاہے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میری یاد کثرت سے کرو۔ اللہ والے ایسے طریقے سکھاتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انسان ۲۴ گھنٹے اللہ تعالےٰ کی یاد کر سکتا ہے اور اس سے نہ طبیعت گھبراتی ہے۔ نہ ہی تکلیف ہوتی ہے۔

لطیفہ قلبی کا ذکر اگر انسان ۲۴ گھنٹے کرتا رہے تو نہ انسان کو بوجھ محسوس ہوتا ہے اور نہ ہی طبیعت گھبراتی ہے۔ نہ زبان تھکتی ہے اور نہ دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ خبر تک نہیں ہوتی

پاس انفاس کا ذکر۔

کہ ہر وقت سانس لیتے وقت ذکر الٰہی کرتے رہو۔ یہ سب بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح انسان ذکر قلبی سے ریا (دکھلاوے) سے بھی بچ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالےٰ کا ذکر فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے انعامات سے مستفیض فرمائے۔

جو شخص اللہ تعالےٰ کی کثرت سے یاد کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ اپنے احسانات کرتے ہیں۔ اور اگر وہ شخص بطور تحدیث نعمت اللہ تعالےٰ کے احسانات کا لوگوں پر اظہار کرے۔ تو یہ نہ شرک ہے۔ نہ اس پر دوسروں کو حسد کرنا چاہیئے۔

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم **ذکر الٰہی** کثرت سے کریں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اپنے انعامات کی بارش ہم سب پر کریں۔ چاہیئے سہروردی چشتی، نقشبندی اور قادری کسی بھی طریقہ کے مطابق ہو۔ شرط یہ ہے کہ پیر متبع سُنّت ہو۔ پھر انشاء اللہ حالت بدل جائیگی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان ہو جائے گی۔

دُعا کریں کہ **اللہ** تعالےٰ ہم سب کو استقامت دے اور اس **ذکر الٰہی** کی مجلس کو بدعت کہنے والوں کو بھی ہدایت دے۔ آمین۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ○

(پارہ ۲۲ رکوع ۲)

ترجمہ:۔ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور یاد کرنے والے مرد اللہ تعالےٰ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالےٰ کو تیار کر رکھی ہے اُن کے واسطے معافی اور ثواب بہت بڑا

(حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی)

اس آیت میں **اللہ** تعالےٰ نے ان صفات والے مرد اور عورتوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی کثرت سے یاد کرنے کا بھی ذکر ہے۔

خلاصہ یہ کہ بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں ہے اور اگر ہم اس طریقے پر اللہ تعالےٰ کی کثرت سے

(باقی صفحہ [illegible] پر)

یاد کریں گے تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی جو ہم پر فرض ہے بڑی آسان ہو جائے گی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائیں گے۔

دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور **ذکر الٰہی** بہت کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا فرمایا ہے۔ اس کا ہم سب کو مستحق بنائے اور گمراہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: جس کو مسلمانوں کے مسائل و معاملات کی فکر نہ ہو وہ ان میں سے نہیں ہے اور جس کا یہ حال ہو کہ وہ ہر دن اور ہر صبح و شام اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پاک قرآنِ مجید اور اس کے امام (یعنی خلیفہ وقت) کا اور عام مسلمانوں کا مخلص و خیر خواہ اور وفادار ہو (یعنی جو کسی وقت بھی اس اخلاص اور وفاداری سے خالی ہو) وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ معجم اوسط

حضرت ابو ہریرہ رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ایک مسلم کو دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کے اس کے لئے دعائے رحمت کرنا۔ صحیح بخاری

مجلس ذکر منعقد جمعرات ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

شکرِ نعمت ۔ کفرانِ نعمت

سب سے پہلے اس حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو خوشخبری سناتا ہوں ۔ کہ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں ۔ کہ ہر جمعرات کو ہم سب کو فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔(آمین !)

مجلس ذکر کے بعد میرا معمول ہے کہ کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں ۔ آج قرآن مجید کی ایک آیت شریف کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ○

ترجمہ ۔ البتہ اگر تم شکرگزاری کروگے ۔ تو ضرور بضرور اور زیادہ دونگا ۔ اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بھی سخت ہے ۔

اس آیت شریف میں دو چیزیں ہیں

۱۔ شکرِ نعمت

۲۔ کفرانِ نعمت

نعمت کا شکر یہ ہے ۔ کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے دی ہے اسی مقصد کے لئے اُسے خرچ کیا جائے مثلاً دولت اس لئے دی ہے ۔ کہ بال بچوں کی پرورش کی جائے ۔ اور اللہ (تعالیٰ) کے دین کے لئے خرچ کی جائے آنکھیں اس لئے دیں ہیں ۔ کہ ان سے قرآن و حدیث پڑھا جائے کان اس لئے دئے ہیں کہ ان سے کسی عالم ربّانی کا پیغام حق سنا جائے پاؤں اس لئے دئیے ہیں ۔ کہ درس قرآن سننے اور نماز مسجد میں جاکر پڑھنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔ غرض یہ کہ ہر ایک نعمت کا شکر ادا کیا جائے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہر ایک نعمت کو صحیح مصرف پر خرچ کیا گیا ۔ تو یہ شکر نعمت ہے ۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی کی کوئی پروا نہ کی ۔ اور آنکھوں ۔ کانوں پاؤں وغیرہ کو غلط مصرف پر خرچ کیا ۔ تو اللہ تعالےٰ کا عذاب بہت سخت ہے ۔ اس کی گرفت سے ڈرنا چاہئے ۔ وہ ایک منٹ میں ساری نعمتیں چھین سکتا ہے ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو شکر نعمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔اور کفران نعمت سے محفوظ رکھے ۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے ۔ تو میں البتہ ضرور بالضرور اور زیادہ کر دوں گا ۔ اور اگر تم نے میری نعمتوں کا کفر کیا ۔ تو میرا عذاب بڑا سخت ہے ۔ لاہور میں کئی ایسے لوگ ہیں ۔ جن کو لاکھوں روپوں کا گھاٹا پڑ جاتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کی گرفت سے بچنا چاہئیے ۔ مغرور نہ ہونا چاہئیے ۔ بعض لوگوں کے بعض دفعہ جہاز کے جہاز غرق ہو جاتے ہیں ۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنا شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفرانِ نعمت سے بچائے ۔

کان، اللہ تعالےٰ نے آواز حق کو سننے کے لئے دئے ہیں ۔ نہ کہ کنجریوں اور رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے اگر آنکھوں سے سینما دیکھا گیا ۔ کنجریوں اور رنڈیوں کے گانے سننے کے لئے کان استعمال کئے گئے ۔ اور پاؤں کو سینما دیکھنے کے لئے استعمال کیا گیا ۔ تو یہ کفرانِ نعمت ہے ۔ ڈرنا چاہئے کہیں اللہ تعالےٰ یہ سب نعمتیں چھین نہ لے

میں نے آج تک کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلایا ۔ اللہ تعالےٰ مجھے دیتا ہے ۔ سب لاہوریوں سے زیادہ اور اچھا ۔ پھر میں اُسے جمع کرتا ہوں اور اُسے صحیح مصرف پر خرچ کرتا ہوں ۔ تو مجھے اللہ تعالےٰ اور زیادہ دیتا ہے ۔

اب میں اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے گیارہویں مرتبہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے ہوکر آیا ہوں ۔

ہر نبی کا یہ پیغام تھا ۔ کہ اے میری ۔ امت ۔ میں تم سے اس پیغام حق سنانے کی کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری اللہ تبارک تعالےٰ کے ذمہ ہے ۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے نبیوں کی امداد فرماتے تھے ۔ اُن کے پاس آسمان سے آٹے اور چاولوں کی بوریاں نہیں آتی تھیں ۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے نبی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنے مخلص بندوں کے دلوں میں خیال ڈالتا تھا ۔ کہ فلاں چیز کی نبی کو ضرورت ہے ۔ دے آؤ ۔

اسی طرح جو لوگ اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرکے کریں گے اللہ تعالےٰ اُن کو کسی کا محتاج نہیں بنائے گا ۔ اور خود بخود اُن کے رزق کا بندوبست کرے گا ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ بلکہ علمائے کرام اللہ تعالےٰ کا پیغام سنانے (اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کو زندہ کرنے کے لئے آئیں گے اور اپنا وقت نکال کر دین کی اشاعت کریں گے ۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کے رزق کا خود کفیل ہوگا دعا کریں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں شکر نعمت کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور کفران نعمت سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا) نہ خود اس پر ظلم و زیادتی کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے (حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ فرمایا) تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے (یعنی اس پر دست درازی حرام ہے) س کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ صحیح مسلم

بچائے۔ کیونکہ جو کوئی بھی شکر نعمت کریگا اللہ تعالےٰ اس کے رزق میں زیادتی کرے گا۔ اور جو کوئی کفران نعمت کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ کا عذاب سخت ہے۔ کہیں ایسا نہ بنا دے۔ کہ بھیک مانگنے کی ضرورت پڑ جائے۔ ہر جمعرات کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی کرنے کے لئے جو لوگ یہاں آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو مغفرت کا تحفہ عطا فرماتا ہے۔ اگر نیت کچھ اور ہوگی۔ رضا الٰہی حاصل کرنے کی نہ ہوگی۔ تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر ایک بات یاد رکھیں۔

میوہ از میوہ رنگ گیرد
یہ رنگ گھر بیٹھے نہیں چڑھے گا

اگر راگ گانا چاہتے ہو۔ تو کنجر کے پاس جاکر بیٹھو۔ اگر اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو جن لوگوں کی زندگی کا نصب العین اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے اُن لوگوں کے پاس جاکر بیٹھو۔ ان لوگوں کی صحبت حاصل کرنے سے یہ رنگ چڑھ جائے گا۔ پھر انسان اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق خرچ کرے گا۔ جس طرح ماں باپ جسمانی تربیت کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والے روحانی تربیت کرتے ہیں۔ پھر اُن کی صحبت کی وجہ سے ایسا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ کہ ذکر الٰہی کرنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ اور ہر وقت ذکر الٰہی کرتا ہے اگر یہ خیال کریں کہ دنیا داروں کے پاس بیٹھ کر خدا تعالےٰ کی یاد کرنے لگ جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ بھی خوش ہو جائے تو۔

این خیال است محال است جنوں

اللہ والے دنیا میں کم یاب ہیں نایاب نہیں۔ اور اگر اللہ والوں کے پاس جاکر بیٹھو گے۔ تو پھر انہی کے رنگ میں رنگے جاؤ گے۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے خاص بندوں کی صحبت نصیب فرمائے۔ اور دنیاداروں کی صحبت سے محفوظ رکھے۔

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان یہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو کیسے خرچ کروں اور

باقی صفحہ ۱۸ پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی پاسبانی و نگرانی کرتا ہے۔ سنن ابی داؤد

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

پھر علمائے کرام سے پوچھ کر اسے صحیح مصرف پر خرچ کرتا ہے۔
اگر آپ بہرے ہوتے۔ تو آواز حق کیسے سنتے۔ اگر ٹانگیں نہ ہوتی تو یہاں مجلس ذکر میں چل کر کیسے آتے۔ اور اگر آنکھیں نہ ہوتی تو راستہ کیسے دیکھتے اور اگر اللہ تعالےٰ نے یہ سب نعمتیں دی ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں اور ہر موقع پر علمائے کرام سے پوچھیں کہ اس نعمت کا شکر کیسے ادا کریں۔
اللہ تعالےٰ ہم سب کو یہاں فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی کرنے کے نئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ اور کفرانِ نعمت سے محفوظ رکھے۔ امین

وَ آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

مجلسِ ذکر منعقد جمعرات ۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

فضیلتِ ذکر

کئی حضرات ہر مجلس میں نئے ہوتے ہیں۔ میں نے ایک حدیث پہلے بھی سنائی تھی آج پھر سناتا ہوں۔ تاکہ باقی حضرات بھی وہ حدیث سن لیں۔

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله ملائکة یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قومًا یذکرون الله تنادوا هلموا الی حاجتکم قال فیحفونهم باجنحتهم الی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قال فیسألهم ربُّهم وهو اعلم بهم ما یقول عِبَادِی قال یقولون یُسَبِّحُونك ویکبرونك ویحمدونك ویمجدونك قَال فیقول هل رَاَوْنِی قال فیقولون لا والله ما راوك قال فیقول کیف لورَاَونی قال فیقولون لو راوك کانوا اَشَدَّ لك عبادة وَاشَدَّ لك تمجیدًا واکثر لك تسبیحًا قال فیقول فما یَسْأَلُوْنَ قالُوا یسألونك الجنة قال یقول وهل راوها فیقولون لا والله یاربّ ما رَاَوْهَا قال یقول فکیف لوراوها قال یقولون لو انهم راوها کانوا اَشَدَّ علیها حرصًا واشد لها طَلَبًا واعظم فیها رغبة قال فَمِمَّ یتعوذون قال یقولون من النار قال یقول فهل راوها قال یقولون لا والله یاربّ ما رَاَوْهَا قال یقول فکیف لوراوها قال یقولون لوراوها کانوا اَشَدَّ منها فرارا و اشد لها مخافة قال فیقول فاُشْهِدُکُمْ انی قد غفرت لهم قال یقول ملك من الملائکة فیهم فلان لیس منهم انما جآء لِحَاجة قال هم الجُلَسَآء لا یشقی جلیسهم رواه البخاری

وفی روایة مسلم قال ان لله ملائکة سَیَّارة فُضُلًا یَبْتَغُوْنَ مجالس الذکر فاذا وَجَدوا مجلسًا فیه ذِکْرٌ قَعَدُوْا منهم وَحَفَّ بعضهم بعضا باجنحتهم حتی یملأوا ما بَیْنَهُمْ و بین السَّمَآءِ الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی السَّمَآءِ قالَ فیسئلهم الله وهو اعلم من اَیْنَ جئتم فیقولون جئنا من عند عبادك فی الارض یُسَبِّحُوْنَكَ ویکبرونك ویُهَلِّلُوْنَكَ ویحمدونك ویمجدونك ویسئلونك قال وما ذا یسألونی قالو یسئلونك جنتك قال وهل راوا جنتی قالوا لا ای رب قال فکیف لوراوا جنتی قالوا ویستجیرونك قال ومما یستجیرونی قالوا من نارك قال وهل راوا ناری قالوا لا قال فکیف لوراوا ناری قالوا یستغفرونك قال فیقول قد غفرت لهم فاعطیتهم ما سالوا وَاَجَرْتُهم مما استجاروا قال یقولون ربِّ فیهم فلان عبدٌ خَطَّاءٌ وانما مرّ فجلس معهم قَالَ فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم

ترجمہ:۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالےٰ کے فرشتے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ بازاروں میں گلیوں میں ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ جب دیکھتے ہیں کہ کوئی جماعت بیٹھی اللہ تعالےٰ کا ذکر کر رہی ہے تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس چیز کی تلاش میں ہم تھے وہ یہاں ہو رہی ہے۔

تو پھر تمام فرشتے اس ذکر کرنے والی مجلس کو گھیرے ڈال لیتے ہیں۔ اور آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ چونکہ فرشتے نور سے بنے ہیں۔ اس لئے اُن کے جسم بہت لطیف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر ناظر اور عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ہے۔ لیکن فرشتوں سے گواہی لینے کے لئے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ کی تسبیح و تحمید بیان کر رہے ہیں آپ کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں کہ

معذرت

میں اپنے احباب کرام سے بصد حسرت معذرت خواہ ہوں کہ انہوں نے میرے سفر حرمین شریفین پر جانے کے بعد بھی خط و کتابت جاری رکھا ہے۔ شاید اس لئے کہ انہیں میرے اس سفر مبارک پر جانے کا علم نہیں ہوا۔ اب آنے کے بعد اس ڈاک کا جواب دینا علاوہ روزانہ کی ذمہ داریوں کو نباہنا میرے لئے مشکل ہے۔ اس لئے میں احباب کرام سے معذرت خواہ ہوں کہ اگر جواب نہ ملے تو معاف فرمائیں۔ فقط

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر اُن کا کیا حال ہوگا۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ وہ تجھ کو بن دیکھے اتنا یاد کرتے ہیں اور اتنی عبادت کرتے ہیں اگر تجھ کو دیکھ لیں تو پھر تو آپ کی بزرگی اور تسبیح بیان کرنے میں اور زیادتی کر دیں۔ اور تیری اور زیادہ عبادت شروع کر دیں۔

اللہ تعالےٰ پھر فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ بہشت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے بہشت دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں۔ تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ بہشت دیکھ لیں تو ان کا شوق اور زیادہ تیز ہو جائے۔ اور جنت کی حرص اور زیادہ بڑھ جائے اب بن دیکھے اتنے مشتاق ہیں۔ دیکھنے کے بعد اور زیادہ جنت کی طلب کرنے لگ جائیں۔ اور تیری اور زیادہ بزرگی اور تسبیح بیان کریں۔

اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ پھر پوچھتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ دوزخ کو بن دیکھے ان کا یہ حال ہے اگر دیکھ لیں تو اور زیادہ دوزخ سے دُور بھاگیں گے۔ اور اور زیادہ خوف پیدا ہوگا پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہو کہ میں نے تمام ذکر میں شامل ہونے والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ فلاں آدمی اُن ذکر کرنے والوں میں سے نہیں ہے وہ کسی کام کی غرض سے اُن کے پاس بیٹھا ہوا ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے مجلس والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے خالی نہیں جاتے۔

(رواہ البخاری)

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہر جمعرات کو یہاں مل بیٹھ کر ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت آپ کے اس حلقۂ ذکر پر نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اس ذکر کو قبول فرمائے۔ اور فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ذکر کے لئے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ نے تو جنت کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ کہ میرا ذکر کرو۔ تو میں تم کو بخش دونگا لیکن بڑے ہی بدبخت ہیں وہ لوگ جو لاہور میں ذکر الٰہی کی مجلس میں شامل ہو کر اللہ تعالےٰ سے مغفرت کا تمغہ نہیں لیتے۔

مجھے علم ہے کہ لاہور کے ارد گرد ۴۰، ۵۰ میل تک ایسی مجلس ذکر منعقد نہیں ہوتی۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ اور ذکر کو قبول فرمائے۔ اور جو لوگ ذکر الٰہی نہیں کرتے اُن کو ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارا سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العالمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مجلس ذکر۔ منعقدہ جمعرات ۲ر ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

عبادت

سب احباب کو مبارک دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سب کو بخش دیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کے ذکر کی مجلسوں کی تلاش میں گلیوں اور بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں ذکر کی مجلس کو دیکھتے ہیں تو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں اور مجلس ذکر کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور نورانی ہونے کی وجہ سے آسمان پر اللہ تعالےٰ کے پاس جا پہنچتے ہیں۔ خلاصہ حدیث شریف کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو بخش دیتا ہے۔ بشرطیکہ رضا الٰہی حاصل کرنے کی نیت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو مغفرت کا تمغہ عطا فرمائے۔ استقامت اور مرتے دم تک ذکر الٰہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا طریقہ قادری ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ پر آج بھی لاکھوں آدمی دنیا میں ذکر الٰہی کرتے ہیں ہم یہاں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر جمعرات کو اکٹھے ہو کر ذکر الٰہی خدا کو راضی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین!)

* * *

* *

دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جن کو اللہ تعالےٰ کی رضا (خوشی) مقصود محبوب ہے۔ اور وہ اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح اللہ تعالےٰ خوش ہو جائیں۔ یہ لوگ دین کو بچانے کے لئے دنیا کے نقصان کی بھی پروا نہیں کرتے۔ دنیا جاتی ہے تو جائے مگر دین ہاتھ سے نہ جائے۔ اور یہی لوگ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کامیاب ہیں۔

۲۔ وہ لوگ جن کو دنیا کی ترقی مقصود ہے اور وہ اسی لئے اس کو بہتر بنانے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں۔ ان کا نصب العین دنیا کمانا ہے۔ یہ لوگ امتحان کے وقت دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دین جاتے تو جائے مگر دنیا نہ جائے۔ یہی لوگ احمق، جاہل، بے وقوف اور نامراد ہیں۔

اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

ترجمہ:- اور میں نے جنّ اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

جس طرح انسان مکلّف ہے اس پر اللہ تعالےٰ کی عبادت فرض ہے۔ اسی طرح جن بھی مکلف ہے۔ اس پر بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت فرض ہے۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی الثقلین کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنّ ساری رات باہر جنگل میں لے گئے اور اپنے متعلقہ احکام پوچھتے رہے۔

شیطان نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے کہ انسان دنیا کمانے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تخلیق جن و انس کا مقصد فقط میری عبادت ہے۔ اور رزق کا بندوبست میرے ذمہ ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ (پ۱۲ رکوع ۱)

ترجمہ:- اور زمین پر چلنے والوں کا رزق فقط اللہ تعالےٰ کے ذمّہ ہے۔

وہ لوگ احمق، غیر مآل اندیش، اور بے وقوف ہیں کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے (یعنی عبادت کے لئے) وہ تو کرتے نہیں۔ اور جس چیز کا ٹھیکہ اللہ تعالےٰ نے خود لے رکھا ہے وہ خود کرتے ہیں۔

یاد رکھو۔ عبادت کرنی تمہارے ذمہ ہے۔ بہانے مت بناؤ کہ ہمیں نماز پڑھنے کو فرصت نہیں ہے۔ بال بچوں کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر کام نہیں کریں گے تو رزق کہاں سے کھائیں گے۔ اور بھوکے مر جائیں گے یہ لوگ بدنصیب نامراد اور اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں میں تم سب کو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ آؤ میرے پاس آ کر سب بیٹھ جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ بیٹھونگا۔ پھر تم سے عبادت کرواؤں گا۔ ٹانگیں پھیلا کر سونے نہیں دوں گا ذکر الٰہی کرواؤں گا۔ پھر تین چار فاقے تمہارے امتحان کے لئے آئیں گے۔ پھر اگر تم امتحان میں پاس ہوگئے تو اللہ تعالےٰ یہیں پلاؤ، زردہ وغیرہ کی دیگیں بھیجے گا۔ آؤ آزما کر دیکھو رزق تمہاری کارگردگی پر موقوف نہیں ہے۔ عبادت الٰہی کثرت سے کرو۔ دیکھو اللہ تعالےٰ رزق دیتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ سانپوں، کتوں، سوروں،

بلیوں کو رزق دیتا ہے۔ ہر جاندار کے رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ پر ہے اور عبادت کا ذمہ انسان و جن پر ہے۔

یہ مت خیال کریں کہ کام نہیں کریں گے تو بھوکے مر جائیں گے۔

یاد رکھو۔ عبادت کے سامنے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہو۔ تو ایسی نوکری چھوڑ دو جس سے نماز اور عبادت الٰہی میں فرق آتا ہے اللہ تعالےٰ رازق ہے۔ رزق کا بندوبست وہ خود کرے گا تم اُس کی عبادت میں کوتاہی اور سستی نہ کرو۔

ہزاروں میں سے ایک کو بھی اللہ تعالےٰ پر اعتماد نہیں۔ مولویوں کو بھی اعتماد نہیں۔ وہ بھی پہلے تنخواہ مقرر کراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پر توکل کرنا یہ بھی رزق کا ذریعہ ہے۔ توکل الی اللہ بزرگان دین (اللہ والوں) کی صحبت میں مدت مدیدہ بیٹھنے اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے سے حاصل ہے۔ میں نے یہ چیز اپنے مربی کے ہاں سے ۴۰ سال کے بعد پائی ہے اللہ تعالےٰ ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں شامل ہو کر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اگر آپ دوزخ کی آگ سے (جو دنیا کی آگ سے ۷۰ درجہ زیادہ ہے) بچنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں تو عبادت الٰہی کثرت سے کریں۔

لاہوریوں نے مقصد حیات یہ سمجھا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اُسے سکول اور کالج کی تعلیم دلا کر انگریز بدبخت، چوڑے (بھنگی) سؤر کھانے والے کی نوکری کرا دو۔ شرم کرو کچھ ہوش کرو۔

۴۵ سال ہو گئے مجھے لاہور آئے ہوئے — لیکن کسی لاہوری کا کوئی بیٹا نہ ۴۵ سال پہلے عالم تھا نہ اب ہے۔ لاہوری بدبخت، اپنے بچوں کو بی۔ اے ایم، اے تو کراتے ہیں مگر علم دین، قرآن و حدیث سے بالکل جاہل رکھتے ہیں۔ اور یہی بچے بڑے ہو کر علماء کرام کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں گالیاں نکالتے ہیں۔

سنو۔ ہوش کرو۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے باطن کی آنکھیں دی ہیں اور مجھے علم ہے کہ جو نوجوان (انگریز کے تابعدار) علمائے کرام کو گالیاں دیتے مر گئے ہیں۔ اُن کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں اگر تم کو یقین نہیں آتا تو آؤ میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ میں نے یہ فن ۴۰ سال میں سیکھا ہے تم کو میں ۴ سال میں سکھا دوں گا مگر بیوی کو ۴ سال کا خرچ دے کر آنا کہیں وہ تمہاری جان کو بعد میں نہ روئے۔

یا تو مان جاؤ اور اپنا رویہ بدلو۔ علمائے کرام کی عزت کرو۔ اور عبادت الٰہی کو اپنا لو یا آؤ آ کر یہ فن سیکھو۔

میں کہا کرتا ہوں کہ لاہور بے دینوں کا شہر ہے اکثر بے حیا، کنجریوں کے پجاری، رنڈی باز ہیں رات کو اپنی بیوی اور نوجوان لڑکیوں کو سینما دکھانے کے لئے ۵ میل دور جاتے ہو شرم نہیں آتی کچھ ہوش کرو۔

۱۰۰ میں سے ۹۹ فی صدی مولوی جاہل ہیں اُن کو باطن کی آنکھیں نہیں حلال حرام کی تمیز نہیں۔ علم اور چیز ہے اور تزکیہ باطن اور چیز ہے۔ علم تو میں نے ۱۲ سال میں سیکھا مگر باطن کا تزکیہ ۴۰ سال میں حاصل کیا۔ میں یہ سب کچھ اس لئے کہتا ہوں کہ مولوی حضرات تزکیۂ باطن کی طرف توجہ دیں۔ کسی اللہ والے سے تعلق جوڑیں اور اپنی اصلاح کرائیں۔

اگر کوئی محلہ میں سے مر جاتے تو رشتے دار بیوہ کو کہتے ہیں۔ کہ آپا جی! ۱۵ روپے کے نان، ۱۰ روپے کا حلوہ، ۳ روپے کے سنگترے اور ۲ روپے کی گنڈیریاں لانی ہیں۔ مولوی آئے ہیں اُن کو کھلانی ہیں۔ پھر وہ بیوہ عورت یتیم بچوں کے مال سے پیسے دیتی ہے۔ اور یہ مولوی تیجے، ساتویں اور چالیسویں کے دن آ کر دو چار سورتیں پڑھ کر سب کچھ کھا پی کر ختم شریف پڑھتے ہیں۔ یاد رکھو تیجے، ساتویں، چالیسویں وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے کے خلاف ہیں اور یہ سب مولوی حرام کھاتے ہیں۔ یتیموں کے مال میں سے ایک پائی تک بھی کھانا حرام ہے۔ جس طرح سؤر حرام ہے۔ یہ جاہل مولوی نان، حلوہ، گنڈیریاں وغیرہ سب کھا جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور وہ کام کرائے جس سے وہ راضی ہو۔ اور اپنی عبادت کثرت سے کرائے اور استقامت عطا فرمائے، خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ جنت الفردوس میں داخلہ اور اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یا الٰہ العالمین!)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

تین وظیفے

عرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ایک مرض کے لئے مختلف اطباء کے ہاں مختلف نسخے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ استعمال کروگے۔ تو شفا ہو جائے گی۔ دوسرا کہتا ہے۔ کہ یہ مجرب نسخہ ہے۔ یہ استعمال کروگے۔ تو شفایاب ہو جاؤگے اور تیسرا اپنے نسخہ کو بہتر بتلاتا ہے۔ بالکل اسی طرح صوفیا کرام کے چاروں طریقے یعنی سہروردی۔ نقشبندی۔ چشتی اور قادری سارے حق پرست ہیں میرا تعلق شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یعنی قادری سلسلے سے ہے۔ میں نے یہ طریقہ سندھ میں سے پایا۔ سندھ میں میں ۲۵ سال رہا ہوں میں سندھی ایسے بولتا ہوں۔ جیسے سندھی بولتے ہیں۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔ کہ سب طریقے مجرب ہیں۔ مگر میرا طریقہ قادری ہے۔ مقصد اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ اللہ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع۔

دوسری چیز یہ ہے۔ کہ ایک حدیث شریف جو عرض کیا کرتا ہوں۔ پھر عرض کرتا ہوں۔ کیونکہ ہر مجلس میں بعض نئے احباب ہوتے ہیں۔

ملائکہ عظام ایسی مجلس کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ آؤ۔ اللہ کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ فرشتوں کو گواہ بنا لیتا ہے۔ کہ جتنے آدمی اس میں شامل تھے میں نے سب کو بخش دیا۔ اللہ سے دعا کیجئے۔ کہ اللہ اس مجلس میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ جتنا بڑا حلقہ ذکر کرنے والوں کا ہوگا۔ اُتنے زیادہ ملائکہ عظام ہونگے اس طرح ہفتہ بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ کی بخشش کا تمغہ ہر ہفتے ملتا ہے۔ اللہ سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ گناہ بخشے جائیں۔ میں کسی کا بُرا نہیں چاہتا۔ جو لوگ گیارہویں شریف اور ختم شریف کے نہ ماننے کی وجہ سے وہابی۔ وہابی کہتے ہیں۔ میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں میں تو اللہ کے فرمائے ہوئے ارشاد

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ

ترجمہ۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے
اور اپنی نعمت پوری کر دی ہے
اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا ہے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ما انا علیہ واصحابی کا قائل ہوں۔

مجھ سے تعلق رکھنے والے احباب میرا کنبہ ہیں۔ میری سب کے لئے دعا ہے۔ کہ اللہ آپ سب کو بخش دے کوئی بھی مرد یا عورت دوزخ میں نہ جائے۔ آمین

آج میں تین وظیفے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے۔ اُسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں دس درجے بلند ہوتے ہیں سبحان اللہ تین فائدے ہیں۔ میری خواہش ہے۔ کہ آپ خود بھی اور آپ کی عورتیں بھی بکثرت درود شریف پڑھا کریں میرا تجربہ ہے۔ کہ عورتیں کم ہمت نہیں ہوتیں۔ ان کو توجہ دلائی جائے۔ میری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ اللہ آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بھی جنت میں لے جاوے۔

دوسری چیز جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

جو شخص استغفار ہمیشہ پڑھے اللہ اُسے ہر تنگی سے نکال دیتے ہیں۔ اور استغفار پڑھنے والے کو ایسی جگہ سے رزق عنایت فرماتے ہیں۔ کہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ اللہ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے

تیسری چیز۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ۔

کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ وَثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ

وظیفے

① سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

② اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

③ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

باتوفیق مسلمان نے اس کی مدافعت کی) تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو آتش دوزخ سے بچائے گا۔ اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کردے گا، اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک صاف نہ ہو جائے۔ سنن ابی داوٴد

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی کی آبرو پر ہونے والے حملہ کا جواب دے (اور اس کی طرف سے مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ ہو گا کہ وہ قیامت کے دن آتشِ جہنم کو اس سے دفع کرے۔ پھر (بطور سند کے) آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا)۔ شرح السنہ

دو کلمے پڑھنے میں بڑے ہی ہلکے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن بڑے ہی بھاری ہوں گے۔

یہ تین چیزیں میری خواہش ہے۔ کہ مجھ سے تعلق رکھنے والے احباب ضرور پڑھیں۔ میں اس لئے زور دے رہا ہوں۔ کہ ایک تو آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ جو میں کہوں گا۔ وہ آپ مانیں گے۔ اور دوسرے میرے احباب میرے کنبہ کی مانند ہیں اس لئے آپ بھی پڑھیں۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی پڑھائیں۔ تاکہ اللہ آپ سب کو جنت میں لے جائے۔ امین

میرا تجربہ ہے۔ کہ اگر عورتوں کو توجہ دلائی جائے۔ تو وہ پیچھے نہیں رہتیں۔ لاہور میں اللہ تعالےٰ نے میرے ہاتھوں چار مسجدیں بنوائیں جن میں سے دو مسجدوں پر فقط عورتوں کا روپیہ لگا ہوا ہے۔ اور دو مسجدیں مردوں کے روپے سے بنیں۔

مصری شاہ کی مسجد پر گیارہ ہزار روپیہ لگ چکا ہے۔ اور یہ کمرہ جس میں لڑکیاں پڑھتی ہیں ۴۳ ہزار روپیہ سے تیار ہوا ہے۔ اور میں نے آج تک کسی سے ایک پیسہ کے لئے بھی سوال نہیں کیا۔ اللہ انتظام فرما دیتے ہیں اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ یہ سبق بھی اللہ والوں سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم دنیا دار مولویوں سے نہیں ملتا۔

ایک دفعہ پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں۔ کیونکہ میں آپ کو اپنا کنبہ خیال کرتا ہوں سب احباب یہ تین چیزیں جو میں نے بیان کی ہیں بکثرت پڑھیں اللہ آپ کو استقامت عطا فرمائے اور شرک سے بچائے اللہ تعالےٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے میری دعا ہے۔ کہ اللہ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے اور جنت میں لے جاوے۔ امین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ر ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

بصیرت و بصارت

ایک حدیث شریف عرض کیا کرتا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ملائکہ عظام زمین پر پھرتے رہتے ہیں جہاں کہیں کسی ہجوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو اُس مجلس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ اور اس طرح آسمان تک چلے جاتے ہیں۔

جب اللہ تعالٰے کے پاس جاتے ہیں تو خداوند کریم دریافت فرماتے ہیں۔ کہ میرے فرشتو تم نے زمین پر کیا دیکھا فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ یا اللہ کچھ لوگ تیرا ذکر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو ان کا شوق اور بڑھ جائے۔ پھر اللہ تعالٰے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میرے بندے کس چیز کی خواہش کرتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ جنت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو ان کا شوق اور ترقی کر جائے۔ پھر اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ تیرے بندے دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالٰے دریافت فرماتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں یا اللہ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو اور زور شور سے اس سے پناہ مانگیں۔

اللہ تعالٰے سب فرشتوں کو گواہ بنا کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جو اس مجلس میں شامل ہیں۔ ان سب لوگوں کو بخش دیا

فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ ان میں ایک ایسا آدمی بھی تھا۔ جو اس مقصد کے لئے نہیں آیا تھا۔ بلکہ کسی ایسے آدمی سے ملاقات کرنا چاہتا تھا جو کہ مجلس میں شامل تھا۔ اللہ تعالٰے اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کو بھی بخش دیا۔ سبحان اللہ کتنی عنایت اور اُس کا فضل ہے۔ اللہ سے دعا ہے۔ کہ سب کو اس مجلس میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر جمعرات بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں چاروں طریقوں یعنی سہروردی۔ چشتی۔ نقشبندی اور قادری سب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ سب کا ایک ہی مقصد ہے۔ یاد اللہ۔ راستے الگ الگ ہیں۔ میں نے یہ طریقہ سندھ میں حاصل کیا۔ دس سال کا تھا۔ جب میں سندھ گیا تھا۔ اور اللہ کے فضل سے اللہ کی بڑی نعمتیں حاصل کیں ان میں سے ایک دل کی بصیرت ہے میرا دعویٰ ہے۔ کہ لاہوریوں کی چودہ لاکھ کی آبادی میں کوئی بھی آنکھوں والا نہیں ہے۔ سب کے سب اندھے ہیں۔ مرد بھی اندھے۔ عورتیں بھی اندھی۔ سب اندھے ہیں۔ مجھے اللہ تعالٰے نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ اللہ والوں کے ہاں یہ چیز ملتی ہے۔ میں تو دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ آؤ چار سال کا خرچہ بیوی بچوں کو دے کر اور اپنا خرچ لے کر آجاؤ۔ سامنے نیم کے پیڑ کے نیچے بٹھلاؤں گا۔ اور صرف وہ چیزیں کھانے کو دوں گا۔ جو حلال ہوں گی۔ حرام کھانے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا میں نے تو چالیس سال صرف کئے تھے لیکن میں تم کو چار سال میں سکھا سکتا ہوں۔ لاہوری سب اندھے ہیں۔ اگر اندھے نہ ہوں۔ تو حرام کیوں کھائیں۔ نمک بھی حرام۔ انڈے بھی حرام۔ دودھ بھی حرام یہ کس طرح حرام؟

میں تبلاتا ہوں۔ بادامی باغ سے بیل گاڑیوں میں نمک لد کر آتا ہے۔ شریر بچے پیچھے سے نمک کا ڈلا اٹھا کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور دوکاندار کے ہاتھوں سستے داموں فروخت کر دیتے ہیں۔ اور دوکاندار دوسرے نمک کے ساتھ ملا کر فروخت کر دیتا ہے چوری کا مال کیا حلال ہے۔ اس لئے تو میں کہتا ہوں۔ کہ لاہوری سب اندھے ہیں۔ یہ آنکھیں تو کتوں۔ بلیوں اور چوہوں کی بھی ہیں۔ اللہ تعالٰے نے نوح علیہ السلام کی قوم کو قَوْمًا عَمِيْنَ فرمایا۔ کہ وہ قوم اندھی تھی۔ اللہ تعالٰے نے سچ فرمایا ہے۔ کیا اُن کے پاس ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ ظاہری آنکھیں سب کے پاس تھیں۔ لیکن یہاں دل کی آنکھیں مراد ہیں۔

ایک دفعہ میرا بیٹا مولوی حمید اللہ میرے ساتھ تانگے میں جا رہا تھا۔ اُس نے ایک مسجد کا مینار دکھایا میں نے اُسی وقت کہا کہ اس میں سے حرام کی بو آتی ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اُس کے بنوانے والے نے اعلان کیا تھا۔ کہ میں رنڈیوں کے ہاں سے بھی چندہ لاؤں گا۔ اللہ تعالٰے ہمیں حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے

ایک صاحب ہیں۔ اُن کی اہلیہ مجھ سے بیعت ہیں۔ وہ گھی استعمال کرنے سے پہلے مجھے دکھا دیا کرتی ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے بھجوایا۔ تو میں نے کہا حلال کا ہے۔ دوسری اور تیسری دفعہ میں نے کہا کہ حرام کا ہے۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگیں۔ کہ پہلی دفعہ خاوند سے پوچھ کر اور دوسری مرتبہ چوری بھجوایا تھا۔ حالانکہ وہ بھینسیں خود چراتے ہیں حتیٰ کہ گھی بھی خود نکالتے ہیں۔ لیکن خاوند سے چوری بھیجنے کی وجہ سے حرام ہوگیا۔ اللہ والوں کے ہاں یہ چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ دو فرائض تھے۔

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

باقی صفحہ ۶ پر

حضرت جابر رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جو (بے توفیق) مسلمان کسی دوسرے مسلمان بندے کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو، اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند (اور طلبگار) ہو گا۔ اور جو (باتوفیق مسلمان) کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا خواہشمند (اور طلب گار) ہو گا۔ سنن ابی داؤد

حضرت معاذ بن انس رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی بددین منافق کے شر سے بندہ مومن کی حمایت کی (مثلاً کسی شریر بددین نے کسی مومن بندے پر کوئی الزام لگایا، اور کسی

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کی اس کی عدم موجودگی میں مدافعت اور جواب دہی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ آتشِ دوزخ سے اس کو آزادی بخش دے۔ شعب الایمان

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے

ترجمہ۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے

۱۔ کتاب اللہ کی تعلیم
۲۔ تزکیہ نفس

پہلا کام تو مولوی صاحبان کرتے ہیں اور دوسرا کام صوفیا عظام سرانجام دیتے ہیں۔ علمائے کرام قرآن شریف کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور حلال حرام کی پہچان بتلاتے ہیں۔ چودہ لاکھ کی آبادی میں ایک بھی نہیں ہے اکثر مولوی صاحبان اور گدی نشین سب حرام کھاتے ہیں۔ میں حق بات کہتا ہوں۔ لیکن آخر میں سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور سب کو جنت میں لے جاوے۔ آمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۶؍اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡد

اچھے کام

اپنے احباب کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں۔ جس جگہ کوئی مجلس ذکر کرنے والوں کی ملتی ہے تو ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس چیز کے تم متلاشی تھے یہاں ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن فرشتوں کو گواہ بنا کر مجلس میں شامل تمام حضرات کو بخش دیتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ سب کو اس بخشش کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج میں اس موضوع پر بولنا چاہتا ہوں کہ

خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ط
(پ ۲۹-ع ۱)

ترجمہ:- موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔

”یعنی اللہ تعالیٰ نے موت و حیات کا سلسلہ بنایا ہے۔ اس واسطے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کون کرتا ہے۔ اور ”سوہنے“ کام کون کرتا ہے۔ سوہنے کام وہ ہیں۔ جن میں اللہ کی رضا پائی جائے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ رب راضی ہو جائے۔ اگر وہ راضی ہو گیا۔ تو پھر جنت ملے گی۔“

تمہیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ تم سیٹھ بن جاؤ یا کارخانے دار بن جاؤ یا دوکاندار بن جاؤ۔ مرنے کے ساتھ یہ چیزیں ختم ہو جائیں گی اور یہ چیزیں غیر مقصود ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو غیر مقصود کو مقصود پر قربان کر دے۔ بیوقوف وہ ہے جو غیر مقصود کو مقصود پر فوقیت دے۔ وہ لوگ جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ مولوی صاحبان ہی نمازیں پڑھیں لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے اللہ کا ارشاد موجود ہے۔

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ○ (پ ۲۷- ع ۲)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

”یعنی میں نے انسانوں اور جنوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ عقیدہ بالکل باطل ہے کہ ہم کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ رزق دیگا“ اللہ کا فرمان ہے

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا۔
(پ ۱۲- ع ۱)

ترجمہ:- اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

”یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو روزی دینے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔“

مجھے ۴۵ سال یہاں لاہور میں ہو گئے ہیں کیا میں نے آج تک کسی سے سوال کیا ہے؟ کہ فلاں چیز چاہئے۔ اللہ دیتا ہے اور دنیاداروں سے زیادہ دیتا ہے۔ میرے بیٹے بھی ہیں اُن کو بھی اللہ دیتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آؤ اللہ کی عبادت کرو۔ پھر دیکھو اللہ کیسے رزق دیتا ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

لاہوریو! میں تو کہا کرتا ہوں کہ لاہوری مسلمان کنجری نواز ہیں کیا ہیرامنڈی میں اب سکھ جاتے ہیں یا ہندو جاتے ہیں یا کوئی اور جاتا ہے۔ سب مسلمان ہی جاتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اچانک عورت سامنے آ جائے تو پہلی نظر معاف لیکن دوسری قابل گرفت ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ○

ترجمہ:- اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے

اور

؎ خلاف پیمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پہلی قومیں غرق ہو گئیں۔ قوم عاد، قوم ثمود۔ یہ قومیں اس لئے تباہ ہوئیں۔ کہ انہوں نے انبیاء کی مخالفت کی تھی۔

ایف۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سارے جاہل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مولوی کیا جانتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ جب دوزخی دوزخ میں جائیں گے تو کہیں گے

وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِیۡلَا ○ رَبَّنَاۤ اٰتِہِمۡ ضِعۡفَیۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡہُمۡ لَعۡنًا کَبِیۡرًا ○
(پ ۲۲- ع ۵)

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

انگریز چار قوموں پر حکومت کرتا تھا۔ مسلمان، ہندو، عیسائی، سکھ۔ اُس نے سب کو ایسی تعلیم دی جو کسی کو بُری نہ لگے۔ وہ سب کو بے ایمان بنا گیا۔ کیونکہ اللہ کے فرمان کے مطابق تین خداؤں کو ماننے والے بے ایمان ہیں وہ تمہیں کہاں سے ایمان دیتا۔ اور لاہوری بدبخت ہیں۔ مجھے یہاں ۴۵ سال ہو گئے ہیں ان کا بیٹا نہ تب کوئی عالم تھا نہ اب ہے۔ ایف، اے۔ بی، اے تو سارے ہیں۔ لیکن عالم دین کوئی نہیں۔ کہتے ہیں اگر بیٹے کو بی، اے نہ کرایا تو بھوکے مر جائیں گے۔ لاہوریوں کے سامنے میری مثال ہے کہ میں کوئی کاروبار نہیں کرتا لیکن اللہ دیتا ہے۔ اس دفعہ گیارھویں مرتبہ حرم شریف کی زیارت کے لئے گیا تھا اور لاہوریوں سے ایک پیسہ نہیں مانگا۔

ایک دفعہ شام کے وقت میں لیٹا ہوا تھا کہ دو شخص آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا آکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بھی کوئی دین کی خدمت کا کام بتلایئے۔ میں نے کہا یہ قرآن مجید چھپوانا ہے۔ میرے دوست کراچی میں شیخ عنایت اللہ صاحب ہیں اُن کے حساب کے مطابق ۴۵ ہزار روپیہ لگتا ہے۔ باتیں ختم کر کے وہ دونوں چلے گئے۔ ابھی آٹھ دن بھی نہیں گذرے تھے کہ پچاس ہزار روپیہ دونوں کی طرف سے آگیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہ انہیں جانتا تھا اور نہ ہی پہچانتا تھا۔ خدا معلوم

کون تھے۔

اللہ سے دعا ہے کہ دین کو گنوا کر دنیا کمانے سے بچائیے۔ دنیا کا کاروبار تو کریں لیکن دنیا کو دین پر فوقیت نہ دیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اپنی رضا کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ایمان کا افضل درجہ کیا ہے؟(یعنی ایمان والے اعمال واخلاق میں وہ کون سے ہیں جن کو فضیلت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تمھاری محبت و مودت اور تمھاری نفرت و عداوت بس اللہ کے واسطے ہو، اور تمھاری زبان اللہ کے ذکر میں استعمال ہو۔ معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ اور کیا یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ کہ تم سب لوگوں کے وہی چاہو اور وہی پسند کرو جو اپنے لئے چاہتے اور پسند کرتے ہو اور اس چیز اور اس حالت کو سب لوگوں کے لئے ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔ مسند احمد

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ار جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

انسان اپنے کام سے پرکھا جاتا ہے

نام سے نہیں

پہلی چیز اپنے احباب کو جو اس مجلس میں شامل ہونے والے ہیں۔ خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا ہے۔

حدیث میں پہلے بھی سنا چکا ہوں کہ ملائکہ عظام سڑکوں پر ذکر الٰہی کی مجالس کی تلاش میں شمالاً جنوباً پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں کوئی حلقہ ذکر پاتے ہیں۔ تو دوسروں کو بلاتے ہیں۔ اور اس مجلس ذکر کو گھیرے میں لے کر آسمان پر اللہ تعالیٰ کے پاس جا پہنچتے ہیں حاصل اس حدیث کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سب حاضرین مجلس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور اس معرفت کے تحفہ کو ہمیشہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ صوفیائے کرام کے چار خاندان ہیں۔ سہروردی۔ چشتی۔ نقشبندی اور قادری۔ ان سب کا طریقہ کار کسی قدر الگ ہے۔ مگر مقصود سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی رضا الٰہی۔ ہمارا حلقہ ذکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے چلا آرہا ہے۔ میرے حضرت کے ہزاروں مرید تھے۔ میرا خاندان قادری ہے۔ میں دوسرے طریقے والے بزرگوں کو بھی حق پہ سمجھتا ہوں۔ آج ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (سورۃ ملک پارہ ۲۹)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو بنایا۔ تا کہ دیکھے کہ کون تم میں اچھے کام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ قرآن اور اُس کی شرح ہے۔ حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کون! کتاب و سنت کے علم کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اور کون نہیں کرتا یاد رکھو۔ کہ جس علم کے ساتھ عمل نہیں ہے۔ وہ ایسا ہے۔ جیسے اونٹ پر دفتر بوریوں کو لاد دئے جائیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ ترجمہ (نماز قائم کرو) ہمیں کیا پتہ کہ نماز کیا ہوتی ہے اور کیسے پڑھنی چاہئے۔ چنانچہ اللہ (تعالیٰ) فرماتے ہیں۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ حکم میرا مانو۔ اور طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرو۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ اُس طرح نماز پڑھو۔ غرض یہ کہ بغیر حدیث شریف کے قرآن سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی اس پر عمل ہوسکتا ہے۔ اسی لئے میں جرأت سے کہا کرتا ہوں کہ جو منکر حدیث ہے۔ وہ منکر قرآن ہے۔ اور جو منکر قرآن ہے۔ وہ خارج از اسلام ہے۔ یعنی بے ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اپناؤ۔ اب اگر حدیث کو چھوڑیں گے۔ تو قرآن کو کس طرح اپنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ اعمال کو دیکھتا ہے۔ نہ کہ اشکال کو۔

یاد رکھو۔ کہ عالم اگر بے عمل ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامل اور مقبول وہ ہے۔ جو عمل کرتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

ترجمہ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔

جو ان کو نہیں مانتے۔ وہ سب بے ایمان ہیں۔ ان سب پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے۔ اگر عالم نماز نہیں پڑھتا۔ تو اُس جاہل سے بدتر ہے جو تھوڑا علم رکھتا ہے۔ لیکن نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہے۔ اگر کوئی مولوی فاضل یا فارغ التحصیل عمل میں قاصر ہیں۔ تو یہ دونوں گدھے ہیں ان سے جاہل باعمل اچھا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْہَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا (سورۃ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

یہودیوں کو تورات دی گئی۔ لیکن اُنہوں نے اُن پر عمل نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو گدھا فرمایا۔ اسی طرح قرآن مجید اور حدیث شریف کے عالم اگر عمل نہیں کریں گے۔ تو کتاب وسنت کی رو سے وہ گدھے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ

ترجمہ۔ جس نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔

اس طرح جو روزہ جان بوجھ کر نہ رکھے۔ حج توفیق ہونے کے بعد نہ کرے۔ اگر مال ہو۔ تو زکوٰۃ نہ دے۔ تو وہ سب کافر ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی بڑے عالم کیوں نہ ہوں۔ اگر بی۔ اے ایم اے نماز نہیں پڑھتے۔ تو وہ سب بے ایمان ہیں۔

سنو۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ۔ گنگا رام رکھواؤ۔ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کے دو۔ حج فرض ہے۔ تو کرکے آؤ۔ روزے رمضان کے تیسوں رکھو۔ تو میں فتویٰ دیتا ہوں۔ کہ تم پکے مسلمان ہو۔

اگر کوئی اپنا نام محمد دین۔ عبداللہ جان۔ اللہ رکھا۔ محمد جان رکھوائے نماز ایک نہ پڑھنے پائے۔ حج فرض ہے تو نہ کرکے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے۔ زکوٰۃ باوجود واجب ہونے کے بالکل نہ دے۔ تو میں فتویٰ دیتا ہوں۔ کہ ھٰذا کافرٌ حقًّ۔ کہ یہ پکا کافر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبداللہ بن اُبی سب سے بڑا بے ایمان تھا۔ اُس کا بیٹا پکا مسلمان تھا۔ یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ نام کو نہیں دیکھتا عمل کو دیکھتا ہے۔

جتنی مرضی ڈگریاں پاؤ۔ اگر عمل نہ کروگے۔ تو بالکل گدھے ہو۔

جب عبداللہ بن اُبی مرگیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور شفقت اور رحمۃ اللعلمین ہونے کی حیثیت سے اُس کی نماز جنازہ پڑھی لیکن اللہ تعالےٰ نے تردید فرمائی۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

ترجمہ۔ تو اُن کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر اُن کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ تعالیٰ۔

(مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی)

رحمۃ اللعالمین دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں ہرگز نہیں بخشوں گا۔ اللہ تعالےٰ بہت بے نیاز اور بے پروا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کسی نے ساری عمر نماز ایک نہ پڑھی ہو۔ روزہ ایک نہ رکھا ہو۔ تو اگر مُلّا نماز جنازہ پڑھے گا بھی تو ہرگز نماز جنازہ قبول نہ ہوگی۔ اور اُس کے لئے مغفرت کرینگے تو قبول نہ ہوگی۔

آج کل کیا رواج ہے۔ کہ میاں صاحب نماز ایک نہ پڑھتے تھے۔ روزہ ایک نہ رکھتے تھے۔ جب مرگئے تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ مُلّا بخشوائے گا تو بخشا جائے گا۔ اس کے لئے ختم شریف ہوتے ہیں۔ تیجا شریف۔ ساتا شریف۔ چالیسواں ختم شریف کروائے جاتے ہیں۔ ان میں یتیم بچوں کا مال ناحق کھایا جاتا ہے۔ بیوہ عورت سے کہتے ہیں۔ اپا جی ۱۵ روپے کے نان۔ ۸ روپے کا حلوہ ۲½ روپے کا پھل وغیرہ لانے ہیں۔ مُلّے آئیں گے ختم شریف کے بعد وہ کھائیں گے تو مردہ بخشا جائے گا۔

یاد رکھو۔ یتیم بچوں کے مال سے ایک پائی خرچ کرنا حرام ہے اور یہ سب ختم شریفوں پر نان حلوے وغیرہ کھانے سور کی طرح حرام ہیں۔ بیوہ کا حصہ ایک روپیہ میں سے ۲ آنے ہے۔ باقی ۱۴ آنے میت کے یتیم بچوں کا حق ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ اپنی عقل پر بیٹھ کر روؤ۔ ختموں سے کیا کوئی بخشا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے موت و زندگی کو اس لئے بنایا۔ کہ تم اچھے کام کرو۔ نہ کہ حرام کھاؤ۔ یتیموں کا مال ہضم کر جاؤ۔ ان حرام کھانے والے مولویوں کی برادری ہوتی ہے اگر شیرانوالہ کوئی مرجائے۔ تو وہ بھاٹی دروازہ والوں کو بلاتے ہیں۔ اور اگر بھاٹی دروازہ میں کوئی مرجائے تو وہ شیرانوالہ دروازہ والوں کو بلاتے ہیں۔ اور اس طرح ان کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی مرے گا ہی۔

لاہوری اتنے جاہل ہیں۔ کہ ۵۴ سال پہلے بھی اس میں کوئی عالم تھا۔ نہ کوئی اب عالم ہے۔ ایم اے۔ بی اے اور ایل۔ ایل۔ بی وغیرہ تو بہت زیادہ ہیں۔ مگر لاہوری کا کوئی لاہوری بیٹا عالم نہیں۔ دیوبند مرکز تعلیم ہے سب دنیا کے لوگ وہاں علم پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ لاہور والوں کے نصیب میں یہ کہاں؟ جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو دوزخ میں بھیجے گا۔ تو وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے بڑوں کا کہا مانا۔ انہوں نے گمراہ کیا۔ تیرے دین کا دروازہ نہ دکھایا۔ سکول و کالج میں داخل کرایا اے اللہ تو آج ہمیں دوزخ میں بھیج رہا ہے۔ تو ہمارے والدین کو دوگنا عذاب دے۔ اور اُن پر بڑی لعنت بھیج ہم کسی کا بُرا نہیں چاہتے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے۔ اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہاں عمل کی قیمت ہے۔ علم بلا عمل کی قیمت نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو دوزخ سے بچائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین!)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۲ رجمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

جو بوؤ گے سو کاٹو گے

عرض یہ ہے کہ مجلس ذکر میں تشریف لانے والے احباب کو ایک حدیث شریف سنایا کرتا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ عظام ذکر الٰہی کی مجالس کی تلاش میں سڑکوں اور مختلف راستوں پر پھرتے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں حلقہ ذکر الٰہی کا پاتے ہیں وہاں سب اکٹھے ہو کر اس حلقہ کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ جتنا حلقہ وسیع ہوتا ہے۔ اُتنے ہی زیادہ فرشتے ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان تمام فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتا ہے۔ کہ میں نے ان تمام لوگوں کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر جمعرات مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس سے اور کیا بہتر ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے اللہ تعالیٰ بخش دیں۔ جاہل ہو یا عالم ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو مغفرت کا تمغہ مل جاتا ہے۔ ایسا حلقہ ذکر جہاں تک مجھے علم ہے۔ لاہور اور اس کے مضافات میں ۴۰ میل تک نہیں پایا جاتا۔

بزرگانِ دین کے چار طریقے ہیں۔ سہروردی، چشتی، نقشبندی اور قادری۔ ہمارا طریقہ قادری ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے یہ روحانی نسل چلی آ رہی ہے۔ میں چاروں طریقوں کے بزرگوں کو حق پر سمجھتا ہوں۔ سب کا مقصد وحید اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ مگر طریقہ سب کا الگ الگ ہے۔ جس طرح سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ذکر الٰہی کا طریقہ بتایا ہے ہم اُن کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

الحمد للہ جس طرح قرآن مجید محفوظ ہے اسی طرح احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ ہیں احادیث کو محفوظ رکھنے کے لئے ہر دَور میں علمائے کرام آئے۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں احادیث کو پڑھنے پڑھانے میں گذار دیں۔

میں ہر جمعرات کو اصلاح باطن کے خیال سے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے :-

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق زندگی بسر کی تو جنت ملے گی۔ اور اگر ہوائے نفس کے مطابق زندگی گزاری اور برائیوں کے ڈھیر لگاتے چلے گئے تو پھر جنت کیسی ؟

ایں خیال است و محال است و جنوں

یہ ناممکن ہے کہ برائیاں کر کے ہم جنت میں جائیں۔ ویسے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جسے چاہے بخشے جسے چاہے نہ بخشے۔ لیکن قانون یہی ہے۔ کہ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔

پارہ ۳۰ رکوع ۲۳

ترجمہ:- قیامت کے دن ذرہ برابر نیکی بھی پا لے گا۔ اور ذرہ برابر برائی بھی پا لے گا

ایسے ایسے ظالم لوگ ہوتے ہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے۔ اور بڑوں پر مذاق اُڑاتے ہیں۔

چونکہ اکثر مسلمان تعلیم دین سے بے بہرہ ہیں اس لئے وہ دوسرے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنا پیٹ بھر جائے چاہے دوسروں پر ظلم ہی کیوں نہ ہو۔

بعض لوگ چوری کرتے اور ڈاکہ ڈالتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ صاحب خانہ نے ہم کو نہیں دیکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔ یاد رکھو اگر صاحب خانہ نے نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رکھو۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں سے بھلائی کرو۔ اور اگر بھلائی نہ ہو سکے تو کم از کم برائی تو مت کرو۔ اور اگر تم سے کوئی برائی کرے تو اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑ دو کہ خود اللہ تعالیٰ حساب لے لیں گے۔

کبھی کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ لیکن آج اکثر مسلمان تو اللہ تعالیٰ کو رنجیدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رنجیدہ ہوتے ہیں شرک سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝

پارہ ۲۴ رکوع ۱۸

ترجمہ:- نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو۔ اور سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے پیدا کیا ان کو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

سورج اور چاند فیاض عالم ہیں ان کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی بزرگ، ولی کی قبر پر سجدہ کرے تو وہ مشرک ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا

قُبُوْرَ اَنْبِیَاءَ ھُمْ مَسَاجِدَ۔

ترجمہ۔ خدا لعنت کرے یہودیوں اور نصرانیوں پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

سنو غور سے سنو۔ کہ اگر نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے سے لعنت پڑتی ہے تو کیا ولیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے سے رحمت برسے گی۔ نبی بڑا ہوتا ہے یا ولی — ؟ کچھ ہوش کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے۔ اُن میں ۷۲ فرقے مسلمان کہلانے والے دوزخ میں جائیں گے فقط ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ جس طریقہ پر مَیں ہوں اور میرے صحابہ کرامؓ ہیں وہ جنت میں جائے گا۔

اب مَیں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا صحابہ کرامؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ قوالی کیا کرتے تھے۔ گانے گایا کرتے تھے، طبلے بجایا کرتے تھے، چڑھاوے چڑھایا کرتے تھے۔

اب آج کل لاہور میں مسلمان اُسے کہتے ہیں جو قبروں پر سجدے کرے، قوالیاں کرے وغیرہ وغیرہ۔ اور جو ان باتوں سے روکے وہ وہابی یعنی بے ایمان۔

اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے اور ان باتوں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تمہیں سارے مولوی حق نہیں سناتے۔ بعض مولوی خود حرام کھاتے ہیں۔ وہ یوں کہ پرسوں میاں صاحب مرے ہیں۔ تو مولوی اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ آپاجی! ۱۵ روپے کے نان، ۸ روپے کا حلوہ، ۱۰ روپے کے سنگترے، $2\frac{1}{2}$ روپے کے پھل لانے ہیں۔ مولوی آئیں گے ختم شریف ہوگا اور کھائیں گے۔ تیجا شریف، ساتا شریف، چالیسواں شریف ہوتا ہے۔ اور ان ختم شریفوں میں یتیموں کا مال کھایا جاتا ہے۔ جائداد تقسیم نہیں ہوتی سب کے سب کھانے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ حرام مال کھاتے ہیں اگر کوئی روکے تو وہ وہابی۔

اگر کل تم رنڈی لاؤ اور زنا کرو۔ اور یہ کہو کہ رات رنڈی شریف آئی تھی۔ زنا شریف کیا تھا تو کیا تمہارے شریف ساتھ ملانے سے جائز ہو جائے گا اور کیا ہم ڈر جائیں گے

مَیں ختموں کا مخالف نہیں ہوں اپنی طرف سے روزانہ ختم دلاؤ۔ مگر یتیموں کا مال نہ ہو۔ اور شرط یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ روزانہ قرآن مجید پڑھ کر بخشو۔ یہ بالکل جائز ہے۔

جنت میں جانے کے بھی اسباب ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ کلمہ پڑھنا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

مگر آج کل اکثر بے نماز ہیں اور اکثریت رمضان کے روزے نہیں رکھتی۔ اور پھر سب کے سب جنت کی امید رکھتے ہیں۔ ع

این خیال است ومحال است وجنوں

یاد رکھو۔ اگر کوئی اپنا نام محمد دین عبداللہ جان رکھوائے اور نماز ایک نہ پڑھے، روزہ ایک نہ رکھے۔ تو وہ کافر ہے، بے ایمان ہے۔ چاہے وہ ایم اے ہو یا ایل ایل بی ہو۔

ناموں سے جنت نہیں ملتی بلکہ اعمال صالحہ سے جنت ملتی ہے۔ اسلام کی بنیاد یہی پانچ چیزیں ہیں ان میں ایک کا بھی تارک جہنمی ہے

مَیں کہا کرتا ہوں کہ لاہور کے اکثر مرد اور عورتیں اندھی ہیں یہ ظاہری آنکھیں تو بلیوں، کتوں، سؤروں اور سانپوں کو بھی ہیں۔ لیکن سب باطن کی آنکھوں کے اندھے ہیں۔ حرام حلال کی کوئی تمیز نہیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں نوح علیہ السلام کی قوم کے متعلق فرماتے ہیں۔ قَوْمٌ عَمِیْنَ۔

ترجمہ۔ یہ قوم ساری کی ساری اندھی تھی۔

وہ ظاہری آنکھوں کی اندھی نہ تھی بلکہ باطنی آنکھوں کی اندھی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ۔

ترجمہ۔ گونگے ہیں، بہرے ہیں اندھے ہیں۔

اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اُن کو اندھا کہتے ہیں۔ جن کی باطن کی آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ لاہور میں اکثر اندھے ہیں۔

یہاں کا دودھ اکثر حرام ہے نمک حرام ہے۔ مثلاً ۸ سیر دودھ میں ۲ سیر پانی ملا کر ۱۲ر سیر کے حساب سے بیچا جائے تو وہ دودھ حرام بن جاتا ہے کیونکہ ۲ سیر پانی کی بھی قیمت لگائی جاتی ہے۔ اسی طرح چوری کا نمک سستے داموں بیچ دینے سے نمک حرام کا بن جاتا ہے۔ یہ سب ہیں اس لئے کہہ رہا ہوں تاکہ تم کو ہوش آئے تعلیم دین حاصل کرو۔ اللہ تعالےٰ کے قانون کی تابعداری کرو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پہ چلو۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

یہاں تعلیم دین سے اتنی دوری ہے کہ نہ پرائمری میں قرآن ہے نہ مڈل میں نہ ہائی سکول اور کالج میں قرآن کی تعلیم ہے۔ اسی وجہ سے گمراہی زیادہ بڑھتی جا رہی ہے لاہوریو! ٹھیک ہو جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن یہی تمہاری اولاد تم پر لعنتیں بھیجے گی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ! ہم کو ہمارے ماں باپ نے گمراہ کیا۔ انہوں نے سکول، کالج کا راستہ تو دکھایا، انگریز کا تابعدار بنایا لیکن تیرے دین کا راستہ بالکل نہ دکھایا۔ یا اللہ! آج ہم دوزخ میں جا رہے ہیں تو ہمارے والدین کو ہم سے دگنا عذاب دے اور ان

باقی ص۱۱ پر

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی، جو (س کے پیدا کیئے ہوئے) انسانوں پر رحم نہ کھائے گا، اور ان کے ساتھ ترحم کا معاملہ نہ کرے گا۔ صحیح بخاری

حضرت انس رضِی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے سامنے اس کے کسی مسلم بھائی کی غیبت اور بدگوئی کی جائے اور وہ اس کی نصرت و حمایت کر سکتا ہو اور کرے (یعنی غیبت و بدگوئی کرنے والے کو س سے روکے یا اس کا کواب دے اور مداخلت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا، اور اگر قدرت حاصل ہونے کے باوجود وہ اس کی نصرت و حمایت نہ کرے (نہ غیبت کرنے والے کو غیبت سے روکے نہ جوابدہی اور مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں س کوتاہی پر پکڑے گا (اور اس کی سزا دے گا)۔ شرح السنہ

بقیہ مجلس ذکر صہ ۶ سے آگے

پر بڑی لعنت بھیج ان بے ایمانوں نے ہم کو گمراہ کیا۔

اگر اپنی اولاد کو دین سکھاؤگے نمازی بناؤگے۔ تو یہ تمہارے لئے دعا کریں گے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض دفعہ اللہ تعالےٰ کسی کے درجات بلند کر دیتے ہیں وہ پوچھتا ہے۔ کہ یا اللہ! میرے درجے کیوں بلند ہوگئے۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ تیرے فلاں بیٹے نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ اس لئے تیرے درجات بلند ہوئے ہیں

اولاد اس لئے ہوتی ہے۔ کہ مرنے کے بعد دعائے مغفرت کرے اگر دین سکھاؤگے تو دعا کرے گی ورنہ قیامت کے دن دین نہ سکھانے پر لعنتیں بھیجے گی۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔

دونوں کام نبھ سکتے ہیں۔ دنیا کا کام بھی کرتے جاؤ۔ سکول و کالج میں بھی پڑھاؤ۔ مگر ایک گھنٹہ کسی عالم دین کے پاس قرآن مجید کی تعلیم کے لئے بھی بٹھاؤ۔ تاکہ یہ اعمال صالحہ کرکے جنت کے وارث بن جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو ہر جمعرات کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ذکر الٰہی کی مجلس میں شامل ہو کر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ جنت میں لے جائے اور دوزخ سے بچائے۔ قرآن مجید پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!

وَ اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ وَ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وَ اٰلہ وَ اصحابہٖ اجمعین برحمتکَ یا ارحم الراحمین۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۹ر جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

آخرت کا گھر بناؤ

عرض یہ ہے۔ کہ ہر مجلس میں کچھ۔ احباب نئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان احباب کو خوشخبری کے لئے ایک حدیث سناتا ہوں۔ یہ حدیث پہلے بھی کئی دفعہ سنا چکا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ عظام سڑکوں۔ گلیوں اور راستوں میں گھومتے رہتے ہیں۔ اور تلاش کرتے ہیں۔ کہ کہاں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہو رہا ہے۔ جہاں ذکر کرنے والوں کو پاتے ہیں۔ تو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی بلاتے ہیں اور اس حلقہ ذکر کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتے ہیں۔ مگر شہادت لینے کے لئے فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ کہ یا اللہ وہ تیری تعریف اور بندگی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اگر وہ مجھے دیکھ پائیں۔ تو پھر اُن کی کیا حالت ہو۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ پھر تو اور زیادہ شوق سے تیری بندگی اور تعریف بیان کرنی شروع کر دیں۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ جنت مانگتے ہیں اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اگر وہ دیکھ پائیں۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ پھر تو اور زیادہ اُن کا اشتیاق بڑھے گا۔ اُن کے دل میں اور زیادہ شوق پیدا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں۔ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں ہیں۔ کہتے ہیں۔ دوزخ سے اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں۔ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دوزخ کو دیکھ لیں۔ تو پھر کیا حالت ہو۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ پھر تو اور زیادہ اُس سے بھاگنا شروع کر دیں۔ اور اُن کے دل میں اور زیادہ خوف پیدا ہو۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ فلاں آدمی کسی کام کی غرض سے بیٹھا ہوا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں جاتے۔ (رواہ البخاری)

اللہ تعالےٰ آپ سب کو استقامت عطا فرمائے۔ اور ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ خوشخبری مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کے لئے ہے۔

اب میں ایک چیز اصلاح حال کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا (پارہ ۲۰ رکوع ۱۱ سورۃ القصص)

ترجمہ۔ اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے۔ اُس سے کما لے پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے

(مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی)

یعنی اے انسان جو نعمتیں تم کو خدا نے دی ہیں۔ اُن سے آخرت کا گھر بنا لے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں۔ آنکھیں۔ زبان۔ کان۔ دماغ ہاتھ پاؤں۔ ان سب کو اللہ تعالےٰ کا دین سیکھنے میں صرف کرو۔ آنکھوں سے تلاوت قرآن۔ زبان سے ذکر الٰہی ہاتھ پاؤں کو دین سیکھنے کے لئے صرف کرو۔ غرض یہ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام نعمتیں اپنی بندگی کرنے کے لئے دی ہوئی ہیں۔ تاکہ انسان ان سب نعمتوں کو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرکے آخرت کا گھر بنا لے۔

اور مت بھول اپنا حصہ سے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے تو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تھا۔ اُس کو نہ بھول

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ اور میں نے انسان اور جن کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

پھر روٹی کہاں سے کھائیں گے اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے پارہ ۱۲ میں شروع آیت میں دیا ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔

ترجمہ۔ ہر جاندار کی ضروریات کا ٹھیکہ اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے۔

عبادت انسان کے ذمہ ہے۔ اور رزق اللہ تعالےٰ کے ذمے ہے۔ اب انسان مقصد حیات (یاد الٰہی) کو بھول چکا ہے۔ اور اُس چیز کے پیچھے لگا ہؤا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے ذمے ہے۔ اسی کا نام ہے گمراہی شیطان بھی ٹھیکہ لے کر آیا ہؤا ہے اُس نے کہا تھا۔ کہ اے اللہ تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر چند مخلص بندے بچ

جائیں گے۔

اب شیطان نے گمراہ یہ کیا۔ کہ انسان سے عبادت چھڑوا دی۔ اور رزق کمانے کے پیچھے لگا دیا۔

اسی کی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ اے انسان اپنے حصّہ کو نہ بھول۔ اور میری عبادت کر۔ میری نعمتوں کو دین کی طرف لگا کر آخرت کا گھر بنالے۔

اب دن کو نوکریاں یا دوکانداری کرتے ہیں۔ اور رات کو سینما بازی نہ نماز کی پرواہ ہے۔ نہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔

انگریز کی طرف سے سینما کی یہ لعنت تمہارے گلے میں پڑی ہے۔

سنو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر کسی غیر عورت پر اچانک نظر پڑ جائے۔ تو وہ معاف ہے۔ مگر دوبارہ اُسے جھانک کر دیکھنا حرام ہے۔ اب سینما میں مرد غیر عورت کو اور عورتیں غیر مردوں کو دیکھتی ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ لاہور کے اکثر مرد اور عورتیں فاسق ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ مومن اسے کہتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو دل سے مانے۔ اور جو ان پر عمل کرکے دکھائے۔ وہ مسلمان اور جو دل سے مانے۔ عمل میں نہ لائے۔ وہ ہے فاسق فاسق کا مطلب ہے بدمعاش۔

اب جتنے بھی سینما دیکھنے جاتے ہیں۔ وہ سب بدمعاش ہیں۔ قرآن شریف پڑھو۔ تو پتہ چلے۔ کہ کیا ہوگیا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جب قیامت کے دن دوزخی دوزخ میں جائیں گے۔ تو وہ دعا کریں گے۔ کہ یا اللہ ہم نے اپنے بڑوں کی اطاعت کی اُن کا کہا مانا۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ تیرے دین کا راستہ نہ دکھایا۔ (سکول وکالج میں پڑھایا) یا اللہ ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت بھیج ان بے ایمانوں نے ہمیں گمراہ کیا۔

یاد رکھو۔ جس راستے پر تم جا رہے ہو۔ وہ سراسر گمراہی کا راستہ ہے۔ اسلام کا راستہ نہیں ہے۔ انگریز کی تابعداری کو چھوڑ دو۔ ۴۴

۴۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اپنی اولاد کو دین سکھاؤ۔ کسی عالم ربانی کے پاس روزانہ ایک گھنٹہ کے لئے بٹھا کر تعلیم دین دلاؤ۔ تاکہ یہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے لئے دعائے مغفرت کرسکیں۔ ان کو نمازی بناؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ قیامت کے دن یہی تمہاری اولاد دین نہ سیکھنے کی وجہ سے تم پر لعنتیں بھیجے گی۔

انگریز کی غلامی کی وجہ سے تمہاری عقل ماری گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ

من ترك صلواة متعمداً فقد كفر۔ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑدی وہ کافر ہوگیا

سوتے ہوئے نماز کا وقت گزر جائے تو اور بات ہے۔ مگر جان بوجھ کر باتیں کرتے ہوئے۔ دفتر میں بیٹھ کر ایک نماز کو چھوڑ دینے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ میرے کڑوے الفاظ اس لئے ہیں۔ کہ تم کو کچھ ہوش آئے اور اس طرح اپنے اعمال سے تم اسلام کو بدنام نہ کرو۔

قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکوگے کہ یا اللہ ہمیں تو تیرا کوئی بندہ ڈرانے کے لئے آیا ہی نہیں تھا۔ اپنی اولاد کو دین دار بناؤ۔ علمائے کرام پر مذاق مت اڑاؤ۔ اسلام کو بدنام نہ کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت جو تمہارے ذمہ ہے۔ اُس کو ادا کرو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اللہ کی مخلوق پر) رحم کھانے والوں اور (ان کے ساتھ) ترحم کا معاملہ کرنے والوں پر خداوند رحمن کی خاص رحمت ہوگی۔ تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحمت فرمائے گا۔ سنن ابی داؤد

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۶ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ر نومبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

بہشت میں جانے کا سستا سودا

حلقہ ذکر میں شامل ہونے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اللہ تعالٰے نے آپ سب کو بخش دیا ہے۔ ہمارا خاندان قادری ہے۔ ذکر الٰہی کرنے کا یہ طریقہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ بغداد شریف والے کی طرف منسوب ہے باقی خاندان چشتی۔ سہروردی۔ نقشبندی سب حق پر ہیں۔ چاروں خاندانوں نے اللہ تعالٰے کی یاد کرنے کے لئے الگ الگ پروگرام بنا رکھا ہے۔ اس مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالٰے ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ عطا فرما دیتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فرشتے سڑکوں پر حلقہ ذکر کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور جہاں کہیں حلقہ ذکر پاتے ہیں۔ وہاں اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلاتے ہیں۔ اور اُس مجلس کو گھیرے میں لے کر اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ چونکہ فرشتے نورانی ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالٰے اُن فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ وہ تیری تعریف اور بزرگی بیان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے پوچھتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں۔ پھر اللہ تعالٰی پوچھتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ پائیں۔ تو کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ اب تو بن دیکھے تیری اتنی عبادت اور تعریف کرتے ہیں۔ اگر تجھے دیکھ پائیں۔ تو اور زیادہ شدت سے تیری تعریف و بزرگی بیان کرنا شروع کر دیں۔ اور ذکر میں اور زیادہ رغبت پیدا ہو۔ اللہ تعالٰے پوچھتا ہے۔ کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ وہ جنت مانگتے ہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ کہ کیا اُنہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ نہیں۔ اللہ تعالٰے پوچھتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر اُن کی کیا حالت ہو۔ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ بہشت کو دیکھ پائیں تو اور زیادہ بہشت کا اشتیاق بڑھ جائے۔ اللہ تعالٰے پوچھتا ہے۔ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں۔ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں پھر اللہ تعالٰے پوچھتا ہے۔ کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ نہیں۔ تو اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ اگر یہ دوزخ کو دیکھ لیں۔ تو پھر ان کی کیا حالت ہو فرشتے کہتے ہیں۔ کہ یا اللہ اب تو بن دیکھے دوزخ سے اتنا ڈرتے ہیں۔ پھر تو اور زیادہ دوزخ سے بھاگیں گے۔ اور ان کے دل میں اور زیادہ خوف پیدا ہوگا۔ پھر اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ کہتا ہے۔ کہ یا اللہ فلاں آدمی مجلس ذکر میں شامل نہ تھا۔ وہ کسی کام کی غرض سے آیا تھا۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں۔ کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں جاتے (رواہ البخاری)

جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالٰے سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ مرتے دم تک آپ کو حلقہ ذکر میں شامل ہو کر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالٰے کی مغفرت اتنی وسیع ہے۔ کہ کوئی شخص دوزخ میں جا نہیں سکتا۔ انسان اپنی مرضی سے جان بوجھ کر دوزخ میں جانے کی کوشش کرتا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالٰے کی مغفرت و رحمت اتنی وسیع ہے۔ کہ ہر جمعرات کو مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کو بخش دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پڑھنا (۲) پانچ وقت کی نماز پڑھنا (۳) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۴) حج کرنا۔ (۵) زکوٰۃ دینا۔

تین تو ہر ایک مسلمان کے لئے چاہے وہ غریب ہو یا امیر سب پر فرض ہیں۔ یعنی کلمہ۔ نماز اور روزہ تو ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہیں۔ غریبوں پر حج۔ زکوٰۃ فرض نہیں۔ مگر مالداروں پر زکوٰۃ اور حج بھی فرض ہیں۔ کلمہ پڑھنا نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اس میں کچھ بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ ان کاموں کے ادا کرنے کا بدلہ یہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنے بندوں

کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جو کبھی کسی نے سنی نہیں اور نہ کبھی کسی نے دیکھی ہیں۔ اور نہ کبھی کسی کے وہم و گمان میں بھی آئی ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے نمازیوں کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین۔

اب آج میں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو ارشادات عرض کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص ایک مرتبہ درود شریف پڑھیگا اللہ تعالےٰ کی طرف سے اُس کے حق میں ۱۰ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔ ۱۰ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ۱۰ درجے اللہ تعالےٰ کے قرب میں بلند ہوتے ہیں۔ ۱۰ دفعہ رحمت نازل ہوتی ہے۔ وہ مکمل درود شریف ہے۔ جس میں صلوٰۃ والسلام کا لفظ موجود ہو۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ یہ مکمل درود شریف ہے۔ ہے اور بھی لمبے درود شریف ہیں

اب تبائیے۔ کہ بہشت میں جانے کا یہ کتنا سستا سودا ہے درود شریف پڑھنے کے لئے وضو کی بھی شرط نہیں۔ آپ دفتر جاتے وقت چلتے پھرتے درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اور گناہ معاف ہوتے رہیں گے۔

وہ بہت ہی بدنصیب ہیں۔ جو اتنے سستے سودے کے ہوتے ہوئے بھی دوزخ میں جائیں گے یاد رکھیں ہمارا ایمان ہے کہ

اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و فرامین بالکل سچے اور برحق ہیں۔ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے سے ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔ ۱۰ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ۱۰ درجے اللہ تعالےٰ کے قرب میں بلند ہوتے ہیں ۱۰ دفعہ رحمت نازل ہوتی ہے

۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرًا

اس کو ۱۰۰ دفعہ پڑھنے سے ۱۰۰ گناہ معاف اور ۱۰۰ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ۱۰ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

ان دونوں وظیفوں کے لئے وضو کی کوئی شرط نہیں۔ درود شریف اور یہ وظیفہ دفتر جاتے وقت تو ۱۰۰، ۲۰۰ مرتبہ ضرور پڑھا جا سکتا ہے۔ جیتے جی بغیر پیسے کے بہشت حاصل کرنے کا یہ بہت سستا سودا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں اتنی آسانیاں ہیں۔ کہ کوئی مسلمان عمل کرکے دوزخ میں نہیں جا سکتا اللہ تعالےٰ مرتے دم تک مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان پر فرمائے (آمین یا الہ العالمین)

حضرت سہیل بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کا پیٹ (بھوک کی وجہ سے) اس کی کمر سے لگ گیا تھا، تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو! (ان کو اس طرح بھوکا نہ مارو) ان پر سوار ہو تو ایسی حالت میں جب یہ ٹھیک ہوں (یعنی ان کا پیٹ بھرا ہو) اور ان کو چھوڑو تو (اسی طرح کھلا پلا کر) اچھی حالت میں۔ سنن ابی داوٗد

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ رجمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۱ء

آج مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

عبادت کرنا تمہارا فرض ہے اور روزی دینا خدا کے ذمہ ہے

عرض یہ ہے۔ کہ ایک حدیث شریف سنایا کرتا ہوں۔ گزشتہ جمعرات کو بھی سنائی تھی۔ کیونکہ ہر مجلس میں کئی نئے احباب ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ سب کو خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سب کو بخش دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو استقامت عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ امین۔

عرض یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

اور دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا پ ۲۹ سورہ ملک رکوع ۱

ترجمہ موت اور زندگی کو (اللہ تعالےٰ) نے اس لئے بنایا۔ تاکہ تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

ان دونوں آیتوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور کسی غرض کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر روٹی کہاں سے کھائیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ ۱۲ پارہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ پ ۱۲ رکوع ۱

ترجمہ۔ اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی۔

(ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

سانپوں۔ چوہوں۔ کتوں۔ پرندوں سوروں غرض سب جانداروں کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذمہ صرف ایک چیز لگائی ہے۔ اور وہ ہے۔ اللہ کی عبادت۔ میں کہتا ہوں۔ کہ تم کچھ بھی نہ کرو۔ تب بھی اللہ تعالےٰ رزق دے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ جس مقصد کے لئے اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ یعنی یاد الٰہی اس کو ادا کیا جائے۔ انبیاء علیہم السلام دنیا کا کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی یاد کثرت سے کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ انہیں رزق پہنچاتا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ

ترجمہ۔ (اللہ تعالےٰ) جس کا چاہے رزق کشادہ کرتا ہے۔ اور جس کا چاہے تنگ کرتا ہے

میں نے کئی اللہ والے دیکھے ہیں کہ کام کچھ نہیں کرتے۔ سوائے اللہ تعالےٰ کی عبادت کے مگر لنگر روز صبح شام جاری رہتا تھا۔ اور کئی بی اے روتے پھرتے ہیں۔ کہ نوکری نہیں ملتی۔ میرے پاس عورتیں تعویذ لینے کے لئے آتی رہتی ہیں۔ کہ تعویذ لکھ دیں۔ میرا بیٹا بی اے ہوگیا ہے۔ کوئی نوکری نہیں ملتی۔ یاد رکھو۔ اگر عبادت نہیں کروگے تو دھوکہ کھاؤگے۔ رزق جتنا مقدر میں ہے۔ وہ اُتنا ہی ملے گا۔ تمہارا کام صرف عبادت الٰہی کرنا ہے اور رزق دینا اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے رزق کی کشادگی یا تنگی صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ بعض معمولی دوکاندار بہت زیادہ کما لیتے ہیں۔

آج کل اکثر لاہوریوں کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہیں ہے۔ تقریبًا ہر ایک آدمی یہی خیال کرتا ہے۔ کہ اگر لڑکے کو نوکری نہ کرائی۔ تو بھوکا مرجائے گا۔ اور بعضوں نے لڑکیوں کو بھی نوکریاں کرانی شروع کر دی ہیں میں اُن سب انگریزی دانوں کو راہ سے بھٹکا ہوا سمجھتا ہوں جن کے ماں باپ نے غلطی کرکے انگریز کی جھولی میں ڈالا تاکہ نوکری مل جائے۔ مگر اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے کا طریقہ نہیں سکھایا اگر تم کو تمہارے ماں باپ اللہ تعالےٰ کی یاد سکھاتے۔ دین دار بناتے۔ کسی اللہ والے کی خدمت میں بیٹھ کر اصلاح کی کوشش کرتے تو آج تم کو اللہ تعالےٰ پر اعتماد ہوتا۔ اور اللہ تعالےٰ رزق کشادہ کرتا۔

۴۵ سال ہوگئے۔ مجھے قرآن مجید کی تعلیم دیتے۔ آج تک میں نے کبھی کسی سے ایک پائی تک تنخواہ نہیں لی۔ اس خدام الدین رسالہ کی آمدنی میں سے ایک پائی تک میرے لئے اور میری اولاد کے لئے حرام ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تم سب سے زیادہ مجھے دیتا ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکہ معظمہ حج وعمرہ کے لئے ہوائی پر گیا ہوں

کیا تم میں سے کوئی لاکھ پتی ۱۱ مرتبہ مکہ معظمہ ہوائی جہاز پر گیا ہے۔

مالِ حرام بود جائے حرام رفت

میں کوئی کام نہیں کرتا۔ میرے بیٹے کوئی کام نہیں کرتے۔ اور نہ میں نے انہیں انگریزی پڑھائی ہے تو کیا وہ بھوکے مرتے ہیں؟۔ اللہ تعالے کے فضل سے میرا بڑا بیٹا مسجد نبوی میں درس دیتا ہے۔ وہ بھی کوئی کام نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالے بہت زیادہ حلال رزق عطا فرماتا ہے۔ مجھے تو کبھی یہ خیال نہیں آیا۔ کہ میں اور میرے بیٹے کہاں سے کھائیں گے اللہ تعالے غیب سے رزق بھیج دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہر نبی کا ارشاد ہے
وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (تبلیغ)، کا کوئی اجر نہیں مانگتا میری مزدوری رب العالمین کے ذمے ہے (سورہ شعراء پارہ ۱۹)

ہر نبی اپنی امت سے یہ فرماتا تھا۔ کہ میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ تو کیا اللہ تعالے آسمان سے چاولوں اور آٹے کی بوریاں نازل فرماتے تھے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کے دلوں میں القاء فرماتے تھے۔ کہ جاؤ فلاں نبی کے ہاں فلاں چیز دے آؤ۔ انہیں اس کی ضرورت ہے اب جو اس طرح کوئی عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر دنیا داروں سے بے پرواہ ہو کر اللہ تعالے کے دین کی اشاعت کرے گا۔ اللہ تعالے اُس کے رزق کا خود ہی بندوبست فرما دیں گے۔

اللہ تعالے آپ سب کو راہِ راست پر لائے۔ جنت میں پہنچائے۔ استقامت عطا فرمائے۔ خاتمہ ایمان پر فرمائے اللہ تعالے پر اعتماد کی توفیق عطا فرمائے ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں شامل ہوکر مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! یا الٰہ العالمین

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (اس لئے) نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لئے اس کو بے مدد چھوڑے (یعنی دوسروں کے ظلم سے بچانے کے لئے اس کی مدد کرے) اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔ صحیح بخاری

حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضِی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ساری مخلوق اللہ کی عیال (گویا اس کا کنبہ) ہے اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال (یعنی اس کی مخلوق) کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے۔ شعب الایمان للبیہقی

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۲۰ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ر نومبر ۱۹۶۱ء

آج مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا **احمد علی** صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

دُنیا میں انسانوں کی دو قسمیں

عرض یہ ہے کہ میں آپ سب حضرات کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سب کی مغفرت فرما دی ہے۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے مجلس ذکر میں شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن سب کو بخش دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

مَیں ذکر کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں آپ حضرات کی اصلاح کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○

(پ ۱۵ - ع ۲)

ترجمہ:۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ جنہیں صرف دنیا کی خوشحالی مقصود ہے وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح اچھا کھائیں اچھا پیئیں، اچھے مکان میں رہیں، اچھا لباس پہنیں وغیرہ وغیرہ۔ اور دوسرے وہ جنہیں صرف آخرت کی ہمیشہ کی زندگی کی خوشحالی مقصود ہے۔ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی کو مقصود بالذات نہیں بناتے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ۔ (بے شک اصلی گھر آخرت کا گھر ہے) اس لئے یہ لوگ آخرت کی زندگی کو مقصود بالذات بناتے ہیں جو لوگ دنیا کی خوشحالی کو مقصود بالذات بنا کر آخرت کی زندگی سے بالکل لاپروا ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے (خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ) دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔

فارسی میں کسی بزرگ کا مقولہ ہے :۔

دریں دنیا کسے بےغم نہ باشد
اگر باشد بنی آدم نہ باشد

یعنی اس دنیا میں بےغم کوئی نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ حیوان ہوگا انسان نہیں ہوگا۔ آج کل کے دنیاداروں کی حالت ملاحظہ ہو۔ اگر ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ ہے تو ہر وقت فکر ہے کہ ۴۰ روپے ہو جائے۔ اگر ۱۰۰ روپے ہے تو ۱۵۰ روپے کی فکر ہے اور اگر ۲۰۰ روپے ہے تو ۳۰۰ روپے کا لالچ ہے اور اگر ۵۰۰ روپے ہے تو ۷۰۰ روپے کی خواہش کرتا ہے غرض ہر ایک انسان تنخواہ کی کمی محسوس کرتا ہے اور اس طرح تقریباً ہر ایک بےچین ہے نہ ۳۰ روپے تنخواہ لینے والا خوش ہے اور نہ ۷۰۰ روپے تنخواہ لینے والا خوش ہے یہ دنیا دکھوں کا گھر ہے۔ یاد رکھو جتنی تنخواہ زیادہ ہوتی جائے گی۔ اُتنے ہی زیادہ اخراجات بڑھتے جائیں گے۔ اگر کوٹھی خرید لی ہے تو اس میں باغ لگانے کے لئے مالی کی ضرورت پڑے گی، صفائی کے لئے بھنگی، کپڑوں کے دھونے کے لئے دھوبی، کھانا پکانے کے لئے باورچی اور دوسرے کاموں کے لئے نوکر کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ کوٹھی کے ساتھ اپنی شان کو بھی برقرار رکھنا پڑتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی رضا کو مقصود بالذات بنا لیا جائے تو اللہ تعالےٰ دنیا میں چین نصیب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (خبردار۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ملتا ہے) بادشاہ وقت سب سے زیادہ دکھی ہوتا ہے اُسے ہر وقت دشمنوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ غریب آرام سے چھپّر میں سوتا ہے اور امیر اپنی کوٹھی میں بے چینی سے زندگی بسر کرتا ہے۔

مَیں نے شروع میں جو آیت پڑھی ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں جو شخص دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنائے گا تو ہم اُسے اتنا ہی دیں گے جتنا ہم چاہیں گے۔ اور اس کے بعد آخرت میں اس کے لئے اُس کے بدلے میں دوزخ تیار کر رکھی ہے اور اُسے جہنم میں پھینکا جائے گا۔ اور جو شخص دنیا کی زندگی کو مقصود بالذات بنانے کی بجائے آخرت کی زندگی کو مقصود بالذات بناتا ہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ اور ساتھ اس کے وہ ایماندار بھی ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے اس شکریہ میں اس

کی اس کوشش کو قبول کرے گا اور آخرت میں اس کے لئے جنّت تیار کر رکھی ہے۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ) اللہ تعالےٰ ہم سب کو آخرت کی زندگی کی خوشحالی مقصود بالذات بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اگر آخرت کی خوشحالی کے لئے ہم کوشش کریں گے تو اللہ تعالےٰ دنیا بھی اچھی طرح بسر کرائیں گے اور آخرت میں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ لیکن آج کل تقریباً سب دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کی فکر میں ہیں اور آخرت کو بالکل بھولے ہوئے ہیں۔ اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بی، اے۔ ایم، اے ہو جائیں تو اچھی طرح زندگی گذریگی لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اتنا ہی دیں گے۔ جتنا ہم چاہیں گے۔ اور آخرت میں ان لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ کیونکہ انہوں نے آخرت کی زندگی کے لئے کوئی کوشش و ہمّت نہیں کی۔

انگریز بے ایمان نے اکثر لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ سینما کی لعنت انگریز اپنے ساتھ لندن سے لایا تھا۔ آج کل لاہور میں ہندو ہے نہ سکھ۔ سب مسلمان ہیں اور لاہور میں ۲۷ سینما ہیں۔ زنا کے چکلے موجود ہیں شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ ان سینماؤں میں کون جاتا ہے مسلمان یا ہندو؟ چکلوں میں زنا کے لئے کون جاتا ہے؟ شراب کی دکانیں کن کے لئے ہیں؟

یاد رکھو جو مرد یا عورتیں سینما میں کنجریوں کا گانا سننے کے لئے جاتے ہیں وہ سب بدمعاش ہیں۔ چاہے وہ ایم، اے ہو یا پی، ایچ، ڈی یا کوئی جاہل ہو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کسی اجنبی عورت پر بیساختہ نظر پڑ جائے تو معاف ہے۔ لیکن دوبارہ جان بوجھ کر اُسے جھانکنا حرام ہے۔ آج کل مرد عورتوں کو دیکھنے کے لئے اور عورتیں مردوں کو دیکھنے کے لئے ہر روز سینما میں جاتے ہیں۔

اے دوسروں کی بیویوں اور لڑکیوں کو جھانک کر دیکھنے والو! کیا تم اپنی لڑکی یا بیوی کو سرِ عام دوسرے لوگوں کو دکھانا پسند کروگے۔ کہ یہ دیکھو میری بیٹی کتنی خوبصورت ہے۔ اس کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں۔

اگر تم اپنی بیوی یا بیٹی کو دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرتے تو اوروں کی لڑکیوں اور بیویوں کو تم کیوں دیکھتے ہو۔ تم کو شرم نہیں آتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ مومن کی شان ہے جو اپنے لئے چیز پسند کرے وہی دوسروں کے لئے اور جو اپنے لئے ناپسند کرے وہی دوسروں کے لئے ناپسند کرے۔

یہ دین سے دوری اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی قرآن کی تعلیم کے نہ ہونے کی وجہ ہے۔

نہ پرائمری میں قرآن ہے۔ نہ مڈل میں نہ ہائی میں نہ کالج میں۔ قرآن ناظرہ تک نہیں ہے اور ڈگری دی جاتی ہے ایم، اے (ماسٹر آف آرٹ) دین سے بالکل جاہل۔ یہ سب بی، اے۔ ایم، اے جو قرآن مجید سے ناواقف ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ان کی کوئی وقعت نہیں جنہیں ناظرہ قرآن مجید پڑھنا نہیں آتا۔ یاد رکھو۔ اگر تم اپنی اولاد کو دنیا کی تعلیم کے ساتھ دین کی تعلیم نہیں دوگے، کسی عالم ربّانی کے پاس قرآن مجید کی تعلیم نہیں دوگے تو یہی اولاد قیامت کے دن تمہارے لئے باعثِ عذاب ہو گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جب دوزخی دوزخ میں جائینگے تو دعا کریں گے کہ یا اللہ ہم کو ہمارے ماں باپ نے گمراہ کیا انہوں نے تیرے دین کا راستہ نہیں دکھایا کالج کا راستہ دکھایا۔ یا اللہ! ہمارے ماں باپ کو تو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔

آپ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم بھی ضرور دیں اور دنیا کی تعلیم بھی پڑھائیں۔ ہر روز ایک گھنٹہ کے لئے کسی عالم ربّانی سے قرآن مجید کی تعلیم دلائیں۔ تاکہ یہ قیامت کے دن تمہارے لئے باعثِ عذاب نہ بنیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کی کوششوں کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین!)

و صلے اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمّدٍ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ ۷ر دسمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے ذکر الٰہی کی فضیلت کے متعلق حدیث بشارت سنا کر وقت کی کمی کی وجہ سے دعا فرمائی اور مجلس برخواست فرما دی۔ تبرک کے طور پر حضرت کے سابقہ مجلسی ارشادات پیش کئے جا رہے ہیں۔ (نائب مدیر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

آخرت کی فکر

اللہ تعالےٰ قیامت کے دن مجرموں سے فرمائیں گے۔

اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے
آج اپنا حساب لینے کے لئے
تو ہی کافی ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں اس آیت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

روزانہ پانچ منٹ یہ سوچا کیجئے کہ ہم امراض روحانی میں تو مبتلا نہیں ہیں۔ قیامت کے دن جو اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ آج ہی کیوں نہ ہم اس کے متعلق سوچیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو دنیوی تعلقات کا کلوروفارم سنگھا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے بیوی بچوں اور دوسرے دنیوی تعلقات کا تو اس کو بڑا خیال رہتا ہے۔ مگر اپنا خیال نہیں رہتا۔ مرنے کے بعد کلوروفارم کا اثر اُتر جائے گا۔ تو پھر پتہ چلے گا۔ کہ بیوی بچے اور باقی رشتہ دار سب غدار نکلے۔ لیکن اس وقت یہ احساس کچھ فائدہ نہ دے گا ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ حصول رضائے الٰہی اس کے ذرائع دو ہیں۔ (۱) خالق کو بعبادت راضی کرنا۔ (۲) مخلوق کو بخدمت راضی کرنا

یہ سوچا کیجئے۔ کہ مجھ پر کس کس کا حق ہے۔ اور کیا میں ان کا حق ادا کر رہا ہوں۔ سب سے اول اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق فائق ہے۔ کیا میں ان دونوں کا حق ادا کر رہا ہوں۔ اس کے بعد سب سے پہلے والدین کا حق ہے کیا وہ دعائیں دے رہے ہیں۔ یا بد دعائیں۔ بعض بد بخت دوستوں کو تو خوب کھلاتے پلاتے ہیں۔ مگر باپ کو پوچھتے بھی نہیں۔ بیوی کی ہر فرمائش پوری کرتے ہیں۔ اور ماں کو پوچھتے بھی نہیں۔ ان کو یار باپ سے اور بیوی ماں سے زیادہ پیاری ہے۔ حالانکہ بیوی ماں کے جوتے کے بھی برابر نہیں ہو سکتی۔ دولت ہو تو روز تین چار بیویاں کر سکتے ہیں۔ شہد پر مکھیاں

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۶ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

ہر حق دار کو اس کا حق پہنچاؤ

میں سب حضرات کو خوشخبری سناتا ہوں - کہ جو کوئی بھی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مجلس ذکر میں شامل ہوتا ہے - اللہ تعالےٰ اُسے بخش دیتے ہیں - فضیلت ذکر والی حدیث کئی مرتبہ سنا چکا ہوں -

میرا معمول ہے کہ مجلس ذکر کے بعد کتاب و سنت کی روشنی میں آپ حضرات کو دوزخ سے بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں -

آج ایک بہت بڑی غلطی سے جس سے تقریباً سب غافل ہیں - متنبہ کرتا ہوں - وہ غلطی یہ ہے - کہ حق داروں کے حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے -

سارے قرآن مجید کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر حقدار کو اس کا حق پہنچاؤ انسان کے ذمہ جتنے بھی حقوق ہیں - اُن سب کو ادا کرنا اُس پر فرض ہے - کسی ایک کا حق بھی ادا نہ کیا گیا - تو انسان دوزخ میں جائیگا - انسان کے ذمہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں

دوسرے نمبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ہیں -

تیسرے نمبر پر ماں باپ - اولاد - بیوی اور دوسرے رشتے داروں کے حقوق ہیں -

اللہ تعالےٰ کے حقوق یہ ہیں -

کلمہ طیبہ پڑھنا - نماز پڑھنا روزہ رکھنا زکوٰۃ دینا - اور حج ادا کرنا - اسلام کی بنیاد ان ہی پانچ چیزوں پر ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق یہ ہیں - کہ اُن کے نقش قدم پر چلا جائے - ہر ایک کام میں اُن ہی کی راہنمائی حاصل کی جائے - اُنہوں نے جس طرح دنیا میں رہنے اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کے طریقے بتائے - اُسی طرح پر زندگی بسر کی جائے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات و فرامین کو برحق مانا جائے -

ماں باپ کے حقوق یہ ہیں - کہ اُن کی اطاعت اور خدمت کی جائے - اگر وہ بوڑھے ہوگئے ہیں - تو اُن کو بالکل نہ جھڑکے - اگر خود کو بھوکا رہنا پڑے تو رہے - مگر والدین کو بھوکا نہ رہنے دے - اُن کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے -

اب اگر کوئی نماز پانچ وقت کی پڑھتا ہے - روزے رکھتا ہے - لیکن والدین کو ستاتا ہے - تو وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا -

کیونکہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

وَهُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ

ماں باپ ہی تیرے لئے جنت ہیں اور ماں باپ ہی تیرے لئے دوزخ ہیں - یعنی اگر والدین کی دُعا لو گے - تو جنت میں جاؤ گے - اگر بددعا لوگے تو دوزخ میں جاؤ گے -

اگر کوئی شخص والدین کی اطاعت کرے - اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے - لیکن اللہ تعالےٰ کے حقوق ادا نہ کرے - تو وہ بھی دوزخ میں جائے گا - کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے - کہ

مَنۡ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدۡ كَفَرَ

جس نے ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑی پس وہ کافر ہوگیا -

میں ذمہ داری سے کہتا ہوں - کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق ادا نہ کرنے والا سیدھا دوزخ میں جائے گا -

اب اگر کوئی بڑے سے بڑا ہی کیوں نہ ہو - غرض جو ۵ وقت کی نماز نہیں پڑھتا وہ کفر کرتا ہے ، خواہ اُس کا نام محمد دین - اللہ دتا اجمل خان ہو -

کیا میں تم کو حق سنانے سے ڈر جاؤں گا ؟ میں تم سے مانگ کر نہیں کھاتا - میں تمہارا محتاج نہیں ہوں اللہ تعالےٰ کا محتاج ہوں - اس لئے تم کو صاف صاف باتیں سناتا ہوں تاکہ تم سنبھل جاؤ - اس غفلت سے بیدار ہو جاؤ - اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرو - اُن کو ادا کرکے اللہ تعالےٰ کو خوش کرو - اور دوزخ سے بچ جاؤ - مجھے تمہاری بالکل پرواہ نہیں - میں قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی ذات کو تمہارے اعتراضات سے بری کرانا چاہتا ہوں - تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو -

رَبَّنَا مَا جَآءَنَا مِنۡ نَّذِیۡرٍ

کہ یا اللہ تیرا کوئی بندہ ہمیں ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا -

اگر تم سب کے حقوق ادا کروگے تو بچ جاؤ گے - ورنہ مارے جاؤ گے - ایک آدمی کی سب سے پیاری ہے گھر سے باہر ہر ایک سے اچھی طرح ملتا ہے - مگر گھر میں آکر بیوی کو تنگ کرتا ہے - اُس کو معمولی غلطی پر بہت دُکھ دیتا ہے - یا خود ہوٹلوں میں کھانا کھاتا ہے - اور بیوی کو ہم آنے دے دیتا ہے - کہ پکوڑے کھا لینا - یا دال پکا لینا -

تو یاد رکھو - کہ اُس بیچاری مظلوم کی آہ اللہ تعالےٰ جلدی سے منظور فرمائیں گے - اور تمہاری آخرت کی زندگی ذلیل ہو جائے گی - بیوی کے حقوق یہ ہیں کہ اُس کو خوش رکھا جائے - اُس کو دینی تعلیم دی جائے اگر اُس کے والدین نے اُس کو نمازی نہیں بنایا - قرآن نہیں پڑھایا تو تم اسے نمازی بناؤ - قرآن کی

تعلیم دو۔ اگر بیوی بے نماز رہی۔ تو اُس کا گناہ بھی تمہارے ذمہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اولاد اس لئے دی ہے۔ کہ اُس کو قانون الٰہی سکھاؤ۔ نہ کہ غیر اللہ کے قانون کو رٹاؤ۔ آج کل اکثر لوگ اپنی اولاد کو کالجیٹ بناتے ہیں۔ اگر ماں باپ کی تربیت اچھی ہو تو بڑے بڑے عالم با خدا۔ اولیاء اللہ پیدا ہوسکتے ہیں۔ ماں باپ بچوں کو دین سیکھنے کے لئے مجبور کرسکتے ہیں۔ اگر اولاد دیندار بنے گی۔ نیک کام کرے گی۔ تو والدین کو اُس کا ثواب ہوگا۔ اور یہی اولاد قیامت کے دن باعث نجات ہوگی۔

اگر اولاد کو انگریزی تعلیم دی لیکن دین سے بالکل جاہل رکھا۔ نمازی نہ بنایا۔ قرآن مجید کی تعلیم نہ دی۔ تو یاد رکھو۔ کہ جتنے بھی وہ گناہ کرے گی۔ اُن سب کا گناہ ماں باپ کے ذمہ ہوگا۔ کیونکہ والدین کا فرض تھا۔ اُن کی صحیح تربیت کرتی اور یہی اولاد گناہوں کی وجہ سے جب یہ دوزخ میں جائے گی تو کہے گی رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا رَبَّنَا اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

ترجمہ۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے بڑوں اور بزرگوں (والدین) کا کہا مانا۔ پس اُنہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ (یعنی تیرے دین کی تعلیم نہ دی) اے ہمارے رب ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت بھیج۔

(کیونکہ اُنہوں نے کالج میں پڑھایا مگر تیرے دین کا راستہ نہ دکھایا) قیامت کے دن اولاد کی بددعا ماں باپ کے حق میں ضرور قبول ہوگی کیونکہ اولاد کا دوزخ میں جانے کا سبب ماں باپ بنے۔

کئی آدمی جانوروں پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ گائے۔ بکری۔ بھینس۔ گھوڑے وغیرہ رکھے ہوئے ہیں لیکن اُن کو کھانے پینے کے لئے بہت کم دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ بالکل نہیں دیتے۔ اُن سے کام بہت لیتے ہیں۔ لیکن اُن کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کرتے۔ جانوروں کے حقوق ادا نہ کرنے والا انسان بھی مجرم ہے بعض لوگ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں۔ یعنی روٹی ملنے پر خدا تعالےٰ کو بھول جاتے ہیں۔

دنیا میں تقریباً ہر ایک انسان کوئی کہیں پھنسا ہوا ہے۔ کوئی کہیں بہت کم اللہ کے بندے ہیں۔ جو تمام حقوق کو ادا کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے کے وقت ہمیں ہماری ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے۔ تو کوئی انسان دنیا میں آنا پسند نہ کرتا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک ہی طریقہ ہے۔ ان حقوق کو نبھانے کا وہ یہ کہ خوف خدا اور ایمان کامل ہو۔

یہ دونوں چیزیں۔ اللہ تعالےٰ کی عبادت۔ ذکر کی کثرت اور علماء کرام کے پاس بیٹھ کر قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کرنے اور بزرگان دین کی صحبت اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

اب بھی وقت ہے۔ کہ آپ اپنی اصلاح کرلیں۔ خود اگر دین کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ تو کسی اللہ والے کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں۔ علماء کرام سے پوچھ کر زندگی بسر کریں۔ اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائیں۔ اگر آپ کے والدین نے آپ کو دین نہیں سکھایا۔ تو آپ اپنے آپ کو اور والدین کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے حقوق کو ادا کریں۔ اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کریں کسی مزدور کی مزدوری کم نہ دیں ہر ایک سے اچھی طرح سلوک کرکے اُن کی دعائیں لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کے مستحق بنیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایمان کامل عطا فرمائے۔ اور خاتمہ ایمان پر جنت میں پہنچائے۔ اور دوزخ سے بچائے (آمین یا الہ العالمین)

جانوروں کو اذیت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محرومی کا سبب ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک گدھے پر پڑی جس کے چہرے پر داغ دے کر نشان بنایا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص خدا کی رحمت سے محروم ہے جس نے یہ کام کیا۔

مسند احمد

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۲ر رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

مال اور اولاد آزمائش ہے

میں آپ سب حضرات کو مغفرت کی خوشخبری سناتا ہوں۔ اللہ تعالٰے فقط اپنی رضا حاصل کرنے کے لئے مجلس ذکر میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں ہر جمعرات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ۠ (سورۃ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹)

ترجمہ۔ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور بے شک اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مال اور اولاد کو انسان کے لئے آزمائش بنایا ہے۔ کہ کون میری مرضی کے مطابق اور کون میری مرضی کے خلاف خرچ کرتا ہے۔ اور اگر انسان اس آزمائش میں پورا اترا۔ تو آخرت میں اللہ تعالٰے نے اُس کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

عام مسلمان قرآن مجید کو متبرک ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے اس کا مطلب صرف علمائے کرام ہی جانتے ہیں۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ مال اور اولاد کی آزمائش کس طرح ہے۔ اگر مال کو کارہائے خیر میں صرف کیا تو جنت ملے گی۔

مثلاً مسکینوں۔ اللہ والوں اور غریبوں کو کھلایا۔ ماں باپ۔ رشتہ داروں اور دوستوں کی خدمت کی۔ تو یہی مال جنت میں پہنچانے کا سبب بنے گا اگر مال کو کارہائے بد میں صرف کیا۔ تو دوزخ ملے گی۔

مثلاً مال سے زنا کیا۔ سینما دیکھنے کے لئے ٹکٹ خریدے۔ اور شراب خرید کر پی۔ تو یہ مال دوزخ میں پہنچانے کا سبب ہوگا۔

غرض مال اگر اللہ تعالٰے کی رضا کے مطابق خرچ کیا جائے۔ تو جنت میں پہنچاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالٰے کی مرضی کے خلاف خرچ کیا جائے تو دوزخ میں پہنچاتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالٰے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے مال کو آزمائش بنایا۔ اب انسان جس راستے کو چاہے اختیار کرے۔

چاہے تو وہ مال سے والدین رشتہ داروں۔ اللہ والوں۔ مسکینوں وغیرہ کی خدمت کر کے اُن سے دعائیں لے۔ اور جنت کا مستحق بنے۔ یا چاہے اسی مال سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرے اور دوزخ کا ٹکٹ خریدے۔

مال ہی جنت میں لے جاتا ہے۔ مثلاً مسجد میں صفیں بچھا دیں۔ جب تک صفیں پھٹے گی نہیں۔ اُس وقت تک تمام نمازیوں کا ثواب صفیں مسجد میں دینے والے کو ہوتا رہے گا اور اُس کے درجات بلند ہوتے رہینگے اس سے یہ نہ مطلب سمجھ لیں کہ اُس کے ذمہ جو نماز ہے وہ معاف ہو جائے گی۔ نہیں۔ اُسے اپنی نماز ہر حال میں ادا کرنی ضروری ہے

مال ہی دوزخ میں لے جاتا ہے۔ مثلاً کئی بدمعاش ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ کنجریوں کو خوش کرنے کے لئے اُن کو خوبصورت عالیشان مکان بنا دیتے ہیں۔ جب تک وہ مکان زناہ کا اڈہ بنا رہے گا اُس وقت تک اس کو گناہ ہوتا رہے گا۔

خوش نصیب ہیں۔ وہ لوگ جو مال کو صحیح مصرف پر خرچ کر کے اللہ تعالٰے کو خوش کرتے ہیں اور بد نصیب ہیں۔ وہ لوگ جو مال کو غلط طریقے پر خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

لَا یَزْنِیْ الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

(زانی زناہ نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ وہ ایماندار ہو)

یعنی زانی زنا کے وقت ایماندار نہیں رہتا۔ بے ایمان ہو جاتا ہے۔

کسی سنجیدہ آدمی سے زناہ ہوگیا اُس نے دیکھا۔ کہ اُس میں سے ایک سفید رنگ کا جانور نکل کر اڑ گیا۔ اور کہہ گیا۔ کہ میں تیرا ایمان تھا۔

اکثر زناہ انسان مال ہی کی وجہ سے کرتا ہے۔

اولاد بھی انسان کے لئے آزمائش ہے۔ اولاد کو جتنا نیک۔ عبادت گزار پرہیزگار۔ یاد الٰہی کرنے والا بنائینگے اُتنے ہی تمہارے درجات بلند ہونگے اور تمہارے اعمال نامے میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اور یہی اولاد جنت میں جانے کا سبب بنے گی

حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک فوت شدہ آدمی کے اللہ تعالٰے درجات بلند فرما دیں گے۔ وہ پوچھے گا۔ کہ یا اللہ میرے درجات بلند کیوں ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالٰے فرمائیں گے۔ کہ

تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ میں اپنے والدین کے لئے ہر نماز میں دعا کرتا ہوں۔

اگر اولاد کو دیندار نہ بنایا۔ تو یہی اولاد دوزخ میں جانے کا باعث ہوگی۔ اور قیامت کے دن دعا کرے گی۔ کہ یا اللہ ہمارے والدین کو دُگنا عذاب دے۔ ان بے ایمانوں نے ہمیں دین کا راستہ نہ بتایا۔

بعض لوگ بچپن میں اولاد کو زبردستی نماز کا عادی بناتے ہیں۔ بچپن میں اگر نماز پڑھنے کی عادت نہ پڑے تو بڑے ہوکر نماز ایک بوجھ سی بن جاتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کو آسودہ حال بنائے تنگدست کسی کو نہ بنائے آسودہ حالی میں مال کو اپنی رضا کے مطابق صرف کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد کی صحیح تربیت کرکے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلالؓ سے فرمایا اے بلالؓ تو اپنے اس عمل کو بیان کر جو سب سے زیادہ امید افزا ہو اور تو نے اسلام کی حالت میں اس پر عمل کیا ہو۔ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آواز سنی ہے۔ بلالؓ نے عرض کیا میں نے کوئی امید افزا عمل اس سے زیادہ نہیں کیا کہ جب میں نے کسی قسم کی طہارت حاصل کی۔ یعنی غسل کیا یا وضو کیا یا تیمم کیا دن میں یا رات میں تو اس طہارت سے میں نے نماز پڑھی جس قدر خدا نے مقدر کی تھی (بخاری مسلم)

استخارہ کا طریقہ

جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام کاموں میں استخارہ کرنا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورۃ یعنی نہایت اہتمام سے استخارہ کی دُعا تعلیم کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے۔ اور پھر یہ دعا مانگے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ۔ (یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے، فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے) فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ یعنی اے اللہ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں تیرے علم کی مدد سے اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت سے اور چاہتا ہوں۔ تجھ سے تیرا فضل عظیم، تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اور میں کسی بات پر قادر نہیں۔ تو جاننے والا ہے۔ ہر چیز کا اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو غیب کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں وہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں میرے لئے بہتر ہے۔ دین، معاش (زندگی) اور انجام کار کے اعتبار سے (یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے) اے اللہ اگر تیرے علم میں وہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے بہتر ہے اس دنیا میں اور آخرت میں تو قدرت دے تو اس پر مجھ کو یعنی میرے لئے اس کا انتظام کر اور میرے لئے اس کو آسان بنا دے۔ پھر میرے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لئے یہ کام بُرا ہے میرے دین زندگی اور انجام کار کے لحاظ سے (یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے) اس دنیا میں اور آخرت میں تو میری توجہ کو اس کی جانب سے پھیر دے۔ اور اس کا خیال میرے دل سے دور کر دے۔ اور میرے لئے بہتری کا انتظام کر جہاں کہیں وہ ہو اور پھر مجھ کو اس سے راضی کر۔ اس کے بعد اپنی حاجت بیان کرے

نماز حاجت کا طریقہ

عبداللہ بن اوفیٰ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کوئی حاجت خدا سے رکھتا ہو۔ یا کسی آدمی سے یعنی کوئی دینی یا دنیاوی حاجت ہو تو اس کو چاہئے۔ کہ وہ وضو کرے۔ اور اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر خدا کی تعریف کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور پھر یہ دعا کرے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً ھِیَ لَكَ رِضًی اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ایسا معبود جو بُردبار اور بخشش کرنے والا ہے۔ پاک ہے اللہ مالک ہے عرش عظیم کا اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں۔ جو دونوں جہاں کا پروردگار ہے۔ چاہتا ہوں تجھ سے اے اللہ ایسا عمل کرنا جس کے سبب تیری رحمت کے نزول کا مستحق قرار پاؤں اور چاہتا ہوں وہ عمل جو موجب ہو تیری بخشش کا اور چاہتا ہوں فائدہ پانا ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے کسی گناہ کو بخشش سے باقی نہ چھوڑنا اور نہ میری کسی مشکل کو باقی رکھ۔ اور میری کوئی حاجت نہ روک جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اے رحم کرنے والے تمام رحم کرنے والوں کے۔ (ترمذی)

ہاتھ استعمار کا شل ہو رہا ہے ہر طرف
ساری دنیا کے غلام آزاد ہو جانے لگے
دھجیاں تہذیب مغرب کی فضا میں اُڑ چلیں
یہ قبائے زاید المیعاد ہو جانے لگے